"شیعہ مذہب سچا ہے"
انگور کھٹے ہیں!
از قلم
عبدالکریم مشتاق

سچا مذہب کیا ہے؟

سنّی علامہ حافظ مہر محمد میانوالوی صاحب کا سوال

شیعہ مذہب سچّا ہے

شیعہ طالب علم عبدالکریم مشتاق کا جواب

المعروف بہ

انگور کھٹے ہیں!

ناشر

رحمت اللہ بک ایجنسی ناشران و تاجران کتب

بمبئی بازار نزد خوجہ شیعہ اثنا عشری مسجد کھارادر کراچی ۲

نام کتاب ———— شیعہ مذہب سچا ہے
بجواب ———— سچا مذہب کیا ہے؟
المعروف بہ ———— انگور کھٹے ہیں
مصنف ———— عبد الکریم مشتاق
کتابت ———— عامر رضا امروہوی
پیشکش ———— اکبر ابن حسن
پرنٹرز ———— نفیس اکیڈمی آفسٹ پرنٹرز
قیمت ———— ● روپے۔

شائع کردہ

رحمت اللہ بک ایجنسی ناشران و تاجران کتب

بمبئی بازار نزد خوجہ شیعہ اثنا عشری مسجد کھارادر کراچی ۲

فہرست عنوانات

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
١	اللہ کے نام سے آغاز ہے جو رحمٰن الرحیم ہے۔	٧
٢	انگور کھٹے ہیں۔	١١
٣	نعرہ رسالتؐ سے انکار۔	١٢
۴	گذارشِ احوالِ واقعی۔	١٣
۵	تبصرہ۔	١٧
٦	خاتم المعصومین۔	١٨
٧	انکار خلافت۔	١٩
٨	وجود منافقین۔	١٩
٩	منافق کی پہچان۔	٢٠
١٠	قلت وکثرت	٢٠
١١	نفاذ فقہ جعفریہ اور انقلاب ایران	٢١
١٢	تھوتھا چنا باجے گھنا۔	٢٢
١٣	بہتان۔	٢٢
١۴	مذہب شیعہ کی معرکۃ الآرا فتح۔	٢٣
١۵	سنی سائل کا پہلا خط۔	٢٦
١٦	پہلے خط کا شیعی جواب۔	٢٧
١٧	پہلے خط اور اس کے جواب پر وضاحتی اشارے۔	٣٠

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۱۸	اوروں کو نصیحت خود میاں نصیحت	۳۰
۱۹	سنی سائل کا دوسرا خط	۳۱
۲۰	دوسرے خط کا شیعی جواب	۳۷
۲۱	دوسرا خط اس کا جواب اور اضافی تبصرہ	۴۲
۲۲	سنی سائل کا تیسرا خط	۴۴
۲۳	تیسرے خط کا شیعی جواب	۵۲
۲۴	تیسرا خط اس کا جواب اور ضمیمہ	۵۵
۲۵	منکسرانہ اعتراف	۵۵
۲۶	تضاد بیانی	۵۶
۲۷	سات امور کا جواب	۵۷
۲۸	عقل سلیم	۵۷
۲۹	لا نورث	۵۸
۳۰	بغض علیؓ	۵۸
۳۱	تنقید	۵۹
۳۲	حسبنا کتاب اللہ	۶۰
۳۳	اصحاب	۶۰
۳۴	جنازہ چھوڑنا	۶۰
۳۵	سنی سائل کا چوتھا خط	۶۳
۳۶	مطاعن کا تشفی بخش جواب	۶۵

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۳۷	منافقوں کا انجام	۶۸
۳۸	اہل سنت والجماعت کا قرآن سے ثبوت	۷۰
۳۹	مذہب شیعہ کی اخلاقی تصویر	۷۱
۴۰	مذہب شیعہ ضامن نجات نہیں	۷۷
۴۱	ایک شبہ کا ازالہ	۸۶
۴۲	آخری گذارش	۸۶
۴۳	چوتھے خط کا شیعی جواب	۸۸
۴۴	چوتھے خط اور اس کے جواب پر وضاحتی گذارش	۸۹
۴۵	سنی سائل کے چوتھے خط کا مفصل جواب	۹۴
۴۶	مطاعن کے جواب پر معروضات	۹۶
۴۷	وہ جیسے بھی تھے	۹۶
۴۸	پہلی بات کا جواب	۹۷
۴۹	دوسری بات	۱۰۰
۵۰	تیسری بات	۱۰۰
۵۱	منافقوں کا انجام اور میری گذارش	۱۰۱
۵۲	چوکور سیب	۱۰۲
۵۳	اخلاقی تصویر	۱۰۳
۵۴	نہج البلاغہ	۱۰۴
۵۵	امام حسنؑ کا دورہ	۱۰۴

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
۱۰۴	سنی جنازہ	۵۶
۱۰۵	حضرت زینب کا گرنا	۵۷
۱۰۵	امت	۵۸
۱۰۵	اولاد البغایا	۵۹
۱۰۶	۳۱۳ مومن	۶۰
۱۰۶	اہل شام و رومی	۶۱
۱۱۰	مذہب شیعہ ضامن نجات ہے۔	۶۲
۱۱۱	توحید	۶۳
۱۱۶	ازالہ شبہ کا جواب	۶۴
۱۱۸	محمدؐ کے شیعہ	۶۵
۱۲۰	آخری گذارش پر غور	۶۶
۱۲۲	سنی سائل کا پانچواں خط	۶۷
۱۲۶	پانچویں خط کا شیعی جواب	۶۸
۱۳۸	آخری خط آخری گذارش	۶۹
۱۳۹	قتل اور پھانسی کی دھمکی۔	۷۰
۱۴۲	آزمائے جو چاہے۔	۷۱

اللہ کے نام سے آغاز ہے جو رحمان الرحیم ہے

بے شک "عزّت" آبرو، غلبہ اور قوت اللہ کے لئے ہے اور اسکے رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے اور پھر مومنین کرام صاحبان عزت ہیں لیکن منافقین اس بات کو نہیں سمجھتے

حمد ہے اس پاک ذات کی جو ناتواں کو توانائی بخشتا ہے بے ہدایتوں کو "منبع ہدایت" کی معرفت عطا کرکے راہنمائی کرتا ہے۔ درود و سلام جاری کرتا ہے ان بابرکت ہستیوں پر جنہیں اس نے ہدایت دینے کیلئے منتخب فرمایا اور جن خوش نصیبوں نے ہدایت کے ان جاری چشموں سے فیض رحمت پایا یقیناً وہی سعادت مند اور فلاح یافتہ ہیں۔

احقر العباد عبد الکریم اپنے مولا کریم کی کرم نوازیوں کا اظہار تشکر بجا لانے کا حق ادا کرنے سے عاجز ہے یہ ذات لطیف و حکیم کا لطف خاص اور حکمت ایزدی ہے کہ مچھر جیسی مخلوق سے سرکش اشرف المخلوقات کی سرکوبی کا کام لیتا ہے چیونٹی سے ہاتھی کو جان سے ہاتھ دھونا پڑتے ہیں اور ابابیلوں سے لشکر کثیر کا گھمنڈ خاک میں ملا کر اپنی قوت کا لوہا منواتا ہے دنیا جسے حقیر جانتی ہے اس کی نگاہ عالیہ میں وہ معزز

د باتوقیر ہے اور زمانہ جنہیں فرعون، نمرود اور یزید بنا کر مقتدر سمجھے اس کی نظر میں ملعون، مردود اور پلید ہیں۔ بے شک وہ بے نیاز ہے

گنہگار مشتاق ایک بھٹکا ہوا راہی، منزل کی تلاش کے اشتیاق میں مارا مارا در در کی ٹھوکریں کھا رہا تھا کہ خوش قسمتی سے در شہر علم پر دستک دینے کا موقعہ نصیب ہوا۔ باب حیدرؑ سے مراد پائی۔ مقصود حاصل ہوا۔ مطلوب مل گیا اور اس دروازہ سے اتنا کچھ بخشش میں پایا کہ دیگر ابواب سے بے نیاز ہو گیا۔

میرے لئے یہ اعزاز نعمت خاص ہے کہ مولاؑ نے میرے چھوٹے منہ سے بڑی باتیں کہلوائی ہیں۔ میں نہ تینوں میں نہ تیرہوں میں۔ نہ پڑھا نہ لکھا نام محمد فاضل۔ نہ ملّا نہ مولوی، نہ علامہ نہ فقیہہ۔ عالم ہونا تو کجا خود کو طفل مکتب سے بھی کمتر جانتا ہوں مگر یہ میرے مولا علیؑ کے نعرہ حیدریؑ کی برکت ہے کہ مخالف میرا نام سنکر لرز اٹھتے ہیں۔ میں گوشہ نشینی کی زندگی گذار رہا ہوں۔ غیر تو ہے ایک طرف اپنے بھی میری شکل سے واقف نہیں۔ نہ ہی قومیات میں میرا کوئی قابل ذکر حصہ ہے اور نہ منبر تک رسائی ہوئی ہے۔ محض استمدادِ علویہؑ کی ہیبت سے دشمن کے چھکے چھوٹے ہوئے طوطے اڑے ہوئے اور چہرے اترے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔

عاصی راقم الحروف کہ علمائے کرام کا ادنیٰ خدمتگار صفِ علماء میں داخل ہونا تو درکنار اس صف میں قدم رکھنے کے بھی قابل نہیں ہے۔ لیکن اتنی قلیل منزلت کے باوجود یہ بات باعث افتخار ملت شیعہ ہے کہ ان کا خادم شیعہ دشمنوں کو لوہے کے چنے چبوا رہا ہے اور احقر مشتاق نے ان کو اس طرح مفلوج و بے لبس کر رکھا ہے کہ انہیں کوئی راہ دکھائی نہیں دیتی۔ مولویوں کی نیندیں حرام ہو چکی ہیں۔ ترکیبیں بیکار ثابت ہوئی ہیں، تدبیریں الٹی ہو گئی ہیں۔ نفری گھٹ گئی ہے۔ کثرت میں کمی واقع ہوتی جا رہی ہے۔ "مذہب کے تحفظ و فروغ کے جدید تقاضوں" کے تحت وضع کردہ نعرے دھیمے و خفیف ہوتے جا رہے ہیں۔ "جدّت" کو "بدعت" کہنے والے اب عملاً جدید (بدعات) کا ارتکاب کر رہے ہیں مگر سب کچھ ہونے کے باوجود مشتاق (رافضی) کا کچھ نہیں ہو سکا ہے۔ جب تمام حیلے ناکام ہو گئے۔ ہر ہتھکنڈا بیکار ثابت ہوا تو کھسیانے ہو کر جھوٹے پروپیگنڈا کا سہارا لینا شروع کر دیا ہے۔ اشتہار بازی کی جا رہی ہے کہ مشتاق نے کسی نام نہاد مناظرہ میں تحریری شکست قبول کر لی ہے۔

اس افواہ بازی سے تو الٹا مشتاق کو مزید شہرت ملی ہے کہ ایک بہت بڑے دیوبندی علامہ جو خود کو فاضل نصرۃ العلوم فاضل تخصص فی علوم الحدیث، حافظ اور پتہ نہیں کیا کیا لکھتے ہیں نے ایک کمترین شیعہ نوجوان سے ماتھا لگایا۔ یہ بات مجھ جیسے کم علم کیلئے تو باعث فخر ہو سکتی ہے کہ میں نے امیر خدام اہلسنت حضرت علامہ قاضی مظہر حسین صاحب اور علامہ حافظ مہر محمد صاحب میانوالوی جیسے دیو قامت دیوبندیوں سے ٹکر لی۔ لیکن ان کی پہاڑ جیسی منزلت علمی اونچی شان و نمود علامیت کے تحت مشتاق جیسی چٹان سے ٹکرانا طفلانہ حرکت نظر آتا ہے۔ بہر حال کچی ہنڈیا پکا نہیں کرتی۔ مخالفین جو کچھ چاہیں کر لیں۔ ہمیں ان کے عیارانہ، مکارانہ اور یارانہ حیلوں سے کچھ فرق نہیں پڑے گا۔ بلکہ جو آگ وہ خود اپنے گرد روشن کر رہے ہیں اسی میں خود ہی بھسم ہو جائیں گے

آمدم برسر مطلب مکتبہ عثمانیہ۔ لور باوا ہمزا گوجرانولہ کچھ عرصہ سے میرے خلاف مہم چلا رہا ہے۔ انہوں نے ایک رسالہ بنام "سچا مذہب کیا ہے؟" شائع کیا ہے۔ بقول مکتبہ یہ کتاب "مولانا مہر محمد میانوالوی اور عبدالکریم مشتاق کے درمیان "نجات شیعہ" کے موضوع پر تحریری مناظرہ کے ۱۰ خطوط" ہیں۔ گو کہ اس کتاب میں ایسی کوئی بات نہیں ہے کہ جس سے عبدالکریم مشتاق کی شکست ثابت ہو اور مہر محمد صاحب کی فتح لیکن محض تجارتی فوائد کی خاطر اور میری شہرت کو نقصان پہنچانے کے لئے یہ اشتہار بازی کی گئی ہے کہ مشتاق نے تحریری طور پر مہر محمد صاحب سے شکست تسلیم کر لی ہے۔

لہذا ضروری سمجھا گیا کہ اس حقیقت سے عوام الناس کو آگاہ کیا جاتے اور فیصلہ قارئین کے انصاف پر چھوڑ دیا جائے ۔

اس قسم کی جھوٹی افواہوں اور مبنی پر کذب اشتہار بازیوں پر بحث و تمحیص کی چنداں ضرورت تو نہ تھی۔ مگر مشاہدہ کیا گیا ہے کہ ایسی افترائیں اور حیلہ بازیاں اگر مسلسل جاری رہیں تو شکوک و شبہات کی افزائش کا سبب بنتی ہیں۔ لہذا قومی وقار و ملی ناموس تحفظ کیلئے یہ ضروری سمجھا گیا ہے کہ اس سازش کا بھانڈا پھوڑ کر قارئین کو صحیح صورت احوال سے مطلع کر دیا جائے ۔

چنانچہ اس کتاب میں ہم نے اپنی ابتدائی گفتگو کے بعد مہر محمد صاحب کے رسالہ "سچا مذہب کیا ہے؟" کی پوری نقل اور مطلوبہ مقامات پر اپنا تبصرہ پیش کر کے یہ ثابت کیا ہے کہ در اصل "شیعہ مذہب سچا ہے"۔

عبدالکریم مشتاق عفی عنہ

نومبر ۱۹۷۰ء

انگور کھٹے ہیں

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک لومڑی ایک باغ میں سے گذری۔ اس نے دیوار پر لگے ہوئے انگوروں کے کچھ گچھے دیکھے جو بہت پکے ہوئے تھے۔ لومڑی کے منہ میں پانی بھر آیا۔ انگور کی بیل اونچی تھی اور لومڑی نیچے۔ لومڑی جس قدر اچھل کود سکتی تھی۔ اچھلی۔ چھلانگیں لگائیں۔ مگر انگور اتنی بلندی پر تھے کہ اس کی رسائی نہ ہوسکی۔ جب اس لومڑی کی تمام کوششیں اور تدبیریں بے سود ثابت ہوئیں تو عاجز آ کر خود کو سمجھانے کیلئے یہ کہتے ہوئے مایوسی کے عالم میں چلی گئی کہ "یہ انگور کھٹے ہیں" لہذا وہ ان کو کھانا پسند نہیں کرتی۔ یہ کہانی ہم زمانہ اسکول میں اس مورل (سبق) کے تحت پڑھا کرتے کہ جو کام کسی سے ہو نہ سکے تو پھر وہ دل کو سمجھانے کے لئے یہی کہتا ہے کہ یہ کام اس کے لئے بہت ہی سہل ہے مگر وہ خود اسے کرنا نہیں چاہتا۔

لیکن عملی زندگی میں ہم نے دیکھا ہے کہ "لومڑی" نے تو ناکامی کو چھپانے کے لئے محض انگوروں کو کھٹا قرار دے کر اپنی راہ لی ہے مگر آج کا آدمی ہوتا تو وہ یہی کہتا کہ میں نے انگور کھالیے ہیں جو کہ کھٹے ہیں۔ چنانچہ علامہ مہر محمد صاحب میانوالوی پر بھی یہ مثال صادر آتی ہے کہ انہوں نے مشتاق کو شکست دینے کا اشتیاق ظاہر کرتے ہی فتح یابی کے شادیانے بجادیئے۔ بغیر کسی مقابلہ کے بلکہ آغاز دعویٰ سے قبل ہی اپنے جیتنے کا خود ہی اعلان کر دیا۔ نہ کسی منصف کے فیصلہ کی ضرورت محسوس کی گئی نہ ہی میدان مقابلہ کا انتخاب ہوا اور نہ ہی مدمقابل کو سامنے آنے کا موقعہ ملا۔ عالم تصور میں مناظرہ بھی کر لیا۔ مشتاق کو خواب میں شکست بھی دے دی

اس نے تحریری طور پر اس کا اعتراف بھی کر لیا۔ اور مہر جی نے فتح و نصرت
کی خوشی کے ہار بھی پہن لئے۔ لیکن جب آنکھ کھلی تو ہار ــــــ کے تھے۔ مہر جی
جی ہی جی میں کہہ رہے تھے کہ "انگور کھٹے ہیں" پس غصہ ہو کر فرمایا کہ مشتاق جیسے
مخالفین کی "مجالس، جلوس اور مذہبی تقریبات اور نعرہ بازی سے اجتناب کریں
اپنے ریڈیو اور ٹیپ سے ان کے مذہبی گیت نہ سنیں[۱]" ان کی "تمام رسومات اور
بدعات سے بچیں جو آپ میں فرقہ واریت اور انتشار کا باعث ہوں۔ ایک دوسرے
کی تکفیر اور تذلیل سے مکمل کنارہ کریں[۲]"۔ یعنی جو میں کہوں اس کو بلا چون و چرا
مان لو۔ دوسرے پر کان نہ دھرو۔ ان کی ایک نہ سنو۔ مگر عقلمند مجبور ہے کہ بات
پر غور کرے اس کی تہہ تک پہنچے۔ مفید اور مضر کی پہچان کرے۔ اور مہر جی کی
زمین ہمواری پر کڑی نگاہ جمائے رکھے۔

نعرۂ رسالت کا انکار

اقرار رسالت محمدیہؐ مسلمان ہونے کیلئے ضروری ہے اور ایمان رسالت کے
بغیر مومن بننا ممکن نہیں مگر شیعہ دشمنی نے مخالفین کو اندھا حافظ بنا رکھا ہے چنانچہ مذہب اہلسنت
کے تحفظ و فروغ کے جدید تقاضوں میں حافظ مہر محمد صاحب نے ایک تقاضا یہ بھی پیش کیا ہے
کہ نعرہ رسالت کا انکار اس مذہب کی حفاظت و فروغ کیلئے ایک ضروری طریقہ ہے چنانچہ تحریر کرتے
ہیں کہ

"مسلم کی حیثیت سے آپ کا نعرہ "اللہ اکبر" اور "ختم نبوت زندہ باد" ہے سنی کی حیثیت سے "حق چار یار"
ہے۔ براہ کرم ان پر اکتفا کر کے اپنی اسلامی وحدت برقرار رکھیں۔" ص۳

ص۱، ۲، ۳ ٹائٹل کا اندرونی صفحہ "مذہب اہلسنت کے تحفظ و فروغ کے جدید تقاضے" ۱، ۲، ۳

یعنی صدیوں سے رائج نعرہ رسالت "یا رسول اللہؐ" اسلامی وحدت کو برقرار
رکھنے کے لئے ضروری نہیں ہے۔ رسولؐ کی رسالت کے اقرار کی ضرورت نہیں چار یاری
ضروری ہے۔ لہٰذا اسی پر اکتفا کریں۔ قدرتاً سچی بات منہ سے نکلی ہے!

تعجب ہے کہ "ایسی تمام رسومات اور بدعات سے بچیں[۱]..." کی نصیحت کرنے
والے حافظ جی خود بدعات کو اپنے تحفظ و فروغ کے تقاضے قرار دیں۔ اور دوسروں
پر موشگافیاں کریں۔ نعرہ رسالت "یا رسول اللہؐ" کا انکار کریں اسے اپنے زعم میں
بدعت ٹھہرائیں اور خود "حق چار یار" کے نعرہ کی ترویج فرمائیں۔ حالانکہ اس نعرہ
کی عمر پچیس برس سے ہرگز زائد نہ ہوگی۔ کیا سچا مذہب ایسا ہوگا جس میں رسولؐ
کا نعرہ غیر ضروری ہو اور یاروں کا نعرہ درجہ کفایت پائے۔ دین یاروں کا ہے یا
ان کے رسولؐ کا؟ سچا مذہب وہی ہوگا جو اپنے رسولؐ کا نعرہ بلند رکھے گا۔ جو
نعرہ تکبیر کے ساتھ نعرہ رسالت کو بھی ضروری سمجھے گا اور نعرہ حیدری "یا علیؑ" لگا
کر باطل کے پیر اکھاڑے گا۔

الغرض بندہ اب مولوی حافظ محمد مہر صاحب میانوالوی کا وہ ابتدائیہ نقل کرتا
ہے جو انہوں نے زیر بحث رسالے کے شروع میں زیر سرخی "گذارش احوال واقعی"
تحریر فرمایا ہے اس کے بعد اپنا تبصرہ ہدیہ قارئین کروں گا۔

گذارش احوال واقعی

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْاَمِیْنِ وَعَلٰی آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ۔

ص۱ جدید تقاضے ص۳

اسلام اس دین فطرت اور اقوام عالم کی دارین میں فلاح وبہبود کا نام ہے۔
جسے اللہ کے سچے پیغمبروں نے پھیلا پڑھا کر دنیا کو فرعون نمرودوں اور ان کے مظالم
سے پاک کیا۔ جناب فخر رسل خاتم النبیین والمعصومین حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ
واصحابہ وسلم بھی تا قیامت سب نسل انسانی کے لئے ہادی اور رسول بن کر آئے۔ وہ اپنے
پیغمبرانہ اور فاتحانہ مشن میں کامیاب کہ رخصت ہوئے کتاب خدا اپنی سنت اور اپنی
جماعت صحابہ رض مومنین کے ذریعے نہ صرف عرب کو کفر وشرک سے پاک کیا بلکہ قیصر و
کسریٰ جیسی سوپر ظالم طاقتوں کا نام ونشان مٹایا اپنا خلیفہ کتاب وسنت کو بنایا اور اختلاف
وفرقہ بندی کے دور کے لئے یہ وصیت فرما گئے "تم پر لازم ہے کہ میری سنت وطریقے
پر چلو اور ہدایت یافتہ "خلفاء راشدین" کے طریقوں پر چلو صا دار ڈھوں سے مضبوط
تھامو اور بدعتیں (شریعت میں نئے طریقے) نکالنے سے بچو۔ کیوں کہ ہر ایسی بدعت
گمراہی ہے (ابوداؤد و مشکوۃ) اسلام محمدی کے دشمن تو بہت ہوئے جو ہر دور میں کھلے سامنے
آکر مٹتے رہے۔ چنداں اسلام کو نقصان نہ ہوا مگر یہود و مجوس اور نصاریٰ کی ملی
بھگت سے اسلام کا لباس اوڑھ کر منافقین کا جو ٹولہ مار آستین اور دام ہمرنگ زمین
کی صورت میں سامنے آیا وہ سب سے زیادہ نقصان دہ ثابت ہوا
یہ لوگ مومن کہلاتے خدا رسول اور قرآن کا نام لیتے ہیں مگر در حقیقت
کسی بھی چیز کو تعلیم محمدی کے مطابق نہیں مانتے توحید او رخدائی کے تمام حقوق
وصفات "علی مشکل کشا اور یا علی مدد" کہہ کر آنجناب کو دیتے ہیں۔ ہادی اعظم
رسول ص کے سوا لاکھ صحابہ رض و شاگردان کو معاذ اللہ مرتد منافق اور بے ایمان کہتے ہیں۔
آپ کے ہاتھ پر دس آدمیوں کو بھی مومن و ہدایت یافتہ نہ مان کر مکتب رسالت

صہ انقل روایت میں ترک سہو ہوا ہے مگر انسان خطا کا پتلا ہے۔ (میری سنت کو)

کی ناکامی کا ڈھنڈورا پیٹتے ہیں۔ اس تیس پارے قرآن کو ناقص بدلا ہوا اور
غیر واجب الاتباع مانتے ہیں اور اصلی ہادی قرآن کو امام مہدی کے پاس غار
میں گمشدہ مانتے ہیں۔ بظاہر اتباع اہل بیت کا نام لیتے ہیں۔ مگر ان کا رشتہ ایمان
وہدایت بلا واسطہ نبوت خدا سے جوڑ کر تعلیم نبوت سے برات و بے زاری کا اعلان کرتے
ہیں۔ بایں ہمہ کسی دور میں ان کو اہل بیت کی اتباع نصیب نہیں ہوتی بلکہ تعلیم آئمہ کے
خلاف اپنے مجتہدوں شریعت مداروں اور سیاسی شعبدے بازوں کی اتباع ہر دور میں فرض جانتے ہیں جیسے
ایران کا حالیہ خونیں انقلاب اور پاکستان میں "نفاذ فقہ جعفریہ کا ایجی ٹیشن شاہد عدل
ہے حالانکہ "غیبت کبریٰ" کے دور میں تعلیم جعفری کے مطابق ان کو تقیہ سے اور سنی
مسلمانوں سے مل کر رہنا فرض قطعی ہے اپنی تاریخ کے مطابق ہر دور میں "کلمہ
لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" پڑھنے والی امت محمدیہ سے برسر پیکار اور اسلام دشمن
یہود و نصاریٰ کے ایجنٹ رہے ہیں مثلاً خمینی حکومت نے امریکہ و روس کا ایک آدمی
نہیں مارا مگر یہود و نصاریٰ کے دشمن کرد و بلوچ سنیوں کے دس ہزار مسلمان تقریباً
سیاسی مذہبی اختلاف کی آڑ میں بھون دیئے۔ ہندو مسلم انڈین فسادات میں انڈیا کی
تائید کی ہے۔ اور تہران ریڈیو پاکستان کے خلاف زہر اگل رہا ہے اسی پر بس نہیں
اب تو تمام انبیا بشمول حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناکامی کا خمینی جیسے
ذمہ دار اعلان کر رہے ہیں مثلاً ۲۹ جون ۸۰ء کے تہران ٹائمز میں امام مہدی کے
حق میں انٹرویو دیا ہے کہ "وہ سماجی اور انصاف کا پیغام لائیں گے۔
یہ ایک ایسا کام ہے جس کو حاصل کرنے کے لئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی
مکمل طور پر کامیاب نہ ہوتے تھے"۔ (معاذ اللہ) کویت کے روزنامہ الرای العام
میں خمینی تقریر کا ایک اقتباس یہ ہے جس کی تردید ابھی تک نہیں ہوتی ہے "اب
تک سارے رسول جن میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی شامل ہیں دنیا میں عدل

و انصاف کے اصولوں کی تعلیم کے لئے آتے لیکن وہ اپنی کوششوں میں کامیاب نہ ہو سکے حتیٰ کہ نبی آخر الزماں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو انسانیت کی اصلاح اور مساوات قائم کرنے آئے تھے۔ اپنی زندگی میں نہ کر سکے۔ الخ۔ معاذ اللہ (بحوالہ نہیات کراچی و تعمیر حیات لکھنؤ)

میرے مسلمان سنی بھائیو! ان کے عقائد و عزائم آپ کے سامنے ہیں سے وہ جیسے کچھ ہیں مگر اپنے غیر قرآنی و نبوی غیر سنی امامی و شیعی مذہب پر پکے ہیں ان کا ہر فرد اپنی تبلیغ سیاسی پاور اور جداگانہ تشخص منوانے پر تلا ہوا ہے۔ اگر آپ کو باعزت قوم کی حیثیت سے زندہ رہنا ہے تو بیدار ہو کر اپنے تحفظ و بقا کا فریضہ ادا کیجئے۔ ورنہ زمانہ اور آئندہ نسل آپ کو معاف نہیں کرے گی آپ ان کو ان کی خواہش پر کلمہ معصوم ہیشوا کتاب قانون اور ملت جعفریہ ہیں قادیانیوں کی طرح علیحدہ حقوق دے کر ان سے مذہبی و معاشرتی مکمل بائیکاٹ کریں۔ اور آپس کے بریلوی و ہابی اختلافات و مقابلے ختم کر کے ٹھیک اہل سنت والجماعت مسلمان بن جائیں۔ کیونکہ آپ شیعہ کے مقابل فرقہ نہیں بلکہ اسلام و سنت کے ترجمان سنی سواد اعظم ہیں۔

یہ رسالہ آپ کو سنی شعور اور سچے دلائل فراہم کرنے کی ایک کڑی ہے۔ ہم نے شیعہ کے مشہور رائٹر و مولف عبد الکریم مشتاق ادیب فاضل سے رابطہ قائم کیا تاکہ ان سے متعارف ہو کر ہدایت کا پیغام گوش گذار کر سکیں ان کو "نجات شیعہ" پر ناز تھا ہم نے یہ موضوع قبول کر کے شرائط لکھ دیں پھر وہ موضوع سے کترانے لگے مگر ہم نے اصرار کیا کہ وہ اپنے مایہ ناز موضوع پر دلائل دیں۔ جب وہ عاجز آ گئے تو چوتھے خط میں ہم نے مجبوراً منفی دلائل دیئے۔ جن کا جواب مدت تک نہ ملا پھر ہم نے ان کی کتاب "شیعہ مذہب حق ہے" جو اپنی نزدید آپ ہے پر مختصر تبصرہ پانچویں خط میں کر کے یاد دہانی کرائی تو مختصراً فیصلہ کن جواب عملاً شکست کا اعتراف وصول ہوا

اب چار ماہ کے انتظار کے بعد یہ خط آپ کے سامنے ہیں امید ہے کہ قارئین خوب لطف اندوز ہوں گے

یہ سب تحریر و مناظرہ خادم اہل سنت مہر محمد میانوالوی کے قلم سے ہے مگر تقیہ بازوں سے ان کی بولی اخفاء و کتمان میں گفتگو کرنا مناسب سمجھا۔ نام ظاہر نہ کیا اور ہر خط میں خالی جگہ نقطے ڈال دیئے مع ہذا اپنے قارئین اور حریف سے نام چھپانے کے عذر ہیں کہتے ہیں۔ شاید اظہار کی صورت میں یہ مفصل تحریر اور فیصلہ آپ کے سامنے نہ آتا۔

والسلام مہر محمد میانوالوی و بشیر الابراہیمی ایم اے گوجرانوالہ ۱۱ اکتوبر ۱۹۸۰ء

تبصرہ

"اسلام دین فطرت اور اقوام عالم کی دارین میں فلاح و بہبود کا نام ہے" اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا مگر وہ اسلام کیا ہے؟ بظاہر مسلمان اس کا جواب دینے سے معذور رہیں۔ عامۃ المسلمین کا یہ زبانی دعوی بلا دلیل ہے۔ آج کا مغرب زدہ ذہن رواداری کے تکلفات کی پرواہ کئے بغیر ایسے دعوے کو مذہبی جنون قرار دیتا ہے غیر مسلموں کی مادی ترقی اور دیگر اقوام کا عروج آزاد ذہن کو مجبور کرتا ہے۔ کہ وہ مسلمانوں سے اتنے بڑے دعوی کا ثبوت طلب کرے۔ کرہ ارض پر مکیں مسلمانوں کی خستہ حالی معاشی ضیق، علمی فقدان فنی بے بہری سیاسی کسمپرسی اور اخلاقی بے راہ روی کی موجودگی میں پدرم سلطان بود کے ترانوں پر کوئی شخص بھی کان دھرنے کو تیار نہیں۔ بد اعمالی کا بہانہ بے وزن ہے کہ ترقی یافتہ اقوام میں بہر حال مسلمانوں سے کہیں زیادہ بدکرداری اور بے عملی کا مشاہدہ کیا جاتا ہے پھر آخر کیا وجہ ہے کہ مسلم کے مقدر میں زوال نظر آ رہا ہے۔ نقادین پوچھتے ہیں کہ

ڈیڑھ ہزار برس میں مسلمانوں نے سائنس کے میدان میں کیا کارنامے سرانجام دیئے
کیا ایجادیں کیں کونسی دریافت کی کس کلیہ کو روشناس کرایا کون سے فن میں نام پیدا کیا
سرعت فتوحات ارضی کے باوجود کون سا معاشی یا سیاسی نظام حکومت روشناس کرایا جو
آئندہ نسلوں کے لئے لائق اتباع ہو۔ لہٰذا جو قوم پندرہ سو سالوں میں کچھ نہ کر سکی وہ عالمگیر
فلاح و بہبود کی دعویدار کس منہ سے بنتی ہے۔؟

حقیقت یہ ہے کہ عامۃ المسلمین کے پاس ان سوالات کا کوئی جواب نہیں محض
عقیدت و ایمانیت سے دینا مرعوب نہیں ہوتی حالانکہ اگر غیر جانبداری کے ساتھ مسلمانوں
کی تاریخ کا مطالعہ کیا جاتے تو قلیل تخصیص کے علاوہ اس کے اوراق کالے نظر آتے
ہیں۔ اور اس موضوع پر مختصراً اظہار خیال احقر اپنے کتابچہ "فقہ جعفری اور مختلف مکاتب
فقہ" میں کر چکا ہے۔ جس کا ماحصل یہ ہے کہ حقیقی اسلام صرف تمسک بالثقلین یعنی
قرآن و اہل بیت رسولؐ کی اتباع ہے۔

خاتم المعصومین "و"

حال ہی میں ایک بدعت شریعت میں نیا طریقہ رائج ہوئی
ہے اس کی اشاعت وہ لوگ کر رہے ہیں جو دوسروں
کو بدعت نہ نکالنے کی تلقین کرتے ہیں مگر خود اس کے خلاف عمل کرتے ہیں۔ صاحب
شریعت منبع سنت حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاتم النبین اور آخری رسول
ہونے پر تمام مسلمان فرقے عملاً و اعتقاداً متفق ہیں۔ مگر خاتم المعصومین سے
کی اختراع بالکل نئی ایجاد ہے۔ کیا سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت سے یہ اصطلاح مطلق
ثابت ہو سکتی ہے۔ یہ محض شیعوں کی ضد میں من گھڑت لقب ہے تاکہ آئمہ اثنا عشر کی عصمت کا
انکار کیا جاسکے کسی بھی صحیح حدیث رسولؐ سے یہ لقب بزبان رسولؐ ثابت کرنے والے کو منہ بولا
انعام دیا جائے گا

انکار خلافت "ب"

مولوی مہر محمد صاحب نے لکھا ہے کہ حضورؐ نے اپنا
خلیفہ کتاب و سنت کو بنایا۔ یعنی کسی بھی شخص کو
اپنا خلیفہ نہیں بنایا۔ اس سے صاف ظاہر کہ جب رسولؐ نے کسی کو خلیفہ نہیں بنایا
تو جو خلافت نبیؐ کے بعد بنائی گئی وہ نئی بات یعنی "بدعت قرار پائی" حالانکہ
کل بدعۃ ضلالۃ یعنی ہر نئی بات بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے (مشکوٰۃ) پس
یہ نئی خلیفہ سازی بھی اس زمرہ میں آگئی اور تحفظ و فروغ کے جدید تقاضے بھی مذہب
اہل بدعۃ قرار پائے

اہل مذہب شیعہ بحمد خدا سنت رسولؐ کے متبع اور حقیقی خلفاء راشدین کے
پیروکار ہیں۔ اور انہوں نے متمسک بالثقلین ہو کر اپنے مومن کامل ہونے کا عملی
ثبوت دیا ہے جب کہ نام نہاد اہل سنت نہ ہی عامل سنت رسولؐ ثابت ہوتے ہیں
اور نہ ہی انہوں نے رسولؐ کے خلفاء راشدین و مہدیین کی خلافت کو قبول کیا ہے۔
بلکہ انہوں نے اپنے ممدوحین کی سیرتوں کو ہی سنت نبیؐ قرار دے کر خود اپنے بنائے
ہوئے بادشاہوں کو خلفاء اعتقاد کیا ہے۔

وجود منافقین "ج"

مولوی مہر صاحب نے اس عبارت میں یہ بات قبول
کر لی ہے کہ منافقین کا وجود ہر دور میں رہا لیکن جب
شیعہ یہی بات کہتے ہیں تو اس کو تسلیم کرنے سے گریز کیا جاتا ہے فوراً کہتے ہیں کہ
منافقوں کا نام و نشان مٹ گیا تھا دور رسالتؐ کے منافقوں کو منافق کہنا صحابہ
کی شان میں گستاخی ہے۔ منافقوں کا وجود خود مہر جی نے مانا اور اس بات کی
تردید کی قلابازی اس کتاب کے ص۳۳ پر یوں لگائی۔

"منافقوں کا چند اشخاص کے سوا اللہ نے نام و نشان بھی صفحہ ہستی سے
مٹا دیا" اور ان کی پارٹی ختم ہو گئی۔ بہرحال ہم مہر صاحب کی اولذکر بات

بخوشی مانتے ہیں منافقین کا جو ٹولہ مار آستین اور دام ہمرنگ زمین کی صورت میں سامنے آیا وہ سب سے زیادہ نقصان دہ ثابت ہوا ہے پس گذارش ہے کہ جب یہی بات شیعہ کہیں تو براہ انصاف اس کو مان لیا کریں برا نہ منایا کریں۔

منافق کی پہچان

شیعہ کے نزدیک منافق کی پہچان بڑی آسان ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آسان سا طریقہ شناخت تعلیم کیا ہے اور اصحاب پیغمبرؐ ذکر علیؑ کر کے چہرے کی رنگت سے شناخت کر لیا کرتے تھے کہ مومن ہے یا منافق ہم فوراً نعرہ حیدریؑ بلند کر کے جان جاتے ہیں کہ ہشاش چہرہ مومن کا ہے اور منافق کون ہے جس کو برا لگا ہے۔

جیسی تعلیمات توحید مذہب شیعہ میں پائی گئی ہیں۔ کسی مکتب فقہ میں ویسی موجود نہیں اور علی علیہ السلام کو مشکل کشا کہنے یا علیؑ مدد پکارنے سے نہ توحید متاثر ہوتی ہے اور نہ ہی خدا کے حقوق وصفات میں کوئی فرق پڑتا ہے۔ یہ مفصل بحث ہم اپنی کتاب "علی ولی اللہ" اور "چودہ مسئلے" میں کر چکے ہیں۔ اسی طرح صحابہ کو معاذ اللہ مرتد منافق اور بے ایمان کہنے کا الزام بھی ہم پر غلط ہے اس موضوع پر "چار یارؓ" نامی کتاب میں سیر حاصل گفتگو کی جا چکی ہے۔

قلت وکثرت

خداوند عظیم نے اس دنیا میں ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیا و مرسلین ہدایت کے لئے بھیجے مگر ہم دیکھتے ہیں کہ یہ سوا لاکھ کے قریب ہادیان برحق جو منجانب خدا تشریف لاتے باوجود یہ کہ انہوں نے اپنے فرائض منصبی احسن طریقے سے ادا کئے مگر دنیا میں اکثریت گمراہ لوگوں کی ہی رہی اس گمراہی کا وجود نہ ہی خدا کیلئے باعث تنقیص قرار دیا جا سکتا ہے۔ اور نہ ہی سوا لاکھ کے قریب فرستادگانِ خدا کے لئے اسی طرح سرکار ختمی مرتبت سید المرسلین صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے مکتب رسالتؐ کی کامیابی کا معیار قلت

وکثرت کو ہرگز نہیں بنایا جا سکتا ہے۔ رسولؐ کا کام پیغام خدا پہنچانا اور اس پر عمل کر کے تبلیغ کرنا ہوتا ہے۔ نہ کہ لوگوں کو زبردستی مسلمان بنانا یہی وجہ ہے کہ علما نے "سواد اعظم" کے معنی میں لکھا ہے کہ

"کسی زمانہ میں صرف ایک شخص عارف سنت اور داعی الی الحق ہو تو وہ تن تنہا حجت اور سواد اعظم ہو گا۔

(الوار اللغۃ پ ۱۲ ص ۱۶۱/۱۵۸)

اور قرآن مجید میں کئی مقامات پر اکثریت کی مذمت اور اقلیت کی مداح وارد ہوئی ہے۔ لہذا سوا لاکھ ہو یا ایک، دو، تین عدد ہمیں تعداد سے کوئی بحث نہیں ہے ہم مومن و ہدایت یافتہ اس کو مانتے ہیں جو متمسک بالثقلین ہو۔

نفاذ فقہ جعفریہ اور انقلاب ایران

یہ موضوعات ملکی سیاست سے متعلق ہیں اور چونکہ ہم دور سنسر سے گذر رہے ہیں۔ لہذا ان پر اظہار خیال کرنے پر پابندی محسوس کرتے ہیں۔ اسلئے سکوت بہتر ہے "نفاذ فقہ جعفریہ" کا مطالبہ ہمارا حق ہے جس سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ انقلاب ایران پر جو کچھ مہر محمد صاحب نے تحریر کیا ہے صرف شیعہ دشمنی اور غصہ بے معنی کا طبعی نتیجہ ہے حالانکہ اخلاقی، قانونی اور سیاسی اعتبار سے ان کو کسی دوسرے برادر اسلامی ملک کے اندرونی معاملات میں مداخلت کرنے کا ہرگز حق نہیں پہنچتا ہے۔ مجھے خدشہ ہے کہ اگر میں ان امور پر اپنی جوابی بحث کرونگا تو یہ کتابچہ ناظرین تک رسائی نہ پا سکے گا۔ صرف اتنی بات کہوں گا۔ مہر صاحب کی مذہب شیعہ سے عدم واقفیت کا حال یہ ہے کہ تقیہ کو "فرض قطعی" تحریر کرتے ہیں۔

ٹھوتھا چنا باجے گھنا

علم و حکمت، مواعظ حسنہ اور محبت و اخوت کے اسباق تو ان کی کتاب میں ملتے نہیں البتہ انتشار، نفرت، نفاق اور فساد کی تعلیمات پر مبنی یہ رسالہ ملک میں اشتعال انگیزی اور حکومت کی خارجہ پالیسی کو مجروح کرنے کی شرمناک سازش کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ ہم لا اکراہ فی الدین کے قرآنی حکم کے پابند ہیں۔ نہ دین کے معاملہ میں کسی پر زبردستی اپنے نظریات ٹھونسنے کے متمنی ہیں۔ اور نہ ہی جبری طور پر کسی کو اپنا ہمنوا بنانا چاہتے ہیں۔ ہمارا مذہب کھلی کتاب کی طرح واضح ہے۔ اس میں امر بالمعروف اور نہی المنکر کی تعلیمات پر مبنی عقل و خرد اور فطرت سے مربوط عالمگیر ضابطہ حیات ظاہر ہے عقل مانے تو قبول کر لو۔ ورنہ کوئی دباؤ تشدد یا جارحیت نہیں ہے۔ لڑائی جھگڑے اور دنگے فساد جہلا کا شیوہ ہوتا ہے کہ ٹھوتھا چنا باجے گھنا۔ ہم اللہ کے احسان سے باب مدینۃ العلم کے شیعہ، باب حکمت کے سائل اور در بتول کے گداگر ہیں۔ علم و عرفان کی روشنی میں تہذیب و شرافت کے دائرے میں اپنا مدعا بیان کرتے ہیں نہ کسی کا حق غصب کرتے ہیں۔ اور نہ ہی کسی پر ظلم کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ ہمارے ساتھ "معاشرتی بائیکاٹ" کی بات مہنگی تو ضرور پڑے گی مگر ایک منفی سوچ اور ٹیڑھے ذہن والے فرد کی خاطر ہم اپنے ملکی فرائض ملی ذمہ داریوں اور شہری حقوق کے تقاضوں کو نظر انداز کرنے کی حماقت نہیں کر سکتے حالانکہ قلم ہاتھ میں رکھتے ہیں اور منہ میں زبان بھی ہے۔ لیکن یہ دھمکی برداشت کر لیتے ہیں کہ ہم نے سمجھ لیا ہے کہ جب نا اہل کارندہ اپنے کام کو معیار کے مطابق نہ کر سکے تو وہ ایسے ہی بائیکاٹ کی دھمکیاں دیا کرتا ہے۔

بہتان

حافظ مہر محمد صاحب خود کو جید علامہ، حافظ، مولوی، امام، خطیب کہلواتے ہیں مگر یہ جان کر سخت افسوس ہوا ہے کہ موصوف دینیات میں

نہ ہی امین صفت ہیں اور نہ سچے بلکہ جھوٹ انکی عادت محسوس ہوتی آپکا یہ تحریر کرنا کہ "بیہودہ موضوع سے کترانے لگے مگر ہم نے اصرار کیا کہ وہ اپنے مایہ ناز موضوع پر دلائل دیں جب وہ عاجز آگئے تو چوتھے خط میں ہم نے مجبوراً منفی دلائل دیئے جن کا جواب مدت تک نہ ملا۔ پھر ہم نے ان کی کتاب "شیعہ مذہب حق ہے" جوابی تردید آپ ہے پر مختصر تبصرہ پانچویں خط میں کر کے یاد دہانی کرائی تو مختصراً فیصلہ کن جواب عملاً شکست کا اعتراف وصول ہوا اب چار ماہ کے بعد یہ خط آپ کے سامنے ہیں"۔

تمام خطوط آپ حضرات کے سامنے ہیں میں نے ان کو متعدد بار دیکھ لیا ہے مگر مجھے تو ایسی کوئی فیصلہ کن تحریر نظر نہ آسکی جس میں شکست کا اعتراف ثبت ہے۔ اگر میرا خود کو جاہل کہنا اور دوسرے کو عالم و ذکی لکھنا شکست کے مترادف ہے تو یہ مفہوم مہر صاحب جیسے مہربان ہی صحیح سمجھ سکتے ہیں ورنہ خط میں اس مطلب کی عبارت ہرگز نہیں ہے جس سے مہر صاحب کو فاتح ہونے کا سرٹیفکیٹ جاری ہو سکے۔

رہی بات چار ماہ تک جواب نہ دینے کی تو اس کی وضاحت اپنے مقام پر آ رہی ہے اسی طرح ہر خط پر اس کے پس منظر میں تمام ضروری جگہوں پر تفصیلات ہدیہ قارئین کی جا رہی ہیں

مذہب شیعہ کی معرکۃ الآرا فتح

زیر بحث نام نہاد فرضی تحریری مناظرہ میں استمداد علویہ کی برکت سے آغاز مناظرہ سے پہلے ہی شیعہ فتح یاب ہے پہلا داؤ تو مشتاق بے سامان کی ہیبت ہے کہ "حافظ، علامہ، مولوی مہر محمد صاحب میانوالوی" جیسے نامور دیوبندی مناظر کو

مشتاق جیسے طالب علم کے سامنے آنے کی جرات نہ ہوئی چھپ کر وار کرنا بھی چاہا مگر نشانہ خطا ہوا لیکن شور اٹھا وہ مارا، وہ مارا، وہ مارا مگر کھودا پہاڑ نکلا چوہا۔ مشتاق کو تو ایک طرف کر دو وہ ہارا یا جیتا۔ بعد کی بات ہے مگر مہر صاحب! اللہ و پنجتن کی مہربانی سے مذہب شیعہ جیت گیا۔ اور آپ کا مصنوعی مذہب ہار گیا پوچھیں کس طرح؟ وہ اسطرح کہ آپ نے تسلیم کیا ہے کہ :۔

”یہ سب تحریر د مناظرہ خادم اہل سنت مہر محمد میانوالوی کے قلم سے ہے مگر تقیہ بازوں سے انکی بولی اخفاء وکتمان میں گفتگو کرنا مناسب سمجھا نام ظاہر نہ کیا اور ہر خط میں خالی جگہ نقطے ڈال دیئے مع ہذا اپنے قارئین اور حریف سے نام چھپانے کے عذر میں کہتے ہیں۔ شاید اظہار کی صورت میں یہ مفصل تحریر اور فیصلہ آپ کے سامنے نہ آتا“

آپ کی یہ تحریر اس بات کا بین ثبوت ہے کہ آپ نے ایک مزعومہ عذر کے پیش نظر قولاً، فعلاً تقریراً، عملاً تقیہ کیا اور تحریراً سے ”مناسب“ قرار دیا اگر آپ دل سے تقیہ کو حرام یا ناجائز سمجھتے تو ہرگز اسکا ارتکاب کر کے برملا اعتراف نہ کرتے اور اگر یہ جائز و مناسب ہے جیسا کہ آپ کا تقریباً ایک سال کا یہ عمل ثابت کرتا ہے۔ اور اس میں وہ زمانہ بھی شامل ہے جب آپ مسجد میں حالت اعتکاف میں تھے۔ آپ نے خود اپنے مذہب کی بیخ کنی فرمائی اور شیعہ مذہب کی تائید کر دی حالانکہ تقیہ کی مخالفت کرتے آپ کے منہ نہیں تھکتے

پس اس فرضی مناظرہ کے آغاز پر آپ کی طرف سے کردہ پہلا حملہ پسپا ہوا اور شیعہ کی پیش قدمی ثابت ہوئی۔ لہذا میری ہار جیت تو بے وقعت شے ہے البتہ مذہب شیعہ حقہ کی ظفریابی مبارک ہو!

مہر محترم مجھ جیسے بے نام و نشاں آدمی سے خوفزدہ ہونے یا چھپنے کی

ہرگز ضرورت نہ تھی۔ میں ایک معمولی رائٹر ہوں اور ہر طرح کے جوابات اپنی سمجھ کے مطابق ہر ایک کو دیتا ہوں اگر آپ تقیہ نہ بھی کرتے تو یہی جوابات آپ کی خدمت میں پیش کیئے جاتے کیونکہ یہ میرا اخلاقی فریضہ تھا۔ لیکن غالباً خدا کو آپ سے تقیہ۔ کروا کے مذہب شیعہ کو تقویت دینا منظور تھا۔

میری آپ سے صرف یہی گذارش ہے کہ آئندہ **اس** تقیہ کی مذمت نہ کیا کریں جسے آپ نے رمضان شریف میں حالت روزہ و اعتکاف میں عملاً اپنایا دنیا کی ناموریاں اور عارضی شان نمایاں چند روزہ ہیں۔ صرف حق کا اظہار و حمایت ہی انسان کا شاندار اعزاز ہے جو اسے دارین میں معزز کرتا ہے۔

آپ کے گذارش احوال واقعی پر وا پسی تبصرہ اختتام پذیر ہوتا ہے۔ مگر اب قارئین کی توجہ ”سچا مذہب کیا ہے ؟“ کے سرورق پر منقول آیت ولا تکونوا من المشرکین من الذین فرقوا دینھم وکانوا شیعاً ط“ سے یہ تاثر دینے کی کوشش کی گئی ہے کہ لفظ ”شیعہ“ مذموم معنی میں مستعمل ہوا ہے لیکن ہم اس کی تردید یوں کرتے ہیں کہ یہ استعمال عظمت شیعہ کے لئے ہرگز مضر نہیں کیونکہ مومنین کا لفظ بھی قرآن میں باغیوں پر استعمال ہوا ہے جیسا کہ :۔

وان طائفتان من المومنین اقتتلوا فقاتلوا التی تبغی حتی تفئ الی امر اللہ۔

اور مذہب اہل سنت کی رو سے فتویٰ ہے کہ باغی کی نماز جنازہ بھی جائز نہیں ہے (در مختار ج ۱ ص ۔، صحیح مسلم مع شرح نودی ج ۱ ص ۳۱) پس اگر محض کسی لفظ کا کسی مقام مذمت پر وارد ہو جانا اس کے لئے مقام مدح پر مستعمل ہونے سے مانع ہو تو پھر یہ خود ساختہ کلیہ شیعہ ہی کے لئے نہیں بلکہ ”مومن“ کے لئے بھی ہو گا اور اس طرح کوئی بھی لفظ محفوظ نہ رہے گا۔ مفصل بحث کے لئے میرا رسالہ ”تصدیق لفظ شیعہ“ ملاحظہ فرمائیں۔

سنی سائل کا پہلا خط

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جناب عبدالکریم مشتاق صاحب السلام مسنون

عرض حال یہ ہے کہ آپ کا رسالہ "اصول دین"، "میں کیوں شیعہ ہوا مع سنیہ[1] پر ایک سو سوال نظر سے گذرا غور سے پڑھا۔ اہل سنت کی آپ نے خوب خبر لی مگر ایک چیز کھٹکتی ہے اور اس کا تسلی بخش جواب نہیں ہے وہ یہ ہے کہ کیا واقعی آپ پہلے سنی تھے رسالہ سے اس کا جواب نہیں ملتا۔ براہ کرم آپ اولین فرصت میں خط کے جواب میں تحریر فرمائیں کہ

۱۔ آپ کا اصل وطن اور سنی خاندان کیا تھا۔؟

۲۔ کب سے آپ کو سنی مذہب سے نفرت ہوئی اور کتنا عرصہ اضطراب رہا۔

۳۔ کن علماء اہل سنت سے آپ نے رجوع کر کے اپنے شبہات و سوالات دور کرانے کی کوشش کی

۴۔ اس عرصے میں اہل سنت کے علماء نے آپ سے کیا تعاون کیا علماء شیعہ نے کیسے آپکو خوش آمدید کہی[2]۔

۵۔ اب آپ کا فہم کیا کہتا ہے کہ آیا آپ نے دریافت و تحقیق کے ساتھ سنی

---

[1] کتاب کا نام دراصل میں شیعہ کیوں ہوا مع مذہب سنیہ پر سو سوال ہے نام غلط لکھا گیا ہے۔

[2] کہا (مشتاق)

مذہب کو چھوڑ کر شیعت کو قبول کیا یا حالات کی ستم ظریفی اور اپنوں کی بیگانگی اس کا سبب بنی اگر آپ کو سو سوال کا تحقیقی اور تسلی بخش جواب مل جاتے تو کیا دنیوی مفادات سے قطع نظر محض اخروی نجات کی خاطر دوبارہ مذہب اہل سنت میں آسکتے ہیں۔ امید ہے کہ ان پانچ سوالوں کے جواب تقیہ سے صرف نظر کرتے ہوتے آپ ٹھیک ٹھیک لکھیں گے اور اپنے ایک مضطرب قاری کو مطمئن کرینگے شاید اس میں بہتوں کا بھلا ہو۔ والسلام:۔

آپ کا مخلص۔۔۔۔۔ بشیر الابراہیمی نور باوا نمبر ۲ گوجرانوالہ

پہلے خط کا شیعی جواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وکفی باللہ وکیلا

گرامی قدر قاری بشیر صاحب دام اقبالک

ہدیہ سلام مسنون اور پرسش احوال خیریت و عافیت کے بعد معروض ہوں[1] کہ آپ کا نوازش نامہ مرقومہ ۷۹۔۸۔۲ آج ۷۹-۸-۱۵ کو بمقام لاہور موصول ہوا چونکہ کمترین ۷۹۔۷۔۱۰ سے لاہور میں ایک نجی کام کے سلسلے میں مقیم ہے لہٰذا خط کے جواب میں تاخیر ہوئی جس کے لئے معذرت خواہ ہوں۔ عیدالفطر سے قبل انشاء اللہ واپس کراچی چلا جاؤں گا اور آپ کا جواب مستطاب غریب خانہ پر ہی مطالعہ کرنے کا شرف حاصل کر دوں گا تاہم مسئولہ امر کے جوابات حسب ذیل ہیں۔

---

[1] گرامر کے لحاظ سے یہاں "ہوں" کے بجائے "ہے" درست ہوتا۔ (بشیر)

۱۔ میں مسلمان پاکستانی شہری صوبہ پنجاب کے شہر لاہور سے متعلق ہوں آبائی مذہب اہل سنت والجماعت تھا اور بریلوی مکتب فکر سے منسلک تھا۔ والد محترم بفضل خدا حیات ہیں جو تادم تحریر اپنے مذہب "سنی" پر قائم ہیں۔

۲۔ سنی مذہب سے نفرت کا ہونا امر بعید ہے کہ ابھی سارا کنبہ سنی ہے۔ البتہ آپ یہ پوچھ سکتے ہیں کہ اس مذہب میں وہ کونسی کمزوری یا خامی تھی جس کے باعث میں نے اسے باعث نجات تسلیم نہ کیا۔

دراصل بچپن ہی سے مجھے دینی تعلیم سے طبعی لگاؤ تھا۔ اکثر مذہبی کتابوں اور کہانیوں میں دلچسپی لیتا تھا کیونکہ گھریلو ماحول بڑا سادہ عقیدت مند اور خدا خوفی والا میسر تھا تاہم نمازیں، اذانیں، میلاد و تراویح وغیرہ ہی مشغل ہوتے تھے۔ جب ۱۹۵۶ء میں میٹرک کا امتحان پاس کیا تو کتب احادیث کے مطالعہ کا شوق ہوا بخاری شریف میں حضرت سیدہ فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کی حضرات شیخین پر ناراضگی اور تادم وفات قطع کلامی نے قدرتاً ایسا اثر کیا کہ بس شیعہ بننے کے[1] علاوہ کوئی چارہ نہ رہا اور تقریباً پانچ برس تک اپنی استطاعت کے مطابق کتب سنی اور وعظ و مباحثات کی نذر کئے اور بالآخر ۱۹۶۱ء میں مصمم ارادہ کے ساتھ عالم شباب میں مذہب شیعہ قبول کر لیا اس کی مفصل وضاحت میں نے اپنی کتاب "فروع دین" مع مذہب سنیہ پر ہزار سوال میں کرنے کی کوشش کی ہے۔

مطالعہ فرما لیجئے۔ بہتر ہے کہ میری تمام کتابوں کا مطالعہ کریں۔

۳۔ جو صاحب علم بھی مجھ کو ملتا رہا میں ان سے اپنی الجھن بیان کرتا رہا مگر فیصلہ اپنی ذاتی تحقیق کی روشنی میں کرتا رہا لہذا کسی کا نام لینا ضروری نہیں۔ البتہ تمام علماء کرام نے فراخدلی اور کشادہ ذہنی سے تعاون کیا۔

۴۔ میرا شمار نہ ہی شیعہ علماء میں ہے اور نہ ہی میں کوئی سنی مولوی تھا بلکہ عام طالب علم کی

ص[1]۔ بینی ہے۔ غلط نقل کیا ہے۔

حیثیت سے میں نے محض محققانہ انداز فکر میں اپنی نجات کا وسیلہ تلاش کرنے کی سعی کی ہے۔ میں پیشہ ور مولوی نہیں ہوں بلکہ بابو ٹائپ تو شیعہ طالب علم ہوں اللہ کے فضل و کرم سے کھاتے پیتے گھر سے تعلق رکھتا ہوں اور خود بھی اعلیٰ منصب و خوبصورت مشاہرہ پاتا ہوں تصنیف و تالیف شوقیہ اور تبلیغانہ کہ معاشاً و کسباً۔

۵۔ میں خوش قسمت ہوں کہ میرے اہل خاندان نے میری مذہبی تبدیلی میں کوئی رکاوٹ کھڑی نہیں کی ہے اور نہ مجھے کسی قسم کا کوئی نقصان اس سلسلہ میں اٹھانا نہیں پڑا ہے تعلقات حسب معمول قائم رہے ہیں۔

۶۔ اگر میرے سو سوالات کا تسلی بخش جواب دے دیا جائے تو عین ممکن ہے کہ میں دوبارہ اپنے ماں باپ کے مذہب میں شامل ہو جاؤں مگر یہ امر محال ہے کیونکہ مذہب کو انسان صرف اپنی اخروی نجات یا مادی فلاح کے لئے اپناتا ہے اور شیعہ مذہب چاہے کیسا بھی ہو بہر حال نجات کی ضمانت مہیا کرتا ہے اور میں نے اپنی حالیہ کتاب "شیعہ مذہب حق ہے"، بجواب "سنی مذہب حق ہے" میں یہی مقدمہ بارگاہ ایزدی میں تصوراتی انداز میں پیش کر کے ثابت کیا ہے کہ کوئی ممکنہ صورت ایسی باقی نہیں رہتی ہے کہ شیعہ کی نجات یقینی نہ ہو۔ شیعہ مذہب صحیح ہو یا غلط ہر حالت میں شیعہ کا روز محشر مغفور ہونا یقینی ہے۔ بشرطیکہ ہے اور نجات ہی کے لئے مذہب ضروری ہوتا ہے

آپ کے سوالات کا جواب پورا ہوا مزید خدمت کے لئے بندہ ہر وقت حاضر ہے یاد آوری کا بہت بہت شکریہ والسلام

مخلص:۔ عبدالکریم مشتاق

پہلے خط اور اس کے جواب پر وضاحتی اشارے

۱۔ سنی سائل کا پہلا خط اور اوروں کو نصیحت خود میاں فصیحت

مسئولہ امور آپ حضرات نے مطالعہ فرما لئے۔ اغلاط سے قطع نظر قابل غور و توجہ بات یہ ہے کہ ۵ میں خود تقیہ کرتے ہوئے مکتوب الیہ کو تقیہ سے صرف نظر کرنے کی تلقین کر رہے ہیں یعنی اوروں کو نصیحت خود میاں فصیحت۔

۲۔ کسی بھی پاکستانی شہری کے ذاتی کوائف کو اس کی اجازت و آمادگی کے بغیر شائع کرنا نہ صرف شہری حقوق کی پاسداری کو نظر انداز کرنا ہے بلکہ ملکی قوانین کے خلاف ہے۔ مہر محمد صاحب یا بشیر صاحب نے ان امور کی تشہیر کر کے انتہائی غیر ذمہ داری کا مظاہرہ کیا ہے۔ جس کے خلاف اگر عدالت انصاف کی طرف رجوع کیا جائے تو اس کی پاداش میں انہیں اس کم ظرفی کا خمیازہ بھگتنا پڑ سکتا ہے لیکن ہم اسے عدالت خداوندی کے سپرد کرتے ہیں۔ اور اس عدالت عظمٰی میں "غیبت" کا الزام لگاتے ہیں کیونکہ اس دنیا میں صبر کرنے کے اجر کو اپنے لئے مفید سمجھتے ہیں۔

۳۔ اس خط اور اسکے جواب میں کوئی ایسا مذہبی اعتبار سے متنازعہ یا قابل جرح امر نہیں ہے جس پر کہ تبصرہ کرنے کی ضرورت محسوس ہو۔

سنّی سائل کا دوسرا خط

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم وھو المستعان

ترجمہ (یا اللہ مدد)

محترم جناب مشتاق صاحب ادام اقبالکم فی الدنیا

ہدیہ سلام مسنون کے بعد عرض ہے کہ آپ کا خط ملا۔ جواباً یاد آوری کا شکریہ بہ حالت اعتکاف میں جواب لکھنے کی اذکار و تلاوت کی وجہ سے فرصت تو نہ تھی تاہم ایک کلمہ لاالٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ[1]۔ کے قائل بھائی سے اسکی اخروی نجات کی خاطر بطور افہام و تفہیم استغاہ لوجہ اللہ کے جذبے سے جو بات کی جائے وہ کار ثواب ہی ہے لہذا آج جمعۃ الوداع ۳۰ رمضان المبارک کو جواب لکھنے کی سعادت پا رہا ہوں

محترم وقت ہر ایک کا قیمتی ہے۔ To The Point, پر طرفین کو عمل کرنے کی دعوت دیتے ہوئے آپ سے امید کرتا ہوں پھر مکرر گزارش بھی کرتا ہوں کہ آزاد ذہن ہو کر اور جانبداری سے پرہیز کر کے میری معروضات پر غور فرمائیں "جس طریقہ تحقیق کی آپ نے فروع دین ص۱۳۲ میں محترم ناظرین سے اپیل کی ہے میں اسی پر آپ کو کاربند دیکھنا چاہتا ہوں انشاء اللہ غلط و صحیح مہمل و مکمل اور حق و باطل میں شناخت ہو تائید ربانی

---

[1] کلمہ غلط املا کیا گیا ہے۔ لیکن حقیر پر محض نقل عبارت کی بنا پر طنز کر کے علمیت کا رعب ڈالا گیا ہے صفحہ ۵۲ دیکھئے۔ کہ احقر پر گرام سے عدم واقفیت کا طنز کیا ہے

سے کرسکیں گے وَالَّذِیۡنَ جَاھَدُوۡا فِیۡنَا لَنَھۡدِیَنَّھُمۡ سُبُلَنَا[1] پ ۲۱ ع ۲۔ آپ کے جوابی خط کے متعلق میرے تاثرات یہ ہیں۔

۱۔ آپ نے محض سرسری نگاہ سے دیکھ کر جوابات نامکمل دیئے ہیں پہلے اور دوسرے سؤال کے جواب میں آپ کو بتانا چاہیئے تھا کہ بخاری شریف میں سیدہ بتول رضی کی ناراضگی کی روایت پڑھنے سے قبل آپ کس اضطراب اور ذہنی کش مکش میں رہے۔ آخر شیعہ علماء، ذاکرین کی صحبت، مجالس عزا میں شرکت، ان کی مناظرانہ کتابوں کا مطالعہ ضرور کیا ہوگا اور یہ واقعہ آپ کے ذہن میں ڈالا گیا ہوگا تبھی تو اسے دیکھتے ہی آپ پر ایسا اثر ہوا کہ بس شیعہ بننے کے علاوہ کوئی چارہ نہ رہا" معلوم ہوا ذہن شیعہ ہو چکا تھا صرف تصدیق قلبی اصل حوالہ دیکھنے سے ہو گئی اگر آپ صحیح سنی ہوتے یا شیعہ پروپیگنڈہ سے خالی الذہن ہوتے۔ آپ یہ روایت دیکھ کر شیعہ نہ ہوتے اسے راوی کا گمان فاسد بتاتے دیگر روایات کے معارض کہتے یا اس کی مناسب توجیہہ اور بضعہ رسول بتول مقبول رضی کے متعلق یہ تصور بھی نہ کر سکتے کہ وہ اپنے اس نانا سے جو کفار اشرار سے اس وقت حضور علیہ السلام کا دفاع کرتا اور اَتَقۡتُلُوۡنَ رَجُلًا اَنۡ یَّقُوۡلَ رَبِّیَ اللّٰہُ[2] کہہ کر مار کھاتا تھا جب سیدہ آپ کی پیٹھ سے اوجھری اٹھا کر پھینکتیں جو کفار نے ڈالی ہوتی۔ یہ ارشاد پدر سن کر کہ ہم گروہ انبیا کسی کو وارث نہیں بناتے ہمارا سب مال صدقہ ہوتا ہے۔ ناراض ہو جاتیں اور چند روزہ متاع دنیا نہ ملنے سے تا وفات قطع کلامی کر لیں جس کی تین دن

---

[1] (جو لوگ ہماری راہ میں کوشش کرتے ہیں ہم یقیناً ان کو اپنے راستوں پر چلائیں گے۔

[2] کیا تم اس آدمی کو قتل کرتے ہو جو کہتا ہے "میرا رب اللہ ہے"، صحیح غلطی ہے

بعد شرعاً اجازت نہیں ہے اور وَالۡکٰظِمِیۡنَ الۡغَیۡظَ وَالۡعَافِیۡنَ عَنِ النَّاسِ[1] سے متصف نہ ہوں اور یار غار پدر سے دل میں (بقول شیعہ[2]) بغض لے کر جائیں جو شرعاً حرام ہیں۔ بلکہ آپ سنی ذہن سے حضرت فاطمہ رضی کو ان تمام اخلاقی عیوب سے بچاتے ہوئے علماء اہل سنت کی طرف رجوع کرتے رضا والی روایات پڑھ کر مطمئن ہو جاتے۔

۲۔ فروع دین ابھی منگا کر دیکھی ہے ۳ سوال تک پڑھی جو فی نفسہٖ تین اعتراض ہیں۔ اور اصول دین میں آپ نے کتنے تھے نمبر لگا کر بات بڑھاتے جانا تعلّی اور دعاوی کرتے جانا نصوص صریحہ قطعیہ کی صاف مخالفت کرنا اپنے مذہب و عقائد کے بھی خلاف کرنا اہل علم و دین کا شیوہ نہیں ہے۔

۳۔ اگر آپ اپنے فراخ دل اور کشادہ ذہن سے علماء اہل سنت کا کچھ نام و پتہ بتاتے تاکہ ہم کو بھی ان کے علمی مقام سے خصوصی سنی و شیعہ مباحث میں مہارت سے آگاہی ہوتی یا اپنے سنی والدین کا نام و پتہ تحریر کرتے تو بہتر تھا۔ میں وضاحت چاہتا ہوں کہ آپ اپنے والد ماجد اور سنی و شیعہ علماء کے نام ان کی پڑھی گئی خاص خاص کتابیں ضرور لکھیں تاکہ سوال اول و دوم کا مقصد واضح ہو ورنہ ہم یہ سمجھنے پر مجبور ہیں کہ یہ معیار تحقیق بہت ہی جذباتی و سطحی ہے باقاعدہ صحیح علم دین پڑھے اور مستند علماء سے فیض پاتے بغیر ایک نظریہ بنا لینا اسے ہی ناقابل رد تحقیق اور معیار نجات بنا لینا کسی بزرگ کی کوئی بات نہ ماننا۔ گو وہ قرآن و سنت اور ادلہ عقلیہ سے مبرہن ہو اپنے سابق و لاحق مذہب کو دھوکہ دینے اور نقصان پہنچانے کے مترادف ہے۔

۴۔ جب آپ نہ سنی مولوی ہیں نہ شیعہ عالم "طالب علم کی حیثیت سے محققانہ انداز

---

[1] (مومن) غصہ پی جانے والے اور لوگوں کو معاف کر دینے والے ہیں۔

[2] بقول بخاری کیوں نہیں؟

فکر میں نجات کا وسیلہ تلاش کرنا، نہ آپ کا کام ہے نہ بس کا روگ۔ یہ تضاد بیانی اور
خود رائی بالکل ایسی ہے جیسے طب و ڈاکٹری کی کتابیں پڑھ کر کوئی شخص ہسپتال
کھول لے یا قدرے مطالعہ کرکے اور بلڈنگیں دیکھ کر انجینیر بن جائے۔ چند اردو کتابیں
پڑھ کر مفتی، محقق، مصنف اور صرف اپنے افکار و تحقیقات کو باعث نجات سمجھے اور اس
کی دعوت دے اختلاف کرنے والوں کو گمراہ اور غیر ناجی و بے ایمان بتائے تو محترم ہر
فن میں استاد بنانا۔ بڑوں پر اعتماد کرنا، فن کے اصول و ضوابط کی پابندی کرنا یا انصاف
و دیانت کا لحاظ رکھنا شرط اول ہے گستاخی معاف! مجھے آپ کے خط اور مولفات
سے یہ باتیں عنقا نظر آتیں لہذا کسی مسئلے پر بحث کرنے سے پہلے ان بین الاقوامی
مسلمہ اصولوں کی پابندی کا میں آپ سے عہد لینے کے لئے مندرجہ ذیل چند باتوں کا
واقعی جواب پوچھنا چاہتا ہوں۔ آپ خوب سمجھ کر تقیہ و اخفاء[۱] سے گریز کرتے
ہوتے ان پر روشنی ڈالیں پھر ان کی پوری پابندی کریں تاکہ جہاں دو چار ملاقاتوں
میں فیصلہ کن نتیجہ سامنے آئے اور میرا آپ کا اور بہت سے حضرات کا بھلا ہو وہاں
میں آپ کی طرح دنیا میں تصوراتی انداز میں دربار الٰہی میں نہیں بلکہ واقعاتی حقائق
میں مالک یوم الدین احکم الحاکمین کے دربار قیامت میں یہ کہہ سکوں کہ بارِ خدایا تیرا
ایک بندہ صرف اپنے افکار کی پیروی کرکے تیرے رسول معصوم خاتم النبیین آخری
تاجدار شریعت صلی اللہ علیہ وسلم کا باغی ہوکر اس کی سنت قائمہ متوارثہ سے اس کی
جماعت مومنین مہاجرین و انصار رض کے طریقہ سے منحرف ہوکر اس گروہ میں شامل ہوگیا
جو امت رسول کے عین مد مقابل اور اپوزیشن شیعہ علی کہلاتا تھا اس نے اپنے
اعتقاد میں اپنے آئمہ اہل بیت کی نہ صرف مخالفت کی بلکہ قتل سے بھی گریز نہ کیا

[۱] حالت اعتکاف میں عملاً تقیہ کرنے کے اقرار سے یہ مطالبہ مضحکہ خیز ہے۔

بنزدہ اپنے عقیدہ، عمل اور سعی و فکر کی روشنی میں قرآن، توحید، مقام ہادیت رسول،
قرآنی انقلاب ہدایت کا علانیہ[۱] دشمن تھا۔ یعنی توحید، رسالت، قرآن کی دشمنی اس
کی بنیادوں میں بھری گئی تھی۔

قابل جواب چند امور مسئولہ یہ ہیں۔

۱۔ کیا آپ نے سنی مذہب کی مبادی کتب، تعلیم الاسلام، رکن دین، بہشتی زیور، بہار
شریعت کوئی سیرت نبوی صلعم اور تاریخ اسلام پر مستند کتاب خلافت راشدہ کی تاریخ وغیرہ
باقاعدہ سنی زمانہ میں سنی ذہن سے پڑھی تھی یا پہلی میں داخلہ لینے کے بجائے دسویں
ہی میں داخلہ لے لیا اور بخاری اردو فر فر پڑھ ڈالی۔

۲۔ مروجہ درس نظامی میں عربی، فارسی، صرف و نحو، فقہ ادب اصول، تفسیر حدیث
وغیرہ باقاعدہ علوم ۸۔۱۰ سال میں نہ پڑھ سکے تو کیا چار سال ہی صرف کئے اور عربی
اور فارسی سے براہ راست مطالعہ کی استعداد اور علمی مباحث و اصطلاحات جاننے
کی اہلیت پیدا ہوئی اور کس استاد سے باقاعدہ ترجمہ قرآن پڑھا۔؟

۳۔ مذہب شیعہ کی عام کتب مناظرہ اور معائب صحابہ کے مطالعہ کے علاوہ آپ
مذہب شیعہ کی مقدس اور قرآن سے بھی محفوظ تر کتاب نہج البلاغہ اردو یا عربی کا مطالعہ
غور سے کیا۔ کیا حضرت علی رض کے قول و فعل کو آپ مبنی برحق جانتے ہیں اور اس کے
مخالف کو دشمن اسلام، بے ایمان، غیر ناجی اور جہنمی جانتے ہیں۔ ہر بات کا دو لفظی
جواب نفی و اثبات میں لکھ دیں۔

۴۔ کیا آپ نے مذہب شیعہ کی سب سے معتبر کتاب کافی۔ جس کی عربی میں
ایرانی مطبوعہ ۸ جلدیں ہیں کا اردو میں یا عربی میں باقاعدہ مطالعہ کیا اس کے تمام

[۱] علانیہ درست ہے۔

ابواب اور مندرجہ احادیث سے اتفاق رکھتے ہیں۔ حضرت[1] باقر و جعفر کی کسی حدیث کو جو شخص نہ مانے یا اس کے مفہوم کا انکار کر دے اس پر کیا فتویٰ لگے گا کیا وہ مذہب شیعہ سے خارج ہو گا اور غیر ناجی ہو گا۔ یا نہ دو ٹوک جواب دیجئے۔؟

۵۔ کیا علم حدیث تاریخ سیرت نویسی میں علامہ باقر علی مجلسی ایرانی اصفہانی کو آپ تمام شیعہ کے اتفاق کے مطابق انتہائی معتبر اور خاتم المحدثین مانتے ہیں اگر وہ حیات القلوب و جلاء العیون حق الیقین وغیرہ میں کوئی روایت و واقعہ بسند معتبر کہہ کر آئمہ معصومین سے روایت کریں تو کیا وہ آپ کے لئے حجت ہے اور اس کی مخالفت کرنے والا غیر ناجی ہو گا یا نہ؟

۶۔ کیا آپ موجودہ قرآن شریف کو از الحمد تا والناس صحیح مرتب کم و بیشی[2] سے پاک سب سے بڑا واجب الاتباع ماخذ دین مانتے ہیں؟ تو جو شخص اسے صحیح نہ مانے کسی آیت سے اعراض و انکار کرے یا اصل قرآن اور کچھ مانتا ہوں[3] جو امام غائب کے پاس مستور ہو ایسے آدمی کے متعلق کیا رائے ہے؟

۷۔ حضرت علیؓ اپنی زندگی میں اور عہد خلافت میں جو علانیہ مذہب رکھتے تھے یا مدینہ میں مقیم حضرت[4] حسنینؓ زین العابدین باقر و جعفر رحمہم اللہ جو دین رکھتے اور پڑھاتے تھے اور کتب اہل سنۃ میں ہزاروں احادیث ان سے مروی ہیں جیسے مسند اہل بیت مطبوعہ لاہور بازار سے دستیاب ہے کیا سنی ذہن و زمانہ میں آپ اسے

---

[1] "حضرات" ہونا چاہئے۔

[2] کمی و بیشی صحیح ہے

[3] ہوں گرامر کے لحاظ سے غلط ہے "ہو" درست ہے۔

[4] "حضرات" ہونا چاہئے۔

قبول کر سکتے تھے۔ یا آج بھی صرف اہل بیت رسول سے وہ دین اسلام حاصل کر سکتے ہیں جو خیالی نہیں واقعی و عملی ہے ہر دور میں کروڑوں اہل اسلام کا معمول یہ ہے اور گالی بدزبانی، بداخلاقی اور جھوٹ و فریب سے بحمد اللہ مُبرا ہے۔

محترم کوئی بات ناگوار گزرے تو میں معافی چاہتے ہوئے عرض گزار ہوں کہ آپ پہلی ملاقات میں ان سات باتوں کا واقعی مکمل جواب دیں بے فائدہ طوالت اور غیر متعلق گفتگو سے گریز کریں تاکہ اصول موضوع طے ہو چکنے کے بعد صحت مندانہ طرز پر "شیعہ کی نجات" پر تحقیق کی جا سکے والسلام آپ کا مخلص ......

...بشیر الابراہیمی ایم اے نور باو انمبر ۲ گوجرانوالہ ۲۴ اگست مطابق ۳۰ رمضان جمعۃ الوداع ۱۳۹۹ھ

دوسرے خط کا شیعی جواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وکفیٰ باللہ وکیلا

گرامی قدر بشیر الابراہیمی صاحب! گذشتہ عید مبارک!

سلام مسنون! حالت اعتکاف میں قلم بند کردہ نوازش نامہ موصول ہوا نیک نیتی اور اخلاص پر مبنی یہ جواب مستطاب لائق ہدیہ تشکر ہے میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ دینی تحقیقات میں عقل سلیم کے علاوہ کسی شے کی پابندی قبول نہ کروں گا باقی انسان سے سہو و خطا کا سرزد ہو جانا فطری امر ہے میں نے گذشتہ خط میں آپ کو مختصر جوابات دیئے مگر جناب کی نگاہ عالیہ میں وہ نامکمل ہیں۔ لہٰذا دوبارہ بالوضاحت عرض کر دیتا ہوں۔ چونکہ آپ نے مجھ سے ذہنی کشمکش اور اضطراب کے بارے میں کوئی استفسار نہ فرمایا تھا اس لئے اس کا کوئی ذکر نہ کیا گیا یہ بات ٹھیک ہے کہ

مجھے سیدہ کی ناراضگی والی روایت کا بخاری شریف میں نشان ایک شیعہ دوست ہی نے بتایا تھا لیکن اس سے پہلے میرا جھکاؤ شیعت کی طرف ہرگز نہ تھا بلکہ میں یہ بات تصور میں بھی نہ لاسکتا تھا کہ ایسا واقعہ رونما ہو سکتا ہے البتہ صحیحین میں مذکورہ یہ متفق علیہ واقعہ جب بچشم خود پڑھا تو پاؤں اکھڑنے شروع ہو گئے پھر چل سو چل سر پر پیر رکھ کر دوڑنا پڑا۔

اب آپ اسے شیعہ ذہنی کا نام دے لیں تو آپ کو اختیار ہے۔ کیونکہ آپ کے نزدیک شیعہ واعظین کی تقاریر اور شیعہ مولفین کی کتب کا سامع و قاری ذہنی اعتبار سے شیعہ ہو جاتا ہے حالانکہ میرے نزدیک یہ کلیہ درست نہیں ہے جو توضیحات علماء اہل سنت اس روایت کے ذیل میں وکالت صفائی کی خاطر بیان کرتے ہیں میرے ذاتی اطمینان اور رد تاہی دور اپنی اصولوں کے معیار پر پوری نہیں اترتی ہیں اور عقیدت یا رسول صلعم سے رشتہ داری معقول دلیل نہیں ہے اگر ابو الہب حقیقی چچا ہو کر بھتیجے کا خیر خواہ نہیں ہو سکتا پھر کیا ضروری ہے کہ سوتیلا نانا غیر حقیقی نواسی کا خیر اندیش ہو۔ حدیث لانورث کی وضعیت پر میں نے الگ سے ایک کتاب "وہی مجرم وہی منصف" لکھی ہے جس میں مقدمہ فدک پر سیر حاصل بحث کر کے اس لاوارث حدیث کو موضوع ثابت کیا ہے۔ سنی علما کی طرف رجوع کر کے مجھے کچھ حاصل نہیں ہوا۔ کیونکہ وہ صحابہ رضی پر تنقید کرنا بہت بڑا جرم خیال کرتے ہیں۔ اور ان تنازعوں کو مشاجرات یا اجتہاد کے پردوں میں ڈھانپ لیتے ہیں بہتری خیال کرتے ہیں لہذا وہاں سوائے زبان بندی کے اور کچھ نہ مل سکا کیونکہ "کلہم عدول" تھے۔ مگر یہ غیر معقول پابندی مجھے پسند نہ آئی کہ غیر معصوم بھی ہو، گناہ کا ارتکاب بھی ثابت ہو مگر پھر بھی تنقید سے بالا ہو۔ "فروع دین" میں ایک ہزار سوالات ایک سائل کی حیثیت سے پوچھے گئے ہیں اور سائل تحصیل علم کی خاطر غلط و صحیح سب کچھ پوچھنے کا حق محفوظ رکھتا ہے

اس لئے وہ کسی شیوہ کا پابند نہیں ہے۔ الا یہ کہ اپنے ذہنی شبہات کے ازالہ کے لئے مناسب تسلی کا طلبگار ہو

سنی علماء کے نام یا اپنے والد کا نام و پتہ پوچھنے کا مقصد کیا ہے مجھے علم نہیں۔ اس پر اسرار کیوں ہے اللہ ہی بہتر جانتا ہے تاہم چند حضرات کے اسماء گرامی تحریر ہیں مولوی غلام مرشد صاحب، مولوی قاری محمد یوسف مولوی فیروز دین صاحب، قاری بشارت علی صاحب، مولوی محمد عمر اچھروی صاحب وغیرہم۔ میرے والد صاحب کا نام میاں جلال الدین ہے جو مذہبیات سے کوئی خاص واقفیت نہیں رکھتے سیدھے سادے مسلمان ہیں۔ میری مطالعہ شدہ کتابوں کی فہرست کے لئے میری کتاب "صرف ایک راستہ" ملاحظہ فرمالیں آپ کا مدعا پورا ہو جائے گا اور یہ ضروری نہیں ہے کہ "علم دین" کے لئے بقاعدہ کسی دینی مدرسے ہی میں درس لیا جائے علم خداوند علیم کا عطیہ خاص ہے اس میں کسب کا حصہ قلیل ہے اور فضل کا وافر اگر میں قرآن و سنت اور عقل سے روشنی حاصل نہ کرتا تو پھر کبھی اندھی تقلید سے چھٹکارا نہ پاتا واضح ہو کہ علم کسی کی میراث نہیں کہ اسے صرف سنی مولوی یا شیعہ عالم کے لئے وقف قرار دیا جائے ہر شخص قدرتی صلاحیتوں سے مستفید ہو سکتا ہے باقی تعجب انگیز بات یہ ہے کہ حسبنا کتاب اللہ کے قائل کتاب کو ناکافی قرار دے رہے ہیں اور معلم کی ضرورت محسوس کرتے ہیں۔ یہ مختار بھی مذہب سنیہ کی بیخ کنی کی اعانت کرتا ہے مجھے افسوس ہے کہ میری گذارشات میں آپ کو انصاف و دیانت دکھائی نہ دیں شاید اس لئے کہ آپ "عدل" کی اصل سے ناآشنا یا لاتعلق ہیں۔ آپ جن بین الاقوامی مسلمہ اصولوں کی پابندی کا عہد حقیر سے لینا چاہتے ہیں ان کا اظہار فرمائیں انشاء اللہ بندہ کو معتمد پائیں گے بھلا بھلائی کون نہیں چاہتا۔ بسم اللہ کیجئے۔ اللہ آپ

کو اجر نیک عطا کرے بہر کیف خیر اندیش اپنے مقام پر مطمئن ہے اسے یقین محکم حاصل ہے کہ وہ بمطابق اتباع خدا اور رسولؐ شیعہ علی بن کر نجات یافتہ ہے مہاجروں اور انصاروں سے نہ ہی اسے کوئی ذاتی عداوت ہے ۔ اور نہ ہی انہوں نے اسے کسی قسم کا نقصان پہنچایا ہے ۔ کہ دشمنی یا نفرت ہوتی ۔ وہ اگر کسی سے تولّا رکھتا ہے تو صرف اس لئے کہ اللہ و رسولؐ سے اس نے تولّا رکھا اور اگر کسی سے بیزاری اختیار کرتا ہے تو صرف اس لئے کہ اسے موذیِ رسولؐ سمجھتا ہے اور یہ بغاوت صرف تخیلات یا افکار کا نتیجہ نہیں بلکہ تاریخی حقائق سے روایتاً اور درایتاً جنم لیتی ہے ۔ حقیقتوں کا انکار صرف عقیدت یا شخصی اقتدار کے بل بوتے پر نہیں کیا جا سکتا ہے ۔ پس دربار قیامت میں جب یہ سوال کیا جائے گا تو اس کا جواب بالکل آسان ہو گا ۔ کہ جو شخص دشمن رسول سمجھا اسے چھوڑ دیا ۔ گواہیاں ان ہی کے دوستوں کی کافی ہونگی ۔ اگر بے زبان بتوں کو محض اسلئے توڑا جا سکتا ہے کہ ان کو لوگوں نے معبود سمجھ لیا تو پھر ایسے انسانوں کو بھی چھوڑا جا سکتا ہے جو رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا جنازہ چھوڑ کر تخت کے پیچھے چلے گئے ۔ توحید و رسالت و قرآنی تعلیم و ہدایت کا کسی غیر معصوم سے اختلاف رکھنے سے ہی نہ کوئی واسطہ ہے اور نہ ہی ربط لہذا ایسے لوگوں سے دوستی رکھنا جن پر اللہ کا غضب ہوا ۔ حکم خدا کی سرتابی ہے ۔ اور میں جسے دوست نہیں رکھتا یقیناً یہ سمجھ کر نہیں رکھتا کہ "وہ مغضوب علیہم" میں سے ہے ۔ اَب امورِ مسئولہ کی طرف آئیے ۔

۱۔ ناظرہ قرآن شریف محلہ کی مسجد میں پڑھا ۔ اسلامیہ ہائی سکول بھاٹی گیٹ لاہور میں میٹرک تک تعلیم پائی ۔ کورس میں انجمن حمایت اسلام کی شائع کردہ دینیات لازمی پڑھائی جاتی تھی ۔ اسی سکول میں قاری بشارت علی صاحب سے

ترجمہ پڑھا نیز حافظ کفایت اللہ صاحب کی تعلیم الاسلام کا سبق بھی لیا بہشتی زیور اشرف علی تھانوی صاحب کا مطالعہ بھی کیا ۔ اور سیرت ابن ہشام سیرت النبی شبلی و سلیمان ندوی وغیرہ کا مطالعہ بعد میں کیا اسی طرح صحاح ستہ کا باقاعدہ مطالعہ بعد میں کیا تاہم سرسری طور پر بخاری شریف کو پہلے دیکھا ۔

۲۔ علمی بے بضاعتی و بے مایئگی کا اعتراف پہلے ہی کر چکا ہوں اور درس نظامی میں شمولیت سے محروم رہا ہوں آتا جاتا کچھ نہیں ہے منہ پڑھا نہ لکھا نام محمد فاضل ہوں ۔ اتفاقاً ادیب فاضل کا امتحان پاس کر لیا تھا ۔

۳۔ نہج البلاغہ کے پڑھنے کی سعادت نصیب ہوتی ہے ۔ مگر شیعہ کے نزدیک وہ قرآن سے محفوظ تر نہیں یہ جناب کا زعم ہے ۔ میں حضرت علی کو معصوم امام اور رسولؐ کا خلیفہ بلا فصل اعتقاد کرتا ہوں ۔ اور حضرت علیؑ کے دشمن کو ذاتی طور پر غیر مسلم سمجھتا ہوں ۔

۴۔ شیعہ چودہ معصومین کے علاوہ کسی کو یہ مرتبہ نہیں دیتے ۔ کہ اس سے سہو و خطا ممکن نہیں ۔ اس لئے میں شیعہ ہونے کی حیثیت سے علامہ مجلسی سے غلطی کا ارتکاب ممکن تجویز کرتا ہوں علامہ مجلسی کوئی خطا سے محفوظ ہستی نہ تھے ۔ ان سے بھی سہو ہوتے ہیں اور وہ تنقید سے بالا نہیں ہیں ۔

۵۔ شیعہ کے لئے قرآن ثقل اول ہے ۔ اور ماخذ ہدایت ہے ۔ تاہم اس کی ترتیب موجودہ نزولی نہیں ہے ۔ امام مہدیؑ کے پاس وہ قرآن ہے جو حضور نے تحریر کروایا تھا ۔ اور اس کے علاوہ باقی تمام قرآن کے نسخے نقلی ہیں ۔ قرآن پر ایمان نہ لانے والے غیر مسلم ہیں ۔ اور جب مسلمان ہی نہیں تو پھر شیعہ کیسے ہو سکتا ہے ۔ باقی باتوں کا جواب میری کتاب "سفید نقاب سیاہ چہرے" میں ملاحظہ فرمائیں ۔ بہتر یہ ہے کہ آپ پہلے میری تمام کتابیں پڑھیں پھر تمام

حجت کا فریضہ ادا فرمائیں۔ شکریہ۔ والسلام۔ مخلص

عبدالکریم مشتاق

دوسرا خط، اس کا جواب اور اضافی تبصرہ

۱۔ اس خط میں بھی زیادہ تر گفتگو کا مدار ذاتیات پر ہے اور ضمنی مندرجات کا مختصر مگر جامع جواب لکھا جا چکا ہے

۲۔ اس مقام پر خط کی مندرجہ ذیل عبارت پر تبادلہ خیال کیا جاتا ہے۔

"بارخدایا تیرا ایک بندہ صرف اپنے افکار کی پیروی کر کے تیرے رسول معصوم خاتم النبیین آخری تاجدار شریعت صلی اللہ علیہ وسلم کا باغی ہو کر اس کی سنت قائمہ متوارثہ سے اس کی جماعت مومنین مہاجرین و انصار کے طریقے سے منحرف ہو کر اس گروہ میں شامل ہو گیا جو امت رسول کے عین مدمقابل اور اپوزیشن شیعہ علی کہلاتا تھا" ص۱۳

سرکار ختمی مرتبت رسالت مآب حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ والہ وسلم کی متعدد احادیث میں شیعہ علی کی فضیلت بیان ہوئی ہے اور جماعت مومنین و مہاجرین و انصار کے اکابرین کا ایک مقدس طبقہ زمرہ شیعہ علی میں شامل تھا بندہ کریم مشتاق محض اپنے افکار کی پیروی میں شیعہ علی نہیں کہلاتا ہے۔ بلکہ تاجدار شریعت نے اسلام کے سر پر یہ خوب صورت تاج خود اپنے مقدس ہاتھوں سے رکھا ہے۔ اس کی گواہی جمہور اسلام کے رواۃ، محدثین اور علمائے عظام ببانگ دہل دیتے ہیں۔ امام احمد بن حنبل، حافظ جلال الدین سیوطی، علامہ ابن حجر، علامہ زمخشری، امام نسائی اور علامہ ابن اثیر وغیرہ۔ نے نقل کیا ہے کہ پیغمبر اسلام حضرت

علی علیہ السلام سے فرمایا کرتے تھے:۔

"اے علی تم اور تمہارے شیعہ قیامت کے دن رستگار ہونگے"

چنانچہ علمائے اہل سنت کے بیان سے صاف طور پر ثابت ہوتا ہے کہ عہد نبوی میں صحابہ کرام کا ایک گروہ جناب امیرؑ سے وابستہ ہو جاتا تھا بلکہ اس جماعت کا ہر فرد حضرت علیؑ کو اپنا روحانی پیشوا التعلیمات اسلامیہ کا استاد علم کا حقیقی مبلغ اور احکام و اسرار نبوت کا واقعی شارح و مفسر تسلیم کرتا تھا اور شیعہ کہلوا کر شہرت پاتا تھا صحابہ کی ایک جماعت تو پہلے ہی نفس رسولؐ کے ساتھ تھی مگر پیغمبر اسلام کے بعد سیاسی منافشات کے دور میں اور بھی بہت سے صحابہ کرام نے آپ کی معیت اختیار کر لی حضرات سلمانؓ، عمارؓ، ابوذرؓ، مقدادؓ، خزیمہ وغیرہم کہہ۔ شیخ صدوقؒ کی تحقیق کے مطابق بارہ ہزار اصحابؓ بدری عقبی مہاجرین انصار ایسے تھے کہ شیعہ علیؑ کے گروہ میں شامل تھے جن میں سے اکثر نے جنگ جمل اور جنگ صفین میں اپنی جانیں نثار کیں

پس رسول صلعم و اصحاب رسولؐ کی پارٹی کو اپوزیشن قرار دینے کی جسارت مہر صاحب جیسے منہ پھٹ ہی کر سکتے ہیں۔ میں تو آنحضرتؐ کی امت کا ادنیٰ غلام ہوں ان کی فرمودہ بشارت کو اعزاز سمجھتا ہوں۔ لہذا شیعہ کہلوا کر ہی میرا عقیدہ عمل، سعی، اور فکر قرآن، توحید، ہدایت نبوی اور قرآنی انقلاب کے مطابق قرار پا سکتے ہیں اسکی مخالفت درحقیقت توحید، رسالت اور قرآن سے دشمنی ہوگی

سنّی سائل کا تیسرا خط

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(و ایاہ نستعین)

محترم جناب مشتاق صاحب دام فضلکم

ہدیہ سلام مسنون کے بعد گذارش ہے کہ آپ کا دوسرا خط ۳ ستمبر کا مکتوب ۱۲ کو وصول ہوا بڑی خوشی ہوئی کہ آپ نے پھر یاد فرمایا ہم والہانہ استقبال کرتے ہیں ہیں۔

اے کہ آئی و بصد ناز آئی — بے حجابانہ سوئے محفل ما آئی

مجھے تعجب ہے اور آپ کے قلم خوش نویس کو بھی داد دیتا ہوں کہ آپ علمی بے بضاعتی کا منکسرانہ اعتراف بھی کرتے ہیں اور اصرار کے بجائے اسرار اور باقاعدہ کے بجائے بقاعدہ لفظ کا استعمال اس کی غمازی بھی کرتا ہے۔ مگر در حقیقت سے زائد رسائل کے مؤلف بھی ہو گئے "سفید نقاب سیاہ چہرے" اور "وہی مجرم وہی منصف" جیسی ناول و افسانہ نما کتابیں خالص مذہبی و علمی موضوع پر آپ نے لکھ دی ہیں۔ گویا ناول و افسانہ خواں قسم کے اوباش طبقہ میں شیعیت کی تبلیغ کرنا اور اہل سنت کے خلاف زہر بھرنا آپ کو خوب آتا ہے آپ کا رہبر شیعہ دوست بھی خوب ہوشیار نکلا کہ اس نے اہل سنت پر تنقید اور بحثیں عیوب کے لئے صحاح ستہ کا مطالعہ آپ سے کروا ڈالا اور اپنے زعم کے مطابق اہل سنت کے عیوب دکھانے میں آپ نے مذہبی و اخلاقی قدروں کو پامال کر ڈالا مگر اپنی صحاح اربعہ خصوصاً

۱؎ سہو سرزد ہوا ہے۔ ۲؎ الفاظ ہونا چاہیئے

کافی یا شیعہ تاریخ کا مطالعہ ہی نہیں کیا ورنہ میرے سوال نمبر چار اور پانچ میں ضرور آپ ذکر کرتے اگر آپ مذہب شیعہ کا باقاعدہ مطالعہ کرتے تو اہلسنت پر طعن والزام تراشی یوں نہ ہوتی جیسے آپ نے کی ہے۔ اور میں دیانتاً کہتا ہوں کہ آپ کے کہنے پر آپ کی چند کتب کا مطالعہ کر کے آپ کی شخصیت اور بارعب نام سے بدظن ہو گیا ہوں کہ مغالطہ وہی بار بار تکرار اور حوالہ جات میں کتر و بیونت اور جذباتیت کا مظاہرہ دکھانے کے سوا کچھ نہیں اس لئے آپ مجھے مجبور نہ کریں کہ مزید آپ کی مؤلفات کا مطالعہ کروں اس سے اور کئی بحثیں چھڑ سکتی ہیں۔ جو مستقل کتابوں کا موضوع ہیں میں یہ چاہتا ہوں کہ خط و کتابت میں "سنجیدہ طرز سے "نجات شیعہ پر گفتگو کی جائے اور طرفین کے یقینی دلائل سامنے آجائیں۔ میں مناظرہ[۱] بازی یا علمیت جتانے کے لئے یہ کاوش نہیں کر رہا بلکہ لوجہ اللہ اب اور آپ کی ہدایت مطلوب ہے۔ آج تہجد کے بعد بھی یہی دعا کی ہے کہ اے اللہ مشتاق صاحب کا کوئی حسن عمل اگر آپ کو پسند ہے تو ان کو دوبارہ ہدایت و توفیق دے دے کہ وہ سنی محمدی اسلام کی طرف پھر آئیں اور اصحاب رضی نبی، امہات المومنین و اہل بیت ازواج نبی اور تمام دنیا میں اسلام کا جھنڈا گاڑنے والے خلفاء راشدین رضی کا بغض ان کے دل سے نکال دے تاکہ دنیا اور آخرت میں انکو راحت نصیب ہو۔ آپ کے والد کا پتہ بھی اسی لئے پوچھا۔ مگر آپ کنی کترا گئے۔ کہ کچھ باتیں ان کے ذریعے آپ تک پہنچاؤں۔ اور باپ بیٹے میں وہاں علیحدگی نہ ہو۔ ظاہر

۱؎ اعمال زبان کا ساتھ دیتے نظر نہیں آتے۔ تہجد گذاری کی حالت میں تقیہ کر کے سازش وضع فرما رہے ہیں۔

ہے کہ آپ کی خیر خواہی چاہتا ہوں اور آپ کے والد مجھ سے اور آپ کے شیعہ رہبر سے زیادہ آپ کے خیر خواہ ہوں گے کاش کہ اس نکتہ پر آپ غور کرتے مجھے بڑا افسوس ہے کہ زمانہ اضطراب میں آپ کی تسلی کسی نے نہ کی خط میں مکتوب علماء کرام میں صرف مولوی محمد عمر اچھروی یہ کام کر سکتے تھے مگر ان کو وہابی بریلوی کی مباحث اور تکفیر بازی سے فرصت نہ ملی۔ انہوں نے تیاری کی چونکہ اہل سنت ایک مثبت اور صاف باطن پابند اعمال لوگ ہوتے ہیں وہ بحث و مباحثہ اور مخالف مذہب کے تجسس میں پڑتے ہی نہیں نہ کو تربیت دی جاتی ہے اس لئے اگر وہ کسی متعنت کو قائل نہ کر سکیں تو ان کے کمزور یا اہل باطل ہونے کی دلیل نہیں ہو سکتی جب کہ شیعہ حضرات قادیانی اور عیسائی عامۃ الناس بھی مباحث کے لئے تیار ہوتے ہیں۔ ان کے بچے بچے کو تربیت دی جاتی ہے اور طعن و تشنیع اور مباحثہ بازی ہیں ان کی بقا کا راز مضمر ہے آمد بر سر مطلب! میں آپ سے مندرجہ ذیل اصولوں کی پابندی چاہتا ہوں۔

(شرائط مناظرہ)

۱۔ گفتگو میں تہذیب و شرافت انتہائی لابدی ہے۔ اور مجھے قدیم و جدید شیعہ احباب و مؤلفین سے شکایت ہے کہ وہ اہل سنت کے اکابر کو سب و شتم صراحۃً یا کنایۃً سے گریز نہیں کرتے۔ آپ نے بھی ابو لہب سے، پتھر کے بتوں سے تشبیہ دی ہے۔ ان کو موذی رسول اور جنازہ رسول چھوڑنے والا، جن پر اللہ کا غضب ہوا بتایا ہے۔ معاذ اللہ۔ ہر بات کا تحقیقی و لفظی جواب دیا جا سکتا ہے مگر میں اشتعال میں آکر اصول شکنی نہیں کرتا در گفتگو

ـلہ شائبہ ترک ہے

بند کرتا ہوں براہ کرم آئندہ زبان و قلم کو محتاط رکھئے

۲۔ آپ تسلیم کرتے ہیں کہ انسان سے سہو و خطا کا سرزد ہو جانا فطری امر ہے اپنے ذہن و اعتقاد کو اس پر آمادہ رکھئے کہ سہو و خطا کا صدور آپ سے بھی، شیعہ دوست سے بھی اور آپ کے رسالوں کے ماخذ شیعہ مؤلفات البلاغ المبین، تجلیات صداقت شیعہ پاکٹ بک وغیرہ ہا سے بھی سہو و خطا ممکن ہے۔ لہذا اپنے مسلمہ اصول "عقل سلیم، قرآن کریم" سنت نبوی کیخلاف ان باتوں کو آپ چھوڑ دیں گے۔ ضد ہٹ دھرمی گروہی مفادات کا تحفظ اور مذہب کی ناجائز طرف داری سے گریز کریں گے۔ میں بھی انشاء اللہ اس کا پابند رہوں گا۔

۳۔ قرآن کریم کو آپ ثقل اول مانتے ہیں۔ گو ایک ایک آیت کے صحیح غیر محرف اور واجب التسلیم ہونے کی صراحت آپ نے نہیں کی تاہم میں اپنی طرح آپ کو سمجھتے ہوئے کسی بھی آیت سے اتمام حجت کر سکوں گا چوں کہ آپ موجودہ قرآن کو صامت اور اہل بیت و امام کو قرآن ناطق کہتے ہیں (چودہ مسئلے صـ ۱۲۹) تو آپ پابند ہیں کہ آیت سے تب استدلال کریں جب آپ کے امامِ زمانہ معصوم نے کیا ہو۔

۴۔ کوئی بھی حدیث سنی کی ہو یا شیعہ کی اگر قرآن کے خلاف ہو گی یا مفہوم قرآن اور ظاہر قرآن کو باطل کرتی ہو گی۔ قابل استدلال نہ ہو گی۔ کیونکہ جعفر صادق رح کی یہ حدیث کئی مرتبہ آئی ہے۔ جو حدیث قرآن کے موافق نہ ہو وہ جھوٹ ہے (باب الاخذ بالسنۃ و شواہد الکتاب از اصول کافی صـ ۹۸۔
جب خبر واحد قرآن کے معارض پیش نہیں کی جا سکتی تو تاریخی اخبار اور کہانیوں سے استدلال بالکل معقول نہ ہو گا

۵ - چونکہ آپ حضرت علی رضؓ کے ارشاد کے مخالف کو "دشمن اور ذاتی طور پر غیر مسلم سمجھتے ہیں" لہٰذا کافی یا نہج البلاغہ سے آپ کے کسی قول و نقل کو نظر انداز نہیں کر سکتے نہ ایسی توجیہہ و تاویل کریں گے جو آپ کے یا ہم مذہب علماء کی اختراع ہو کیونکہ اصول مناظرہ میں آپ خصم ہیں خصم کی بات حجت نہیں ہوتی بجز اس کے کہ اجمالی کلام کی توضیح و تشریح کسی مفصل کلام مرتضوی سے کی جاتے اور دونوں جگہ سیاق و سباق اور موضوع سخن تبدیل نہ ہو

۶ - حضرات باقر جعفر رحمہما اللہ کے ارشادات پر مبنی "اصول کافی" کو من وعن حجت تسلیم کرنے سے آپ خاموش ہیں - چونکہ قدیم و جدید تمام شیعہ علماء اسے مستند اور حجت مانتے ہیں - جیسے علامہ نجاشی طوسی علامہ حلّی[۱]، ابن داؤد، ابن شہر آشوب، سید رضی الدین ابن طاؤس شیخ ہمدانی خلیل قزوینی، شیخ مفید وغیرہم نے یہ کہا ہے کہ علامہ کلینی سب لوگوں سے بڑھ کر علم حدیث میں ثقہ تھے - پختہ تھے علوم میں گہری دسترس رکھتے تھے - حدیثوں کے بڑے نقاد اور عارف تھے - ان کی کتاب الکافی اجل کتب شیعہ میں سے ہے - اسکے ہم پلہ یا قریب کوئی کتاب نہیں ہو سکتی (راجع مقدمۃ الکافی لعلی اکبر الغفاری) اگر آپ شیعہ کہلا کر کافی کی روایات نہ مانیں تو ہم یہ سمجھنے پر مجبور ہوں گے کہ آپ شیعہ سے بھی فراڈ اور جعل سازی کر رہے ہیں

۷ - بعض آیات قرآنی تفسیر کی محتاج ہیں - میرے ہاں سنی تفسیر ابن کثیر مختار ہے آپ کے ہاں علامہ طبرسی کی مجمع البیان لہٰذا کسی آیت سے مطلب کے اختلاف میں طرفین صرف ان دو تفسیروں سے ایک دوسرے کو قائل کر سکیں گے

۸ - لفظ شیعہ کا لغوی معنی "گروہ" جانبدار متبع وغیرہ جو کسی بھی جماعت

[۱] علامہ حلّی ہیں حُلّی نہیں۔

پر صادق آسکتا ہے محل نزاع سے خارج ہے - موضوع مناظرہ صرف وہ شیعہ ہیں جن کی طرف انبیا کرام مبعوث ہوتے یا شیعہ اثنا عشری اپنے عقائد و خصوصیات کے ساتھ جو حضرت رسول خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کو اپنے لئے آخری و قطعی حجت نہیں مانتے بلکہ ہر دور میں نبی کے ہم مرتبہ و مثل امام معصوم حلال و حرام میں مختار کے قائل ہو کہ ان کے واسطہ سے تازہ دین الٰہی کو مانتے ہیں - آج ان کے امام حضرت مہدی ہی ہیں -

۹ - میں صرف نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی حدیث، صحیحین سے اپنے خلاف حجت تسلیم کروں گا آپ اپنی تائید میں اپنی کتب سے جب استدلال کریں تو صرف اصول کافی اور الفقیہ سے (صحیحین کے ہم پلہ عند الشیعہ) جو فرمان معصوم زمان سے استدلال کرنے کے مجاز ہوں گے مجھ پر الزام صرف تقریب التہذیب از ابن حجر سے ہوگا - آپ پر رجال کشی سے کہ دونوں کتابیں فریقین کی مستند مختصر اور ممکن الحصول ہیں -

۱۰ - میں ان کتب سے آپ کے خلاف استدلال کا پابند ہوں گا، نہج البلاغہ، کافی مکمل، مجلسی کی تالیف وجلاء العیون، مجالس المومنین، آپ امام بخاری مسلم ابوداؤد ترمذی کی صحاح اربعہ سے استدلال کے پابند ہوں گے - فریقین کے اکابر کا عزت و احترام سے نام لینا فریقین کا اخلاقی فرض ہوگا - شیعہ کے غیر ناجی ہونے پر عقلی و نقلی دلائل تحریر کر دیتا مگر چونکہ یہ دعوی آپ کا ہے کہ "شیعہ نجات یافتہ ہے - اس لئے اصول مناظرہ کی رو سے آپ اول دلائل پیش کرنے کا حق رکھتے ہیں - میرے ذمہ آپ کے دلائل کا نقض[۱] اور عدم نجات پر ایرادات ہیں میرے

[۱] یعنی دلائل کا توڑ اور غیر ناجی ہونے پر اعتراضات۔

خیال ہیں فریقین کی تین تین تحریریں کافی ہوں گی پہلی (اس خط کا جواب) آپکی
ہوگی آخری راقم کی اگر شرائط میں خاص ترمیم و اضافہ چاہیں تو مطلع کریں ورنہ
ان میں کسی فریق کی جانبداری نہیں ہے فریقین اس کے پابند ہوں گے بھلائی
ہر شخص چاہتا ہے۔ بسم اللہ کیجئے اللہ تعالیٰ ہم دونوں کو دین اسلام سنت نبوی ﷺ
جماعت صحابہ واہل بیت رضؓ کے نقش قدم پہ چلاتے اور نجات دے۔ موضوع سے
خارج خط کی چند ناجائز باتوں کا[1] جواب حاضر خدمت ہے

١۔ دینی تحقیقات میں قرآن و سنت کے بعد آپ عقل سلیم استعمال کریں
ورنہ قرآن و سنت کے مقابل کفر ہوگا۔

٢۔ حدیث لانورث درجن بھر صحابہ کرامؓ سے مروی ہے جس راوی وصحابی
نے سوال فاطمہ رضؓ ذکر کیا حدیث بھی ضرور ذکر کی وضع کا دعویٰ جھوٹ ہے۔ اس حدیث
کے وارث و محافظ امام باقر و جعفر رح بھی ہیں۔ اصول کافی کتاب فضل العلم میں یہ
حدیث کئی دفعہ آئی ہے کہ علماء ہی انبیاء کے وارث ہیں۔ کیونکہ انبیاء درہم اور
دینار کا کسی کو وارث نہیں بناتے بلکہ وہ احادیث علم وراثت میں چھوڑتے ہیں جس
نے اس سے کچھ حاصل کیا اس نے وراثت کا بڑا حصہ لیا۔ ص ٣٢

٣۔ ابو لہب کی اشتعال انگیز مثال کی رد میں بالفرض کہا جا سکتا ہے کہ چچا
اگر بھتیجے کا خیر خواہ نہیں تو چچازاد بھائی کیسے خیر خواہ ہو سکتے ہیں موسیٰ علیہ السلام
کا چچازاد بھائی قارون اور سامری اگر امت موسیٰ کو بہکا سکتا ہے تو بقول خوارج
حضرت علی رضؓ ایسا کیوں نہیں کر سکتے۔ معاذ اللہ خدا انہی دشمنی سے بچاتے۔

٤۔ غیر معصوم ہونے کے لئے گناہ کا ارتکاب فعلی ضروری نہیں امکان عقلی

---

[1] جب موضوع مقرر ہی نہیں تو اخراج کیسا اور جواب کی کیا ضرورت ہے

کافی ہے پھر بعد از وقوع بضرورت بیان واقعہ اور چیز ہے اور تنقید کو شعار بنانا
عقیدہ میں گمراہ جاننا اور مرنے کے بعد گالیاں دینا اور چیز ہے۔ پہلی بات درست
ہے۔ دوسری بات حرام۔ حلت کا قائل مسلمان ہی نہیں۔

٥۔ حسبنا کتاب اللہ امتحان کے جواب میں کہا گیا ہے جو برمحل اور درست
تھا کیونکہ اَوَ لَم یکفہم انا انزلنا الیک الکتاب کا جواب مطابق تھا۔ مگر احادیث نبوی
کی ضرورت صحابہ رضؓ کرام کو بدستور رہی۔ وہ منکر حدیث نہ تھے۔ تو حضرت علی رضؓ کو معلم
مقرر کرنا یا انہیں اپنا وزیر و مشیر بنانا سنی مذہب کی تائید اور مذہب شیعہ کی
بیخ کنی کرتا ہے۔ جو علی رضؓ و عمر رضؓ کو ہم مسلک و ہم مشرب نہیں مانتے ہیں۔ علاوہ
"وشاورھم" کے تحت مشورہ لینا اسے استاد بنانا نہیں ہے۔ ورنہ پیغمبر ﷺ کا استاد
صحابہ کرام رضؓ کو ماننا پڑے گا جو بداہتہً باطل ہے۔

٦۔ اولئک ھم الصادقون، ھم المومنون حقا، اعظم درجۃ عند اللہ ھم الفائزون،
رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ اولئک کتب فی قلوب الایمان، اولئک حزب اللہ ان حزب
اللہ ھم الغالبون، والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینہم ھم الراشدون، ھم المتقون
ھم المفلحون، یُطِیعُونَ اللّٰہَ وَرَسُولَہُ، والسَّابِقُونَ الاَوَّلُونَ مِنَ المُھَاجِرِینَ
الخ۔ جیسی صداقت وجنت کی سندیں رکھنے والے ہزاروں مومنین اصحاب رسول
ہرگز موذی رسول نہ تھے۔ موذی رسول وہ بدترین کفار تھے جنہوں نے صحابہ کرام رضؓ
سے جنگیں کیں۔ یا آج انکی اولاد ہے۔ جو ان سے دشمنی، تبرا اور انکی غیبت فرض
مذہبی سمجھتی ہے۔ اسی طرح مغضوب علیہم وہ نہ تھے۔ یہودی
تھے یا ابن سبا کا پیدا کردہ گروہ ہے جو بروایت رجال کشی حضرت علی رضؓ
سے محبت کا اظہار کر کے تمام امت مسلمہ محمدیہ کو بے ایمان بتاتا ہے
اور دشمن رسول بھی یہی شیعوں کا گروہ ہے جو رسول کی تمام تعلیم وتربیت

کو اعلانیہ[1] ناکام کہتا ہے۔

۷۔ شیخین یا دیگر صحابہ پر جنازہ چھوڑنے کا اتہام بکواس محض ہے انصار کے مسئلہ چھیڑنے پر شیخین تھوڑی دیر میں انتشار و اختلاف رفع فرما کر واپس آ گئے تھے۔ اور تمام مہاجرین و انصار مرد و زن اہل مدینہ اور مضافات مدینہ چھوٹوں بڑوں کے ساتھ آپ نے جنازہ پڑھا۔ اور اہتمام سے پڑھایا۔ جیسے اصول کافی باب مدفنہ و صلاتہ علیہ میں صراحت ہے۔ اگر تھوڑی دیر غیر حاضر رہنا جرم ہے وہ بھی مجبوری اور شرعی عذر کی بناء پر ہے۔ تو حضرت علی رضؓ نے بھی روٹی کھانے، نماز پڑھنے طبعی ضرورت کیلئے جانے اور رات کو نیند کرنے کے لئے بھی ضرور جنازہ چھوڑا ہو گا۔ (دونوں فعل قابل اعتراض نہیں۔)

والسلام۔ آپ کا مخلص ۔۔۔ بشیر الابراہیمی نور باد انمبر ا گوجرانوالہ ۱۶ ستمبر ۱۹۷۹ء

تیسرے خط کا شیعی جواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

و کفی باللہ وکیلا

مکرمی جناب بشیر الابراہیمی صاحب دام اقبالکم

سلام مسنون۔ مکتوب گرامی بصد شکریہ وصول پایا "اصرار" و "بقاعدہ" کی اصلاحی حجت پر تہہ دل سے ممنون ہوں۔ جب کہ اپنی کم علمی کا اعتراف پہلے ہی کر چکا ہوں "سفید نقاب سیاہ چہرے" اور "وہی مجرم وہی مصنف" کے ناموں پر اعتراض سر آنکھوں پر اطلاعاً گزارش یہ ہے کہ ان کتب کے اصل نام "عقائد و مکائد" اور "مقدمہ فدک" ہیں لیکن ناشران نے تجارتی پالیسی کے تحت ان کے عرفی نام مشہور

[1] علانیہ صحیح ہے۔

کر دیئے ہیں۔ مجھے آپ کے مخلص جذبات کا پورا احترام ہے۔ مگر حق صفائی استعمال کرتے ہوئے التماس کروں گا کہ مجھے کسی مسلک سے کوئی عداوت نہیں ہے۔ کہ اس کے عیوب محض اس لئے نشان کرتا پھروں کہ میرا اس مسلک سے کوئی علاقہ نہیں ہے۔ البتہ تنقید کرنے میں کوئی قباحت محسوس نہیں کرتا۔ اب چونکہ خاطی الانسان ہوں اگر کسی مقام پر ایسی بات کہہ دیتا ہوں جو دوسرے کو اچھی نہ لگے تو اس کے لئے معذرت خواہ ہوں۔ آپ چونکہ "الدین النصیحۃ" کے تحت امر بالمعروف کے حکم کی تعمیل میں مصروف ہیں۔ لہٰذا ملتمس ہوں کہ اس میدان میں اگر کہیں ناگوار مقامات سے گزرنا پڑے تو صبر و تحمل کا دامن تھامے رکھیں آپ بحمد اللہ اہل سنت ہونے کے دعویدار ہیں اور سنت رسول یہ ہے کہ حضورؐ پاک اپنی شان میں گستاخی خندہ پیشانی سے برداشت کرتے تھے۔ اور آپ کی اسوہ حسنہ کی یہ مثال اور آنحضرتؐ کا بے مثل صبر ہی تبلیغ دین میں پُرسرعت اضافہ کا سبب بنا اگر آپ غیر موافق بات سننے اور اپنے موقف کے خلاف کچھ پڑھنے پر آمادہ نہیں ہیں تو معاف کیجئے۔ آپ کی سعی تبلیغ خاطر خواہ نتائج برآمد نہیں کر سکے گی۔ آپ نے لفظی غلطیاں تلاش کرنے کی زحمت اٹھائی جب کہ اگر راقم آپ کے اسی خط پر ایسی اغلاط کی نشاندہی کرنے پر آتے تو "ایم اے" اور "امام مسجد" کے اعزازات شرمندہ ضرور ہو سکتے ہیں۔ مثلاً خود ساختہ اصطلاح "صحاح اربعہ" اور "من لا یحضرہ الفقیہ" نامی عنقا کتاب اور "نفقض"[1] وغیرہم۔ مجھے افسوس ہے کہ جب آپ حقیر سے بلا وجہ "بدظن" ہیں تو پھر اس بدظنی کے ماتحت آپ کو ثواب اور ہدایت سے پر سعادت امور کیونکر مطلوب ہو سکتے ہیں۔ حالانکہ ان کی بنیاد ہی نیک خیالی اور پرخلوص نیت

[1] "نفقض" اصل میں یہ لفظ مرقوم ہے۔

پر ہوتی ہے۔ بہرحال میں آپ کا صمیم قلب سے شکرگزار ہوں کہ آپ اپنی دعاؤں میں حقیر پُرتقصیر کو یاد رکھتے ہیں اللہ آپ کو اجر نیک عطا کرے میں نے محسوس کیا ہے کہ آپ مجھے اپنی بات سنانے کے زیادہ خواہش مند ہیں اور میری سننے پر آمادہ نہیں ہیں۔ لہٰذا میں وہ سالوں امور جو آپ نے میرے جواب میں قلم بند فرمائے نظر انداز کرتا ہوں اور جوابی تبصرہ بے جا رواداری کی بھینٹ چڑھاکر دل کی دل میں رکھنا پسند کرتا ہوں چونکہ میرے مسلک اور آپکے مذہب میں بڑا اختلاف ہی مطاعن کا ہے جو آپ جواب دے کر تشفی کرنا تو کجا سننا بھی گوارا نہیں کرتے تو پھر سلسلہ افہام و تفہیم کس طرح برقرار رہ سکتا ہے آپ نے پابندی کے قابل جو بارہ مسلمہ اصول تحریر کئے ہیں۔ مجھے انہیں قبول کرنے میں کوئی عذر مانع نظر نہیں آتا مگر آپ کی تحریر یہ ظاہر کرتی ہے کہ آپکا حقیقی مقصد اپنی کہنا ہے میری سننا نہیں اسلئے قبل اس کے کہ آپ "نجات شیعہ" کے موضوع پہ میرے دلائل پر اپنا واپسی اظہار خیال فرمائیں اپنے مذہب کی حقانیت درج ذیل استفسار کی روشنی میں پایہ ثبوت تک پہنچائیں۔

عرض یہ ہے کہ کسی شئے سے واقفیت حاصل کرنے کیلئے پہلے اسکا نام معلوم کرلیا جاتا ہے۔ آپکے مذہب کا نام "اہل سنت والجماعۃ" ہے۔ اپنے ہی اصول کے مطابق اہل سنت والجماعۃ کا نام قران مجید یا اپنی صحاح اربعہ (بخاری مسلم ابو داؤد ترمذی) سے کوئی ثبوت پیش کریں جس سے یہ نام قرانی یا حدیثی ثابت ہو۔

جب تک آپ کا مذہبی نام و نشان قرآن و حدیث (صحاح اربعہ) میں نہیں مل جاتا میں یہ سمجھنے میں حق بجانب ہوں کہ جس مذہب کا نام و نشان قرآن و حدیث میں وجود نہیں رکھتا وہ مسلک مصنوعی ہے۔ مجھے توقع ہے کہ آپ میری سہو و خطا کو نظر انداز فرماتے ہوئے جواب سے مشرف فرمائیں گے۔

تمام متعلقین کی خدمت میں سلام و دعا پیار درجہ بدرجہ قبول ہو

خیر اندیش۔

مشتاق — ناظم آباد کراچی نمبر ۱۸

تیسرا خط اس کا جواب اور ضمیمہ

منکسرانہ اعتراف

میں بار بار اپنی کم علمی اور بے بضاعتی کا اعتراف کرتا رہتا ہوں اور یہ حقیقت ہے کہ خاکسار علمائے کرام کی جوتیوں کو سیدھا کرنے کے صحیح طریقے بھی جاننے کا دعویدار نہیں۔ علما کی شان کہ سبحان اللہ خود رسولؐ کریم نے ارشاد فرمایا کہ میری امت کے حقیقی عالموں کی منزلت بنی اسرائیل کے نبیوں کی سی ہے۔ کہاں مجھ جیسا کمترین اور کہاں علم۔ میں تو باب مدینۃ العلم کا ایک بھکاری اور در بتولؑ کا گداگر ہوں یہی میرا فخر و افتخار ہے۔ لیکن جناب مہر محمد صاحب بزعم خود علامہ بھی ہیں۔ حافظ بھی ہیں، فاضل بھی ہیں فضول بھی ہیں۔ اللہ جانے کیا ہیں۔ اپنے علم پر نازاں و متکبر بھی ہیں۔ بات بات پر علمی رعب اور قلمی دباؤ ڈالنا پسند کرتے ہیں۔ میرے خط میں ایک فقرہ "اس پراسرار ضد پر اصرار کیوں ہے؟" لکھا جانے کے بجائے سہو لکھائی کے باعث "اس پر اسرار کیوں ہے" لکھا گیا ہے جسے انہوں نے اپنی برتر قابلیت کا ثبوت بنا لیا۔ اب میرے پاس خط کی نقل تو تھی نہیں کہ چیک کر لیتا میں نے فراخدلی سے اس غلطی کا اعتراف کیا بلکہ نشان کروانے پر شکریہ ادا کیا۔ مگر بے مہر حافظ مہر محمد صاحب نے اس منکسرانہ اعتراف کو بھی ٹھٹھہ کی نظر کر دیا۔ اسی طرح بقاعدہ کی غلطی پر غل غپاڑا کیا۔ حالانکہ اس طرح کی املا اور کتابت کی سہواً غلطیاں قابل نظر اندازی ہوا کرتی ہیں اگر ایسی فضولیات میں وقت ضائع کیا جائے تو میں نے رد کے بجائے دس گنا زیادہ غلطیاں حاشیوں میں نشان کروائی ہیں جو مہر محمد صاحب کو شرمندہ کرنے کے لئے کافی ہیں۔ باقی احقر تو ایک طالب علم ہے اور خطا کا پتلا ہے اکثر غلطیاں کرتا ہے۔ محتاج اصلاح ہے۔ مہر صاحب اگر اپنے کو غلطی سے مبرا اور

معصوم سمجھتے ہیں تو پھر جو بیسیوں اغلاط اس کتاب کے فٹ نوٹس میں نشان کروائی گئی ہیں۔ ان کو دیکھ کر اپنے گریبان میں جھانک لیں اگر رتی بھر بھی ایمان رکھتے ہوں تو خود ہی ندامت محسوس کریں۔

تضاد بیانی

مہر محمد صاحب ایک طرف فرماتے ہیں کہ "میں مناظرہ بازی یا علمیت کیلئے یہ کاوش نہیں کر رہا۔" لیکن چند ہی لائنوں بعد شرائط مناظرہ مرتب فرما رہے ہیں۔ میں یہی سمجھا ہوں کہ موصوف یہ کاوش صرف پیسہ کمانے کی خاطر کر رہے ہیں۔ دین کو فروخت کر کے دنیا کمانے میں مصروف ہیں۔ ورنہ اسطرح ڈبرا سرار ا SUSPENSIVE طریقے سے اشتہار بازی کر کے شور و غوغا بپا کرنے کی ضرورت ہرگز نہ تھی لیکن ان کے مغز میں یہ بات نہ آسکی کہ اس پروپیگنڈے سے فائدہ ادنیٰ مشتاق کو ہوگا۔ اور خجالت ان کی کیونکہ ایک بے علم رافضی کو شہرت ملے گی اور خود نما علامہ دیوبندی کی اپنے ہاتھوں مٹی پلید ہوگی

شرائط میں پہلی شرط یہ تحریر ہے کہ "گفتگو میں تہذیب و شرافت لابدی ہے۔" لیکن اس کی دھجیاں اس کے سیاہی خشک ہونے سے قبل ہی اس طرح اڑائی گئی ہے کہ معاہدہ صلح حسنؑ کے موقعہ پر امیر معاویہ کا کردار یاد آجاتا ہے۔ میرا خط قارئین کے سامنے ہے۔ میں نے ہرگز ایسی کوئی بات نہیں کہی جس سے تہذیب و شرافت پر حرف آسکے، مگر "چور کی داڑھی میں تنکا" اس کا کوئی علاج نہیں ہے۔ تنقید میرے مذہب میں جائز ہے۔ کرید کرنے سے تحقیق کو جلا ملتی ہے سچ و جھوٹ کی شناخت کیلئے واقعات گذشتہ پر بحث و تمحیص کرنا پڑتی ہے۔ اور جب میرا یہ عمل دائرہ تمیز میں بھی ناگوار ہوگا تو پھر میں کیا کر سکتا ہوں محض اظہار معذرت۔ ورنہ خطوط سب کے سامنے ہیں۔ بتایا جائے کہ میں نے کس بزرگ کو گالی دی ہے۔ کس حضرت کی شان میں گستاخی کی ہے۔ اور جب یہ مسلم ہے کہ بعد از وقوع بضرورت بیان واقعہ پر بحث

کر لینا جائز ہے تو پھر میں نے کون سا ناجائز کام کر دیا جو مجھے زبان و قلم کو محتاط رکھنے کی دھمکی دینے کی ضرورت پڑی؟

سات امور کا جواب

میں نے بشیر الابراہیمی صاحب (مہر محمد صاحب) کے تیور بھانپتے ہوئے ان کے خط میں مندرج سات امور پر واپسی تبصرہ نہ کرنے میں مصلحت مفید پائی۔ کیونکہ میں نے اندازہ و اظہار کر کے واضح کیا کہ فاصل دوست میری سچی باتیں سننے میں حلاوت محسوس نہیں کرتے بلکہ میرا کچھ کہنا ان کو ناگوار گزرتا ہے" وہ پیشہ ور مولوی ہیں۔ اور اس پیشہ و فن میں ایک حربہ خاص یہ ہوتا ہے کہ بس اپنی کہو دوسرے کی ہرگز نہ سنو۔ اگر وہ بولنے بھی لگے تو اس کی بات کو اشتعال انگیز، غیر مہذب اور گستاخی قرار دینے کا شور مچاؤ کہ کانوں پڑی آواز بھی سنائی نہ دے سکے۔ اسی میں کامیابی کا راز مضمر ہے"۔ چنانچہ میری گفتگو کو اسی چال کے تحت ایک طرف تو "موضوع سے خارج اور ناجائز" قرار دیا گیا ہے لیکن اس پر جوابی تحریر کو جائز اور داخل موضوع سمجھا گیا ہے۔ چونکہ یہ ساتوں امور میرے نزدیک غیر اہم تھے لہذا میں نے ان کا جواب نہ دینے میں بہتری محسوس کی۔ لیکن اب جبکہ یہ خطوط کتابی شکل میں آگئے ہیں۔ ان کا جواب افادیت قارئین میں ہو سکتا ہے۔ لہذا مختصراً معروضات پیش خدمت ہیں۔ (ستی سائل کا خط بار دیگر ملاحظہ کریں۔)

عقل سلیم

۱۔ جب دینی تحقیق کی جاتی ہے تو از خود ماخذ دین قرآن مجید اور سنت رسولؐ کی جانب رجوع کرنا پڑتا ہے اور "عقل سلیم" کو ان سے اختلاف نہیں ہو سکتا ہے۔ ہمارے ہاں تو "عقل" کو ماخذ مانا گیا ہے۔ اور فریقین اس پر متفق ہیں کہ عقل کیخلاف حدیث بھی مجروح قرار پا جاتی ہے۔ مگر مہر جی کو عقل سے پرخاش ہے ان کے نزدیک "کفر" ہے۔ حالانکہ "عقل سلیم" ہی دراصل "شریعت حمیدہ"

ہے۔ عقل سلیم کو کفر بتانے والے نام نہاد علامہ سے عقل کی بات کرنا محض بے مغز ماری ہوگا۔ مگر چپ رہنا بھی ایسے حالات میں خلاف عقل ہے۔

لانورث

۲۔ حدیث لانورث پر میں اپنی کتاب "وہی مجرم وہی منصف" میں اپنے خیالات کا اظہار کر چکا ہوں۔ مہر جی کو دعوت مطالعہ بھی دی جا چکی ہے۔ مگر ان کو یہ نام پسند نہیں آیا۔ میں نے اصلی نام "مقدمہ فدک" بھی بتا دیا۔ مگر معلوم نہیں انہوں نے پڑھنے کی زحمت اٹھائی یا نہیں بہر حال اس میں اس کا مفصل جواب تحریر کیا جا چکا ہے۔

بغض علیؑ

۳۔ مہر محمد صاحب نے اپنے مکتوب میں کچھ حضرات کی فضیلت محض پیغمبر سے رشتہ داری کی دلیل پر وضع کرنا چاہی۔ خاکسار نے اس رشتہ داری کو دلیل ماننے سے انکار کیا اور اس کا تردیدی سبب یہ لکھا کہ اگر محض حضورؐ کا رشتہ دار ہونا باعث اعزاز ہے تو پھر ابولہب کو اس سے محروم کیوں کیا جاتا ہے۔ مہر صاحب نے اس تردید کو سخت بے مروتی اور انتہائی سرد مہری سے پڑھا۔ دلیل کی نقیض کرنے سے تو عاجز ٹھہرے مگر اپنے بغض علیؑ کا اظہار کئے بغیر نہ رہ سکے۔ حق بات چھپا نہ سکے یا خدا نے اسے ظاہر کر دیا۔ موسیٰؑ علیہ السلام کا حوالہ بھی اللہ ہی نے لکھوایا اور یہ کڑی بھی قصہ موسیٰ سے مل گئی۔ ہم نے سنّی مذہب کو ترک کیا تو اس کا باعث یہ تھا کہ محبت علیؑ اور اہل سنتہ کا اجتماع محال ہے۔ زبانی دعویٰ محبت تو ہوگا مگر عداوت چیونٹی کی چال کی طرح پوشیدہ ضرور ہوگی اب دیکھئے کس دیدہ دلیری سے محض ضد اور مخالفت شیعہ کی خاطر اپنے ہی خلیفہ راشد کے متعلق تحریر کرتے ہیں کہ

"اگر چچا بھتیجے کا خیر خواہ نہیں تو چچا زاد بھائی کیسے خیر خواہ ہو سکتے ہیں" موسیٰ علیہ السلام کا چچا زاد بھائی قارون اور سامری اگر امت موسیٰ کو بہکا سکتا

ہے تو بقول خوارج حضرت علیؓ ایسا کیوں نہیں کر سکتے۔

ہم تو چچا یا چچا کی نسبت کو شرط فضائل قرار ہی نہیں دیتے بلکہ حضرت علیؑ کی قدرتی اور کسبی خوبیوں اور تفضل خدا کے باعث ان کو امام مانتے ہیں۔ لہذا جب رشتہ داری معیار نہیں تو محض صحابیت کو معیار فضیلت کیوں مانیں؟ آپ کا حضرت امیرؑ کو اپنے بزرگوں کی اتباع میں "قارون" سے مماثلت دینا اور ان کی خیر خواہی پر شبہ کر کے رسمی طور پر "معاذ اللہ خدا اندھی دشمنی سے بچائے" کہکر اپنا دامن بغض علیؑ کے عتاب سے چھڑانا ہمارے لئے تعجب انگیز بات نہیں ہے۔ ہم یہی تو بار بار دھراتے ہیں کہ حقیقت میں حضرت علیؑ اور دیگر آئمہ اہلبیتؑ کی توقیر آپ کے مذہب میں محفوظ نہیں ہے۔ اور "سفید نقاب سیاہ چہرے" میں ایسے ہی بدنما چہروں سے نقابیں اٹھائی گئی ہیں۔ آپ اسکو افسانے کہیں یا ناول او باش طبقوں کیلئے سامان تفریح قرار دیں یا اہل سنتہ کیخلاف زہر بھرنا خیال فرمائیں۔ حقیقت چھپائے چھپ نہیں سکتی۔ جس طرح آپ کا نعرہ رسالتؐ کی ضرورت سے انکار ظاہر ہوتا ہے۔ اسی طرح حضرت علیؑ سے آپ کی خفیہ نفرت سامنے آجاتی ہے۔ یہ مفروضہ بجائے خود مخالفت کے حقیقی عقیدہ کی غمازی کرتا ہے۔

تنقید

نمبر۴ سخت افسوس کی بات ہے کہ خود اپنے خلیفہ راشد حضرت علیؑ کی شان میں نازیبا امور کا بیان کریں انہیں قارون اور سامری سے تشبیہ دیں اور خوارج کے موقف کو یہ کہکر تقویت دینے کی جسارت کریں "حضرت علیؑ ایسا (جیسا قارون اور سامری نے کیا) کیوں نہیں کر سکتے"۔

مگر ہمیں اپنے مخالفین پر تنقید کرنے پر بھی واویلا کریں۔ محترم! ہمارے ہاں تنقید و جرح پر نہ ہی کوئی پابندی ہے اور نہ ہی ہم اس بات کو قبیح یا ناجائز سمجھتے ہیں کیونکہ غیر معصوم پر صحیح و معیاری تنقید عقلی و شرعی اعتبار سے عبرت اور اصلاح

کا سبب بنتی ہے ۔ جبکہ آپ کے زعم کے مطابق یہ شعار دائرہ اسلام ہی سے خارج کر دیتا ہے ۔ ہمارا مذہب کھلی کتاب کی طرح واضح و روشن ہے ۔ ہم اچھے کو اچھا اور برے کو برا ضرور کہتے ہیں ۔ لیکن گالی گلوچ یا بدتمیزی ہمارے ہاں سخت ممنوع ہے "

حسبنا کتاب اللہ

۵ ۔ "واقعہ قرطاس اور کردار عمرؓ" نامی کتاب میں ہم اس جواب سے متعلقہ تفصیلی گفتگو کر چکے ہیں ۔ اور ثابت کیا ہے کہ یہ جواب قطعی بے محل اور غلط تھا ۔ اس مقام پر اس بحث میں پڑنا برمحل و درست نہیں ہے ۔

اصحاب

۶ ۔ ہم جن لوگوں سے بے زاری اختیار کئے ہوئے ہیں ۔ ان کو رفقائے رسولؐ تسلیم ہی نہیں کرتے ہیں ۔ اور جو فضائل اصحاب النبیؐ سنی سائل نے نشان کرائے ہیں ان کے منکر نہیں ہیں ۔ "ہزار تمہاری دس ہماری" میں اس موضوع پر سیر حاصل گفت شنید سپرد قلم کی جا چکی ہے اور "چار یار" نامی کتاب میں اپنا اصحاب رسولؐ سے پرخلوص و محبت رشتہ مدلل طریقے سے بیان کیا ہے ۔ لہٰذا یہ سارے مناقب و فضائل جو صحابہ کرام کی شان میں ہیں ہم ان کو سر آنکھوں پر اعتقاد کرتے ہیں اور گستاخ صحابہ کو گمراہ قرار دیتے ہیں ۔ لیکن یہ قرآنی فضائل و مدح ان لوگوں پر منطبق نہیں ہوتے ہیں جن کو ہم اچھا نہیں سمجھتے ہیں ۔ کیونکہ یہ مقدس پوشاکیں ان کو پوری آتی نظر نہیں آتی ہیں ۔

جنازہ چھوڑنا

۷ ۔ جنازہ رسولؐ کو چھوڑ کر چلے جانا مولوی مہر محمد صاحب کے شیخ و پیر طریقت قاضی مظہر حسین صاحب نے اپنی کتاب "سنی مذہب حق ہے" میں تسلیم کیا ہے ۔ مگر مرید صاحب اس کو "اتہام بکواس محض" بھی لکھتے ہیں اور پھر فوراً اقرار بھی کرتے ہیں کہ " انصار کے مسئلہ چھیڑنے پر تھوڑی دیر میں انتشار و اختلاف رفع فرما کر واپس آ گئے تھے ۔

اب سوال ہے کہ جب چھوڑ کر گئے ہی نہیں تھے تو پھر واپس آنے کی نوبت

کس طرح آ گئی ؟ عقیدت ، ضد اور تاویل بازیوں سے تاریخی حقائق کو بدلا نہیں جا سکتا ہے ۔ بات بات پر پینترے تبدیل کر کے جھوٹ کو سچ ہرگز نہیں بنایا جا سکتا ۔ آپ حضرات صدیوں سے یہ طبع آزمائیاں کر چکے ہیں اور دن بدن ان میں جدت و ترقی کرتے چلے جا رہے ہیں مگر آپ کے ممدوحین نے جو جال بنے ہیں ان کے دھاگوں میں اضافہ ہی ہوتا جا رہا ہے ۔ نکلنے کی راہیں مسدود ہو رہی ہیں ۔ مگر رہائی کا راستہ آپ کو نہیں مل پاتا ہے ۔ کبھی آپ حسبنا کتاب اللہ کو برمحل جواب قرار دیتے ہیں ۔ کبھی آپ اسے استفہام کی بھول بھلیوں کے نذر کر دیتے ہیں ۔ جب کوئی چارہ نہیں پاتے تو سرے سے انکار واقعہ ہی کر دیتے ہیں کہ نہ رہے بانس نہ بجے بانسری ۔ اسی طرح کبھی آپ وقتی ضرورت کے تحت جنازہ چھوڑنے والوں کا عذر وضع کر کے ان کو اس بدنامی سے نجات دلوانے کی سعی فرماتے ہیں اور کبھی اس قصہ کو وا ہی بلکہ اتہام و بکواس محض کہہ کر گلے میں لٹکے اس طوق گراں کو اتارنے کیلئے ہاتھ پاؤں مارتے ہیں ۔ مگر پیش کوئی نہیں چلتی ۔

اب اگر انصار کے مسئلہ چھیڑنے کو "انتشار و اختلاف" قرار دیتے ہو تو للہ یہ بتاؤ کہ انصار اصحاب رسولؐ کے دائرہ میں تھے یا باہر ؟ ۔ اگر کہا جائے کہ باہر تھے تو خلاف واقعہ ہے اور صحابہ میں داخل سمجھا جائے تو اپنے مصنوعی مذہب کو کیسے بچاؤ گے ۔ ؟

کہ صحابہ کا ایک طبقہ رسولؐ کی آنکھ بند ہوتے ہی انتشار و اختلاف میں گرفتار ہو گیا ۔ اب عدالت صحابہ کی کیا وقعت رہیگی ۔ جو لوگ بعد از رسولؐ چند گھڑیوں میں منتشر و مختلف ہو گئے کہ انہوں نے دفن نبیؐ کا انتظار بھی نہ کیا وہ کس طرح ہدایت کے ستارے کہلوا سکتے ہیں ۔ برا نہ منائیے ۔ آپ کی کہی بات کو دہرا رہا ہوں ۔ اب اپنی اس بے وزن بات کو تول کر دکھائیے کہ :

"ہادی اعظم رسولؐ کے سوا لاکھ صحابہ و شاگردان معاذاللہ مرتد منافق اور بے ایمان کہتے ہیں آپؐ کے ہاتھ پر دس آدمیوں کو بھی مومن و ہدایت یافتہ نہ مان کر مکتب رسالت کی ناکامی کا ڈھنڈورا پیٹتے ہیں"۔ ص۳، ص۴

ابھی تو رسولؐ کو اس دنیا سے رخصت ہوئے چند ساعتیں گزری تھیں تو لوگ انتشار و اختلاف میں مبتلا ہو کر مکتب کی اینٹ سے اینٹ بجانے لگے ہیں۔ اس میں میرا یا کسی دوسرے کا کیا قصور ہے۔ کیا تعلیم کا اثر اتنا عارضی ظاہر ہوا کرتا ہے؟ یا طالب علم کی استطاعت و ظرف کو دیکھے بغیر اساتذہ و درسگاہوں کو مورد الزام ہرگز نہیں ٹھہرایا جاسکتا ہے۔ معلم کا فرض درس دینا ہوتا ہے۔ گھول کر دماغ میں ڈالنا یا زبردستی اس پر عمل کروانا نہیں۔ جماعت میں ہر طرح کے شاگرد ہوتے ہیں۔ اچھے بھی برے بھی۔

لہٰذا ہم پر یہ اتہام کہ ہم رسولؐ کی تعلیم و تربیت کو ناکام کہتے ہیں بہتان عظیم ہے۔ ہمیں دینی تعلیم پر کوئی اعتراض ہے اور نہ ہی معلم پر ہم تو طلباء کی کم ظرفی پر افسوس کیا کرتے ہیں کہ استاد کے رخصت ہوتے ہی ان کی تعلیمات و تدریس کو پس پشت ڈال کر دھینگا مشتی شروع کر کے ان کو ایذا پہنچائی۔ ابن سبا کی بات تب کی جائے جب اس کا وجود ثابت ہو۔ فرضی کردار پر گفتگو کر کے ہم اپنا وقت ضائع نہیں کرنا چاہتے۔

حضرت علیؑ کا جنازہ چھوڑنا آپ کا مفروضہ برمبنی عذارت شرعیہ ہے جو قابل اعتراض نہیں ہے لیکن دوسروں کا سقیفہ نبی ساعدہ جاکر مجمع کرنا کم سے کم کسی بھی شرعی عذر سے معذور نہیں ہوتا ہے۔ ہم اس تاریخی واقعہ پر مزید بحث کر کے کسی کے جذبات کو ٹھیس نہیں پہنچا سکتے۔ ورنہ یہ ایسا دھبہ ہے جس کو جتنا صاف کیا جائیگا اتنا نمایاں ہوتا چلا جائیگا۔ لہٰذا ہم قارئین سے معذرت طلب کرتے ہیں۔ ہم مشتاق رسولؐ و آل رسولؐ ہیں ہمیں اگر کسی پر معمولی سا بھی شبہ ہوتا

ہے کہ یہ موذی تھا بس بتقاضائے محبت اس سے بے زار ہونے پر مجبور ہیں

سنی سائل کا چوتھا خط

(جس میں نجات شیعہ پر مفصل گفتگو کی گئی ہے)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وایاہ نستعین

مکرمی جناب مشتاق صاحب ھداکم اللہ

سلام مسنون۔ محبت نامہ بصد شکریہ وصول پایا۔ اغلاط کی نشاندہی کے جواب میں جو آپ نے راقم کی غلطیاں گنی ہیں۔ "مثلاً خود ساختہ اصطلاح شیعہ صحاح اربعہ اور فی لایحضرہ الفقیہ" نامی عنقا کتاب اور نقص وغیرہم" گزارش یہ ہے کہ آپ کے علم و فہم کا قصور ہے صحاح اربعہ شیعہ میری خود ساختہ اصطلاح نہیں ہے بلکہ شیعہ کی ساختہ کتابیں ہیں جن کو وہ اہل سنت کی صحاح ستہ کے مقابلے میں صحیح اور مرجع دین بتاتے ہیں ان کے نام یہ ہیں۔ نمبر ۱۔ کافی از محمد یعقوب کلینی المتوفی ۳۲۹ھ نمبر ۲۔ الاستبصار نمبر ۳ تہذیب الاحکام از ابوجعفر طوسی المتوفی ۴۶۰ھ نمبر ۴ من لایحضرہ الفقیہ از شیخ صدوق ابن بابویہ قمی المتوفی ۳۸۱ھ اپنے علماء سے پوچھ لیں آخری کتاب کا نام بھی آپ نہ پڑھ سکے غالباً سنا ہی نہیں ہے یہ عنقا نہیں عربی کتب خانوں سے دستیاب ہے اور شیعہ کی اہم ترین قدرے شریف کتاب ہے۔ نقض کا معنی توڑنا یعنی دلائل کا جواب دینا ہے۔ کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ آپ اپنی مبادی کتب اور مروجہ الفاظ تک کے معانی سے ناواقف ہیں۔ مگر راقم کے دلائل سے عاجز آکر یہ فرماتے

ہیں کہ "آپ کا حقیقی مقصد اپنی کہنا ہے میری سننا نہیں"

بھائی جان! میں نے تو شرائط میں آپ کو مساوی حق دے کر نجات شیعہ پر دلائل ادلا مانگے، اپنی کوئی دلیل نہیں دی مگر آپ تمہید ہی میں انداز تحریر دیکھ کر کترا گئے ہیں اور اپنے شروع کردہ مایہ ناز موضوع "نجات شیعہ" کو بدل کر نام اہل سنت کا ثبوت قرآن و حدیث سے مانگنے لگے ہیں۔ گویا اپنے مذہب کے بطلان کا اعتراف کر کے شکست تسلیم کر لی ہے۔ الحمدللہ میں "الدین النصیحۃ" کے طور پر یہ کاوش کر رہا ہوں آپ کی ہدایت کا طالب ہوں۔ اس خلاف امید خط کے بعد بھی آپ کو دعاؤں سے نہیں بھلایا۔ نالہ صبح گاہی میں افغانستان کے مظلوموں کے بعد آپ کو بھی یاد کیا ہے۔ سنی و محمدی اسلام کی طرف آپ کے پلٹنے سے مایوس بھی نہیں ہوں گو آپ کا یہ خط میرے دلائل پر غور نہ کرنے اور معروضات نظر انداز کر دینے کی اطلاع فراہم کرتا ہے میں آپ سے بلاوجہ بدظن نہیں ہوں نہ نیک خیالی اور پر خلوص نیت کی کمی ہے یہ جناب کا ظن فاسد[۴] مجھے تکلیف دہ ثابت ہوا۔ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ، "آپ کے خیال میں سنی و شیعہ مذہب میں بڑا اختلاف یہی مطاعن کا ہے جس کا جواب دے کر تشفی کرنا تو کجا ہم (سنی) سننا بھی گوارا نہیں کرتے تو پھر سلسلہ افہام و تفہیم کس طرح برقرار رہ سکتا ہے"۔

گزارش یہ ہے کہ اس میں تو آپ نے اعتراف کر لیا کہ اہل سنت والجماعت تولا اور محبت اہل بیت میں شیعہ سے کم نہیں[۳]۔ ہاں شیعہ کی بنیاد صحابہ کرام کے مطاعن اور بغض و عناد پر ہی ہے اور سنی اس سے انکاری ہیں۔ ذرا اسی نکتہ پر غور کریں تو حق و باطل سمجھ میں آسکتا ہے۔ منفی بنیاد اور جماعت رسولؐ سے بغض و عناد پر مبنی مذہب کیسے

برحق ہو سکتا ہے؟ اور جماعت رسولؐ سے دفاع کرنے والا اور ان کے خود ساختہ معائب و غیبت نہ سن سکنے والا ناحق کیسے ہو سکتا ہے؟

مطاعن کا تشفی بخش جواب

جہاں تک جواب دینے اور تشفی کرانے کا مسئلہ ہے اہل سنت کی بیسیوں ضخیم کتابیں آج بھی بازار سے دستیاب ہیں۔ خالی الذہن ہو کر تحفہ اثنا عشریہ، نصیحۃ الشیعہ، ہدیۃ الشیعہ، ہدایۃ الشیعہ، منہاج السنۃ، المنتقیٰ من المنہاج وغیرہ کا مطالعہ کریں، بشرطیکہ اخلاص اور حق پرستی کی نیت ہو۔ صرف تین باتیں ذہن میں رکھیں ایک یہ کہ وہ جیسے بھی تھے بہر حال جماعت رسولؐ تھے۔ رسولؐ خدا نے ان تلامذہ کی تعلیم و تربیت کی تھی۔ منہ کے تحت ان کا تزکیہ رسولؐ پاک نے کیا اور ان کی ضلالت کو ہدایت سے بدل دیا پھر اللہ نے سینکڑوں آیات میں رضا، جنات النعیم، دین و دنیا میں کامیابی کی بشارات کے علاوہ سیرت و کردار کی صفائی کی اطلاع بھی یوں دی

وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ وَزَيَّنَهٗ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَكَرَّهَ اِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الرّٰشِدُوْنَ

(اے جماعت رسولؐ) لیکن تمہیں ایمان محبوب بنا دیا اور اسے تمہارے دلوں میں سجا دیا اور کفر و فسق اور نافرمانی کی نفرت تمہارے دلوں میں ڈال دی یہی لوگ تو ہدایت یافتہ ہیں

علام الغیوب نے ان کے مافی الضمیر ایمان اور اخلاص کی گواہی بھی یوں دی یَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا۔ وہ اپنے رب کا فضل اور رضا چاہتے ہیں۔ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ۔ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ۔ یہی لوگ سچے ہیں یہی تو ایمان دار ہیں ان کے لئے بخشش اور بہت اچھا رزق

---

[۵] کیا بیہودہ عسکریوتی خواری علیؓ کا بھی لحاظ ہو گا۔

ہے ۔ بتقاضائے بشریت اگر احد وحنین میں ان سے غلطی ہوئی تو معافی کی سند بھی دے دی ۔ وَلَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ ونقد عَفَا اللّٰهُ عَنْهُمْ ثُمَّ اَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَعَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِلٰى تا وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۔ پھر اللہ نے اطمینان قلب اپنے رسولؐ اور ایمان والوں پر اتارا تا اللہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے ۔ ان میں انفاق و جہاد و ہجرت اور سبقت الی الاسلام میں مراتب کے لحاظ سے گو ہر قسم کے افراد تھے مگر سب کے سب تنقید سے بالا حسنیٰ اور جنت والے تھے

لَا يَسْتَوِيْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ اُولٰٓئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِيْنَ اَنْفَقُوْا مِنْ بَعْدُ وَقَاتَلُوْا وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى (حدید)

فتح مکہ سے پہلے ایمان لاکر جہاد کرنے والے اور خرچ کرنے والے تم سے بعد والوں کے برابر نہیں یہ لوگ درجہ میں ان لوگوں سے بہت بڑے ہیں جنہوں نے بعد میں انفاق و جہاد کیا اللہ نے ہر ایک سے بھلائی جنت کا وعدہ کیا ہے ۔

گو ان کی کثرت اور ترقی کو دیکھ کر کفار جلتے تھے ۔ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ۔ اور ان کے ہمنوا اور متبع مکتب رسالت کے ایک ایک سٹوڈنٹ اور فاضل سے جلتے اور ان کے مطاعن کو اچھالنا بے پر کی اڑانا ہی بہت بڑی خدمت اہل بیت رسالت سمجھتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ کو انہی پر ناز تھا ان ہی کا وجود نصرت خدا یا پیغمبرؐ تھی ۔ ان کے تیار ہو چکنے کے بعد حضورؐ کی ضرورت دنیا میں نہ رہی ۔ تیاری الی الآخرت کا حکم دیا گیا

اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا ۔ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ ۔

جب اللہ کی مدد آجائے اور مکہ فتح ہو جائے اور آپ لوگوں کو اللہ کے دین میں فوج در فوج داخل ہوتا دیکھ لیں تو اپنے رب کی پاکی اور تعریف کریں اور بخشش مانگیں ۔

اب ایسے پاکیزہ صفات لوگوں پر مطاعن کرنا یا جھوٹی تاریخ و روایات چھان

چھان کر مثلیں[1] تیار کرنا دراصل قرآن و سنت کا انکار ہی کرنا ہے ۔ اگر پہلے سے ابوجہل کی طرح ان کے ساتھ ایک بغض رکھا جائے تو ان آیات سے بھی شفا اور تشفی حاصل نہیں ہو سکتی اور اگر ان آیات سے عقیدت کی بنیاد استوار کی جائے تو کسی تاریخ و روایت سے ان پر طعن کا شجر خبیثہ لگایا ہی نہیں جا سکتا[2] ۔ جب قرآن و سنت کی تعلیم سے عام مسلمان پر بدظنی، طعن تراشی، غیبت کرنے، طعنہ دینے، بدلقب رکھنے، نام بگاڑنے اور گزشتہ عیب کا الزام دینے سنانے کی اجازت نہیں تو ان قدوسی صفات، حزب اللہ و حزب رسول پر بھی کسی گرفت کی بدرجہ ایک بٹے لاکھ $\frac{1}{100000}$ بھی گنجائش نہیں ۔ ان کے مطاعن برآمد کرنے والے اگر ان کے قرآنی مناقب و فضائل نظر انداز کر کے اپنی پختہ بدظنی کی بنا پر جوابات سے مطمئن ہوں یا نہ ہوں بہر حال اللہ نے ان کے لئے دعائے مغفرت کرنے اور کینہ و کدورت دل سے نکال پھینکنے کو ہی شرط ایمان اور اسلام قرار دیا ۔ سورت حشر ع ابس لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِيْنَ الآیۃ میں الف لام استغراق کا ہے یعنی تمام افراد مہاجرین اور انصار سے عقیدت و محبت واجب ہے ما شما کو اللہ نے یہ تعلیم دی ہے

وَالَّذِيْنَ جَآءُوْا مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ

(مال فے صرف ان مسلمانوں کا حق ہے) جو ان (مہاجرین اور انصارؓ) کے بعد آئیں وہ یوں دعا مانگیں اے ہمارے رب ہمیں بخشش دے اور ہمارے ان (مہاجرین اور انصارؓ) بھائیوں کو جو ہم سے پہلے مومن ہو گزرے اور ہمارے دلوں میں ان مومنوں کے متعلق کینہ اور دشمنی نہ رکھ ۔ اے ہمارے رب تو بڑا شفیق اور مہربان ہے ۔

دوسری بات یہ ملحوظ خاطر رہے کہ اکابر اہل بیتؓ بھی ان آیات پر عامل تھے اور ان کا سینہ

---

[1] "مثلیں" صحیح ہے ۔ [2] یعنی سنیت کا مدار محض عقیدت ہے نکہ مُتد بر شجر ممنوعہ ہے ۔

بے کینہ اس غل و عناد سے پاک تھا۔ ان کے حب داروں کو بھی اسی جذبہ محبت سے صحابہ کرامؓ کی سیرت و کردار کا مطالعہ کرنا چاہیے خصوصاً حضرات خلفاء ثلاثہؓ، امہات المومنینؓ اور دیگر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم، کی قریبی رشتہ داریاں تھیں تو ایمان، ہجرت نصرت رسولؐ کے علاوہ صلہ رحمی بھی محبت کا قوی سبب ہے۔

۳۔ تیسری بات یہ ذہن میں رہے کہ قرآن کریم نے ان کی غلطیوں سے سکوت کیا ہے۔ احیاناً ذکر کے ساتھ معافی اور جنت کی بشارت دے دی ہے اگر ان میں اختلاف وقتال ہو جائے تو صلح صفائی کرنے کی وصیت کی ہے فَاَصْلِحُوْا بَیْنَ اَخَوَیْکُمْ۔ (الحجرات) نیز ان کا اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ ۔ سے تعارف کرایا ہے اور تاریخ اور سیرت ان کے محبت آمیز مسے واقعات سے لبریز ہے مثلاً حیات صحابہؓ (۱ جلدیں) از مولانا محمد یوسف رئیس التبلیغ خیر جوئی کی نیت سے مطالعہ کریں۔ اب اگر مشاجرات صحابہ کی آڑ میں تاریخ سے قرآن و سنت کے مخالف ہو کر ان کے عیوب و مطاعن ہی بنیاد ایمان بنا لئے جائیں اور قرآن و سنت کی بھی وکالت صفائی نہ مانی جائے تو بتلایئے کہ کفر ونفاق کس چیز کا نام ہے۔؟

منافقوں کا انجام

رہا یہ شبہ کہ قرآن میں منافقوں کا ذکر آیا ہے اور وہ اصحابِ رسولؐ میں ملے جلے تھے تو ان پر اعتماد نہ رہا تو گزارش یہ ہے کہ منافقوں کے ہم بھی دشمن ہیں اور ان کو بدترین جہنمی مانتے ہیں مگر قرآن و سنت اور سنی و شیعہ کے کم از کم دو معتبر محدثین "مفسرین" سیرت نگاروں کی شہادت سے آپ یا آپ کے ہم مشرب علماء ناموں کی تعیین بتاتے جائیں میں دستخط کرتا جاؤں گا۔ اور بہت خوش ہوں گا۔ شکریہ میں انعام تک پیش کروں گا کہ یہ صحیح خدمت دین ہوگی۔ لیکن اگر آپ ایسا نہیں کر سکتے

ـــــــــــــــــــــــــــــ

لہ غلطی ہے ۔

کہ منافقوں کا چند اشخاص کے سوا اللہ نے نام و نشان بھی صفحہ ہستی سے مٹا دیا اور وہ وَیُعَذِّبَ الْمُنَافِقِیْنَ اِنْ شَآءَ اَوْ یَتُوْبَ عَلَیْھِمْ (احزاب)، اگر اللہ چاہے تو منافقوں کو عذاب دے یا چاہے تو ان کو توبہ اور ایمان کی توفیق دے دے کے مطابق یا دوہرے عذاب کے مستحق اور اَیْنَمَا ثُقِفُوْٓا اُخِذُوْا وَقُتِّلُوْا تَقْتِیْلًا۔ سے ختم ہوئے یا ان کو اللہ نے توبہ صالح اور ایمان کی توفیق دیدی اور ان کی پارٹی ختم ہوگئی۔ جیسے کسی نظریاتی پارٹی کو ختم اسی طرح کیا جاتا ہے۔ تو پھر ایسی آیات کی آڑ میں تمام اصحابؓ رسولؐ ۔ چند تلامذہ علیؓ کے سوا۔ کو غیر معتبر اور ایمان و اعمال صالحہ سے محروم کیوں مانتے ہیں۔ کیا اصحاب علیؓ میں خوارج و نواصب کی طرف سے آپ یہ تفریق و طعن تراشی مان سکتے ہیں۔ اگر نہیں۔ کیونکہ دین و تعلیم مرتضوی کا خاتمہ ہو جائے گا اور حضرت علیؓ سے دشمنی بن جائے گی تو ٹھیک اسی دلیل سے ہم اصحاب رسولؐ کی عزت و توقیر پر نفاق کا حملہ اور الزام سننا برداشت نہیں کر سکتے۔ کیوں کہ آپؐ کی تعلیم و تربیت کا خاتمہ ہوگا دین اسلام کا جنازہ اٹھے گا اور حضرت رسولؐ سے ابوجہل کی سی دشمنی بن جائے گی۔ اگر پنجاب یونیورسٹی یا ایجوکیشن بورڈ کا نتیجہ برآمد ہو مثلاً سوا لاکھ امیدواروں میں سے ایک ہزار یا پانچ سو ناکام بتائے جائیں ایک عامی شخص کو ناموں کی تعیین دستیاب نہ ہو سکے تو کیا پروپیگنڈا کرنا صحیح ہوگا کہ ۵۔ ۷ اول آنے والے امیدواروں کے سوا۔ جن کو پرنسپل جامعہ سے رشتہ داری اور خصوصی قرب حاصل ہے کسی کی بھی ایم اے یا گریجویشن کی سند معتبر نہیں ہے۔ اور پھر محکمہ تعلیم۔ جامعہ۔ یا پرنسپل جامعہ پر کیا اعتماد رہے گا اور اس نظام تعلیم کو کون معتبر یا سچا کہے گا۔

محترم مشتاق صاحب! یہاں تک آپ کی سب سے بڑی الجھن "مطاعن" کا تشفی بخش اصولی جواب دینے کی ادنیٰ کوشش کی گئی ہے آپ مزید مطالعہ فرمالیں ہدایت اللہ کے قبضے میں ہے۔ اب آپ کے اصل سوال کے جواب حاضر خدمت ہیں۔

ـــــــــــــــــــــــــــــ

لہ غلطی ہے "بتائے" ہوگا

اہلسنت والجماعت کا قرآن سے ثبوت

بحمد اللہ ہم اور ہمارے اکابر اصحاب اہل بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم برحق ہیں غلط مبحث کر کے اگر الٹ پلٹ سوال بھی کر دیئے جائیں تو ہم انشاء اللہ جواب دے سکتے ہیں کیونکہ ہمارا خوشبودار سرخ سیب چاروں طرف سے اور اندر سے بھی بے داغ ہے۔ ہمارا "مسلمان" نام حضرت ابراہیم علیہ السلام نے رکھا پ۱۷۔ رکوع ۱۷ مومنین کا لقب اللہ نے بیسیوں آیات میں بخشا ہے۔ لَقَدْ مَنَّ اللّٰہُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ پ۴ ع ۸) اہل سنّت سے مراد سنّت نبوی والے ہیں اور نبی سے تعلیم و تزکیہ اور قرآن و حکمت سیکھ کر دنیا کو پڑھانے والے لوگ مراد ہیں۔ انبیاء کی طرف سنّت کی نسبت قرآن نے کی ہے ا۔ سُنَّۃَ مَنْ قَدْ اَرْسَلْنَا قَبْلَکَ مِنْ رُّسُلِنَا وَلَا تَجِدُ لِسُنَّتِنَا تَحْوِیْلاً۔ سنّت ان انبیاء اور رسل کی (برحق ہے) جن کو ہم نے آپ سے پہلے بھیجا اور ہماری سنت میں آپ تبدیلی نہ پائیں گے۔ ۲۔ سُنَّۃَ اللّٰہِ فِی الَّذِیْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ..... اَلَّذِیْنَ یُبَلِّغُوْنَ رِسَالَاتِ اللّٰہِ ۔ الخ احزاب (بے حرج اپنا حکم منوانے کی) سنت الہٰی ان لوگوں میں رہی جو پہلے ہو گزرے اور اللہ کے احکام پہنچاتے تھے۔ سنت سے مراد طریقہ رسول ہے جس کی اتباع و اطاعت کا ذکر و حکم سینکڑوں آیات میں اللہ نے کیا ہے۔ تو جب سنّت اللہ اور سنت رسول کا حکم و ثبوت قرآن میں قطعی ہے تو ہم اس کے پیروکار اور مضاف ہو کر اہل سنت کہلاتے ہیں۔ تو لفظ اہل تو اضافت اور "والا" کے معنوں میں ہے جیسے ایک مسلمان مومن کی صداقت "اہل اسلام اور اہل ایمان" کا لفظ قرآن سے دکھا سکنے پر موقوف نہیں ہے۔ اسی طرح سنی کی صداقت بھی لفظ اہل دکھانے پر موقوف نہیں "سنّی سنت نبوی کی طرف نسبت ہے کہ اس کا دین خدا سے چلا ہے جیسے امامی اثنا عشری کی نسبت ۱۲ آئمہ کی طرف ہے کہ ان کا دین رسول خدا کے بجائے علم لدنی والے صاحبان وحی، حلال و حرام میں مختار

غیر شاگردان رسول سے چلا ہے۔ رہا "والجماعۃ" کا ثبوت تو اللہ تعالیٰ نے پ۵ ع ۱۴ میں مخالفت رسولؐ کے علاوہ سبیل المومنین کی اتباع نہ کرنے کو بھی جہنم جانے کا سبب بتایا ہے۔ معلوم ہوا کہ سنت رسولؐ کے ساتھ سنت مومنین (جماعت صحابہ کرامؓ) کی اتباع بھی لازمی ہے۔ تو مسلمانوں کو والجماعۃ بھی ہونا چاہیے۔ جماعت کے راستے کا تارک و مخالف بہ نصِ قرآنی جہنمی ہوا۔ نیز پ۱۱ ع ۲ کے شروع میں مہاجرین و انصار کے متبعین کو بھی اللہ سے وَالَّذِیْنَ اتَّبَعُوْھُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ وَاَعَدَّ لَھُمْ جَنّٰتٍ الخ (جن لوگوں نے نیکیوں میں مہاجرین و انصار کی پیروی کی اللہ ان سب سے راضی ہوا وہ اللہ سے راضی ہوئے اور خدا نے ان کے لئے جنت تیار کی ہے) فرما کر اہل جنت و رضوان بنایا ہے۔ معلوم ہوا برحق مذہب قرآنی و سنّت نبوی و سنّت صحابہ والا اہل سنت والجماعت ہی ہے۔ صحاح ستہ میں سے بخاری مسلم ترمذی ابوداؤد تسمیہ اہل سنت والجماعۃ کا قطعی ثبوت ہے۔ مگر خط میں اس کا بیان طوالت سے خالی نہیں۔ آپ عنقریب انشاء اللہ "ہم سنّی کیوں ہیں" میں ملاحظہ فرمائیں گے۔

مذہب شیعہ کی اخلاقی تصویر

آپ کے اعتراف کے مطابق ہم بحمد اللہ اہل سنت ہونے کے دعویدار ہیں۔ اور سنت رسولؐ یہ ہے کہ حضورؐ پاک اپنی شان میں گستاخیاں خندہ پیشانی سے برداشت کرتے تھے اور آپ کے اسوہ حسنہ کی یہ مثال اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بے مثل صبر ہی تبلیغ دین میں پرسرعت اضافہ کا سبب بنا۔ تحدیث نعمت کے طور پر کہہ رہا ہوں کہ تا ہنوز آپ سے اور آپ کے شیعہ بھائیوں سے بہت کچھ گالی گلوچ سن چکا ہوں اگر میں ان کے وہ خطوط ظاہر کروں تو شیعہ دین اور اخلاق و تہذیب کا ماتم کرنا پڑے گا۔ مگر میں نے جواباً نہ گالی دی نہ بددعا اور پھٹکار کی۔ آپ کو بھی چاہیے کہ آنحضرتؐ کے بے مثل صبر سے تبلیغ دین میں پرسرعت سے اضافہ" کا قول حسن جزو ایمان بھی بنالیں۔ اور ہزاروں صحابہ کرامؓ کو مومن صادق نفاق

پاک ہدایت یافتہ مان لیں تاکہ آپکی بات واقعی سچی ہو اور میری یہ شب بیداری کی محنت انجام بخیر ہو۔ آمین۔ میں ایک حد تک آپ کے شیعہ بھائیوں کی بدگوئی میں معذور بھی سمجھتا ہوں کہ گستاخی معاف! ان کو ملاء اعلیٰ سے ہی یہی اخلاق حسنہ اور عادات طیبہ ورثہ میں ملی ہیں۔ ڈرتے ہوئے۔ نقل کفر کفر نہ باشد۔ چند مثالیں پیش کرتا ہوں۔

۱۔ نہج البلاغہ جیسے شیعہ کے مقدس صحیفہ اور شیعہ عقیدہ سے پتہ چلتا ہے۔ کہ حضرت علیؓ خلافت کے خواہش مند تھے۔ جب دس ووٹ بھی آپ کو نہ ملے تو خلافت راشدہ سے لاتعلق اور ناراض ہو گئے۔ ان کے خلاف ریشہ دوانیاں کرتے ہوئے خفیہ جماعت کی بنیاد ڈالی۔ مہاجرین اور انصار کی خوب غیبت کی برا بھلا کہا۔ آپ کی جماعت نے حضرت عثمان ذوالنورین کو شہید کر کے جب حکومت آپ تک پہنچائی تو طلحہ و زبیر جو آپ کے قدیمی رفقاء تھے اور حضرت امامہ بنت زینب بنت النبیؐ کو آپ کے ساتھ بیاہ دینے میں حضرت ابوالعاصؓ کے وصی تھے۔ تک کو معاف نہ کیا اور چالاک لومڑی وغیرہ کہہ کر مذمت کی۔ پھر آپ کے ایک حب دار ساتھی عمرو بن جرموز نے آپ کو شہید کر دیا۔

۲۔ حضرت حسنؓ جلاء العیون وغیرہ کے مطالعہ کی روشنی میں سالانہ حضرت معاویہ کے پاس شاہی دورہ کرتے لاکھ روپیہ سالانہ وظیفہ ملتا مگر اپنے ہی خواہوں میں حضرت معاویہ کو جلی کٹی بھی سناتے تھے۔ ۳۔ حضرت حسینؓ لوگوں سے محبت کرتے مگر کافی کی روایت کے مطابق ایک دفعہ سنی کا جنازہ پڑھا تو یہ بددعا کی اے اللہ اس کی قبر کو آگ سے بھر دے۔ الخ۔

۴۔ حضرت عروہ بن زبیر نے مسجد نبوی میں حضرت زینب بنت پیغمبرؐ کا سفر ہجرت میں گر کر زخمی ہونا۔ حمل ساقط ہونا، پھر طویل عرصہ بیمار رہ کر وفات پانا بیان کیا تو حضرت زین العابدینؒ تلوار لے کر قتل کرنے آ گئے۔ کہ یہ واقعہ بیان نہ کرو ہماری دادی سیدہ فاطمہؓ کی شان کم ہو جائے گی۔ ۵۔ ایک امام کا ارشاد ہے کیا ہی ملعون امت ہے۔ یہ امت خنزیر ورد جیسی ہے۔ (کافی جلد ۱ ص ۲۳۷)

۶۔ حضرت جعفر صادقؑ فرماتے ہیں۔ یا ابا حمزۃ واللّٰہِ اِنَّ النَّاسَ کُلَّھُم اَوْلَادُ البَغَایَا مَا خَلَا شِیْعَتَنَا (روضہ کافی ص ۲۸۵۔) اللہ کی قسم ہمارے شیعوں کے سوا دنیا کے سب لوگ کنجریوں کی اولاد ہیں۔

۷۔ امام عصر حضرت مہدی جب تشریف لائیں گے تو صرف ۳۱۳ مومن ان کی بیعت و حمایت کریں گے۔ باقی سب سنی و شیعہ لوگوں سے وہ جنگ کریں گے۔ وہ روضہ نبوی (معاذ اللہ) گرا کر ابوبکر و عمرؓ کی لاشیں نکالیں گے وہ صحیح سالم ہوں گی۔ خشک درخت پر لٹکائیں گے وہ سرسبز ہو جائے گا۔ (کافی) (یہ زندہ کرامت بھی شیعہ کو ان کی بزرگی کا قائل نہیں کر سکتی) وہ اپنی نانی ام المومنین عائشہ کی لاش نکال کر ان کو بھی درے لگائیں گے۔ (معاذ اللہ) (حیات القلوب)

۸۔ حضرت صادق فرماتے ہیں اہل شام (حضرت معاویہ وغیرہ مسلمان) رومیوں (عیسائیوں) سے بدتر ہیں اور اہل مدینہ مکہ والوں سے بدتر ہیں اور اہل مکہ خدا کے منکر ہیں دوسری روایت میں ہے کہ اہل مکہ کھلے کافر اور مدینے والے ان سے ستر گنا پلید ہیں (اصول کافی جلد ۲ ص ۴۱۰) کہاں تک یہ گالیاں نقل کروں کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ کیا یہی وہ آئمہ اہل بیت ہیں جن کو خدا نے نبی کے بعد مامور یا شریعت کیا ہے۔ مرزا قادیانی کی مغلظات سے مقابلہ کیجیے یقیناً آپ کے آئمہ غالب علی کل غالب ہیں۔ اہل سنت کی تحقیق میں مذکورہ بالا سب امور آئمہ پر بہتان ہیں۔ وہ بالکل سنی عقیدہ و مذہب پر تھے مگر شیعہ لٹریچر اور مذہب ہر دور میں ان بزرگوں کا یہی تعارف کراتا آرہا ہے۔ کفار سے سب وشتم کھانے والے پیغمبر کریمؐ کے تابعدار اہل سنت کا صبر و تحمل واقعی قابل داد ہے کیا اتنی گالیاں سننے کے باوجود آئمہ اہل بیتؓ سے بدظن نہیں۔ نہ ان کو برا کہتے ہیں بلکہ حتی الامکان صحیح ثابت امور میں ان کی اتباع کرتے ہیں اور رشتہ رسولؐ کی بنا پر محبت ہی کرتے ہیں

۔ شیعہ کی طرح نہیں کہ جس بات میں ان کو اپنے خلاف پایا۔ معاذ اللہ حرامی اور کتے سے بدترین بنا ڈالا جیسے نور اللہ شوستری نے مجالس المومنین ج ۲ ص ۴۵ میں

اولاد علیؓ کو صاف صاف کہا ہے۔ یہ تو خواص کا اخلاقی پہلو تھا۔ عوام کالانعام تو ادر مادر پدر آزاد ہیں۔ راقم کو ذاتی تجربہ بار بار ہوا کہ جب کسی باریش کو دیکھتے ہیں مزاحیہ اشارے اور طنز کرتے ہیں کہ اوا دمولی جارہا ہے"۔ جیسے اللہ نے ان کے اسلاف اور دشمنان اصحاب محمد کا حال یہ تبلایا وَاِذَا مَرُّوْا بِهِمْ يَتَغَامَزُوْنَ ﴿۳۰﴾۔ جب وہ ان (اصحاب رسولؐ) سے گزرتے ہیں تو اشارے کرتے ہیں۔ گزشتہ سال راقم سپر ایکسپریس کراچی سے واپس آرہا تھا حیدر آباد کے پلیٹ فارم پر نماز عشاء پڑھنے لگا کہ نوجوانوں کا غول مجھے دیکھ کر سامنے بھنگڑا ناچ ناچنے لگا۔ اور نعرہ لگاتا تھا یا علی مدد یا علی مدد۔ اس کے سوا آخر میں نے کیا قصور کیا تھا کہ اپنے خالق کے سامنے اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۔ پر عامل تھا مگر اس (ابوجہل کی) پارٹی نے وَاِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَحْدَهُ اشْمَاَزَّتْ قُلُوْبُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ وَاِذَا ذُكِرَ الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ (زمر) کا مظاہرہ کیا۔ (جب صرف اللہ کو یاد کیا جائے تو آخرت کے منکروں کے دل سکڑ جاتے ہیں جب اللہ کے سوا اور ہستیوں کو یاد کیا جائے تو خوب خوش ہوتے ہیں) وَاِنَّهٗ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ يَدْعُوْهُ كَادُوْا يَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِ لِبَدًا۔ (جب وہ اللہ کا بندہ پیغمبر کھڑے ہو کر رب کو پکارتا ہے تو یہ حملہ آور ہونا چاہتے ہیں) کا فرض منصبی ادا کیا۔ جو شتم نامے راقم کو ملتے ہیں ان میں سے ایک تازہ خط میں چھ صفحات کی گالیوں میں بار بار یہ ایمان سوز فقرے لکھے ہیں "تو آپ ابوبکر، عمر، عثمان، معاویہ، عائشہ، یزید، شمر، ابن زیاد، عبدالقادر جیلانی، ابن ملجم، ہندہ اور حفصہ وغیرہم کو مانتے ہیں اور ہم ان پر صبح و شام اٹھتے بیٹھتے لعنت کرتے ہیں" آپ لوگوں کو بخوبی علم ہے کہ شیعہ حضرات صبح آنکھ کھلتے ہی کلمہ پڑھنے کے بعد ان تینوں (خلفاء ثلاثہ رضی اللہ عنہم و غضب علی من سبہم) پر لعنت کرتے ہیں اور سارا دن کرتے رہتے ہیں۔ نیاز کھاتے ہیں تو پہلے ابوبکر، عمر، عثمان پر لعنت کرتے

ہیں (معاذ اللہ) پھر کھاتے ہیں"

میرے محترم! کیا یہی مذہب سچا اور ناجی ہے۔ کہ حضور علیہ السلام کے یاروں، خسروں، دامادوں، بیویوں، بیٹیوں (بصورت نفی نسب!) اور بعض اولاد کو دن بھر گالیاں ہی دی جائیں۔ جبکہ گالی دینا اور برا بھلا کہنا ایسا اخلاقی جرم اور کمینہ پن ہے کہ ہر مذہب میں قابل نفرت اور حرام ہے۔ تعجب پر تعجب ہے کہ حضرت نبیؐ و اصحابؓ و آل نبی پر صلوٰۃ وسلام والا دین آپ چھوڑ کر لعنتیوں کے گروہ میں جا ملے اور ان کی صفائی اور صداقت میں رسولؐ پاک کی تعلیم و تربیت میں مدرسہ رسالت کی ناکامی اور بعض آل و تمام صحابؓ کی مذمت اور برائیوں پر درجن بھر کتابیں لکھ دیں۔ العیاذ باللہ ثم العیاذ باللہ۔ ثم العیاذ باللہ۔ ذرا غور کیجیے! اب محمدؐ کے دربار میں حضورؐ کو کیا منہ دکھلاؤ گے۔؟ آپ کی بیوی بیٹیوں، مذہبی دوستوں اور رشتہ داروں کو موضوع سخن بناؤں آپ بھڑک اٹھیں گے۔ کوئی شخص میرے اہل خانہ کے متعلق لب کشائی کرے زبان کاٹی جائے گی مگر کیا معلم غیرت حضور علیہ السلام اور آپ کے رب ذوالجلال کو غیرت نہیں آئے گی کہ ان کی مقدس ہستیوں پر صبح و شام رب کا رزق کھاتے پیتے وہ لوگ گالیاں دیں۔ کہ جو بعض بزرگان اہل بیت کو اعلانیہ[1] خدا اور رسول کی صفات میں شریک کریں۔ بے نماز۔ بے شرع ہو کر بد اخلاقی گالی گلوچ متعہ بازی اور نسب و نسبت پر فخر کو ہی اپنا دین بنا لیں۔ فوا اسفا۔

میرے محترم! حضرت ابراہیم و اسماعیل کے نسب و اولاد کے سادات کفار و قریش حضور علیہ السلام کی زبانی توحید الٰہی اور آپ کی جماعت پر مشتعل ہو کر ہر قسم کے مظالم اور کمینہ حرکات ان پر روا رکھتے تھے مگر کسی تاریخ و سیرت کی کتاب میں یہ نہ ملے

---

[1] علانیہ ہونا چاہتے۔

گاکہ انہوں نے شرم و غیرت کے لحاظ سے حضورؐ کو روحانی اذیت پہنچائی ہو کہ آپ کی بیٹیوں اور حرم خانہ کو بری نگاہ سے دیکھا یا بدزبانی اور لعنت بازی کا نشانہ بنایا ہو۔ کیا ہم کہہ سکتے ہیں کہ لکھنو سے لے کر نجف تک کے شیعہ مجتہدین اور مولفین اور ذاکر و واعظین چشم فلک سے بھی مستور حرم نبوی اور اہل خانہ رسالت کو تقریر و تحریر میں بدزبانی اور تبرا کا نشانہ بناتے ہیں۔ وہ ابو جہل عتبہ و شیبہ سے بھی اخلاق میں گندے ہیں۔؟ کیا یہی صفات اور مذہب والے اپنے ناجی ہونے پر یقین رکھتے ہیں؟ اَيَطْمَعُ كُلُّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ اَنْ يُّدْخَلَ جَنَّةَ نَعِيْمٍ كَلَّا۔ آپ نے اہل سنت کی دلآزاری میں بہت کچھ لکھا ہے کیا اہل سنت بھی آپ کو اپنے اکابر سمیت گالیوں لعنتوں سے بھرپور خطوط لکھے ہیں؟ یہ تو عوام کا اخلاق تھا رہے وہ لوگ جو اہل بیت کی آڑ میں عوام کو دھوکہ دے کر برسراقتدار آئے اور لاکھوں بے گناہ مسلمانوں کے خون سے دریا بہائے جیسے ابن زیاد (شیعہ علی)، مختار ثقفی، معز الدولہ، فاطمین مصر ابن علقمی اور ہلاکو خان، تیمور لنگ، شاہان صفویہ، نادر شاہ، اسکندر مرزا، یحییٰ خان اور جناب بھٹو سمیت کی کیا شکایت کریں کہ ان کے دور میں کفار کو چشم زخم نہ پہنچا مسلمان کا خون بہتا رہا۔ مذہب کے نام پر برسر اقتدار آنیوالے شیعہ کے تیرھویں امام علامہ خمینی صاحب۔ جن کے نام کا کلمہ لا الہ الا اللہ الامام الخمینی (آیت اللہ) کراچی کے اخبارات میں چھپا اور ان کی ذرہ بھر مخالفت کفر گنی جاتی ہے۔ خون آشامی میں اپنے پہلوں سے کم نہیں کہ ہزاروں مسلمانوں کی لاشوں سے گزر کر جب اقتدار پایا تو ذرا سیاسی اختلاف سے سینکڑوں اعلیٰ افسروں اور ہزاروں افراد کو بھی قتل کرایا پھر تا ہنوز ۱۰ دس ہزار سنی مسلمان ان کی بے رحم تلوار کا لقمہ بن چکے ہیں کہ رمضان شریف میں بھی ان پر بمباری کی گئی۔ فرمایئے یہی فقہ جعفریہ اور شیعہ شریعت دخول جنت کی ضامن ہے؟ دو سال سے یہاں شیعہ علماء و عوام فقہ جعفری کے نام پر حکومت اور قانون اسلام کو خوب گالیاں دے رہے ہیں کیا یہاں کی سنی حکومت نے کسی

ایک شیعہ کو بھی شہید یا زخمی کیا۔ یہیں سے آپ اندازہ لگالیں کہ درایۃً سچا صابر متحمل ہمدرد انسانیت اور منصف کون ہے۔ اور جھوٹا بے رحم اور انسانیت کش کون ہے؟

مذہب شیعہ ضامن نجات نہیں

محترم ما! اس طویل تمہید کو معذرۃً سمیٹتے ہوئے اب میں گزشتہ خط میں مذکورہ بارہ شرائط کی روشنی میں شیعہ عقائد پر تبصرہ اور غیر ناجی ہونے پر کچھ دلائل عرض کرتا ہوں کیونکہ آپ تو فرار ہو گئے اب میری باری ہے۔

عزیز من! میرا دعویٰ ہے کہ عصر حاضر کے شیعہ۔ جن کی نجات اور ترقی کا آج پروپیگنڈہ ہو رہا ہے۔ توحید الٰہی۔ حضورؐ کی حیثیت رسالت۔ قرآن کی ہدایت پر ایمان ہی نہیں۔ اہل بیت رضؓ سے وفا اور ان کی اتباع ہی نہیں لہٰذا شیعہ نجات یافتہ نہیں ہو سکتے۔ ذرا غور و فکر اور ٹھنڈے دل سے مطالعہ فرمایئے۔

۱۔ اسلامی توحید یہ ہے کہ اللہ کے بغیر کوئی الٰہ نہیں۔ قرآنؐ نے کے پہلے صفحہ پر اللہ الٰہ کا معنیٰ یہ سمجھایا ہے کہ جو بارش برسائے، فصل اگائے، زمین برقرار رکھے، دریا بہائے، پہاڑ ٹکائے، دکھی عوام کی فوق الاسباب فریاد سنے اور مصائب ٹالے، زمین میں لوگوں کو ایک دوسرے کا جانشین بنائے، خشکی اور سمندر میں گمشدگان کو راہ دکھائے، ہوائیں بھیج کر باران رحمت برسائے، مخلوق کو ابتداءً یا انتہاءً پیدا کرے اور عالم الغیب ہو۔ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ کیا اللہ کے ساتھ کوئی ایسی صفات والا اور بھی ہے۔ مگر آج عوام و خواص شیعہ ان تمام امور پر قادر و مختار حضرت علی کو مانتے ہیں۔

علیؓ کا معجزہ اک اک ہے نادر ۔ علیؓ کی ذات ہے ہر شے پر قادر (تاریخ الائمہ)

بلکہ وہ اِیَّاکَ نَعْبُدُ نشتعین نے کا مذاق اڑا کر اعلانیہ[1] حضرت علیؓ سے اولاد، رزق، فتح مصائب

---

[1] علانیہ

سے رہائی اور مشکل کشائی مانگتے ہیں۔ اور اپنے تمام امور کی کارسازی حضرت علیؓ و آئمہ کے ہاتھ مانتے ہیں یہی ان کو خدا ماننا ہے۔ ایسے ہی ستر لوگوں کو بروایت کشی حضرت علیؓ نے زندہ آگ میں جلا دیا تھا۔ آپ قرآنی توحید سمجھنے کے لئے فرمان علی کا ترجمہ سامنے رکھ کر پ۶ ع ۴۔ ع ۱۴۔ پ۷ سورۃ انعام کے آٹھ رکوع پ۱۲ سورت ہود، پ۱۶ ع۶، پ۲۰ ع ۵، پ۱۱ ع ۷۔ ۸۔ ۹، پ۲۱ سورت روم، لقمان، حوامیم وغیرہ غور سے دیکھیں اور انصاف سے خدا لگتی کہیں کہ کیا موجودہ شیعہ لاالٰہ الا اللہ اور قرآنی توحید کے قائل کہے جاسکتے ہیں۔؟ ہرگز نہیں بالکل نہیں۔

۲۔ تیرہ سالہ مکی زندگی میں آپ نے کس مسئلہ کی تبلیغ و تشریح کی؟ اور اپنے ساتھیوں کے ہمراہ بے پناہ مصائب کفار سے جھیلے۔ آپ کیا کہتے تھے کفار کیا مانتے تھے۔ یہ بت کون تھے۔ کیوں پوجے گئے۔ کیا آپ کا بڑا سے بڑا خطیب صرف اس پر ایک گھنٹہ ہی تقریر کر سکتا ہے۔ میرے خیال میں شیعہ موجودہ مذہب رکھتے ہوئے اس پر تبصرہ نہیں کر سکتا ورنہ وہ عوام کے عتاب کا شکار ہو جائے گا یا شرکیہ مذہب سے اور یا علی مدد کے نعرہ سے دستبردار ہونا پڑے گا۔ اور ان دو اہم نکات کی روشنی میں یہ دعویٰ حق بجانب ہے کہ تعلیم قرآنی اور تعلیم نبویؐ کے مطابق شیعہ کبھی توحید الٰہی نہیں مان سکتے۔ تو نجات کیسے ہوگی۔ اللہ اگر چاہے ہر گناہ کو معاف کر دے مگر شرک کو کبھی معاف نہ کرے گا۔ پ۱۴ ع ۵۔

۳۔ ذات رسول مقبولؐ کی دو حیثیتیں ہیں۔ ایک یہ کہ وہ خاندانی طور پر بنو اسماعیل و بنو ہاشم میں سے اکمل ترین اعلیٰ کردار کے سچے امین راستباز انسان تھے۔ سیدہ خاتون جنتؓ کے والد ماجد حسنینؓ کے نانا جی، حضرت علیؓ کے خسر محترم اور سادات کے جد امجد تھے۔ وہ اپنی ذات کے اعتبار سے واجب الاحترام ہیں۔ ہر شیعہ یہ مانتا ہے اور خاندانی طور پر ان کی بزرگی کا قائل ہے، مگر اہل علم فہم پر مخفی نہیں کہ اس تمام کمال اور معزز

حا غلطی

خاندان و رشتہ داری کے قریش بھی منکر نہ تھے وہ آپ کا اس حد تک یقیناً احترام کرتے تھے۔ دوم یہ کہ آپ محترم انسان اور بے مثال بشر ہو کر اللہ کے سچے کامیاب تمام دنیا کے لئے ہادی اور مرسل تھے۔ تا قیامت رہبر عوام ھُدًی لِلنَّاس کتاب آپ کو ملی تمام لوگ آپ ہی کی وحی اور ہدایت کے محتاج ہیں لِیُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ کے تحت آپ کے انقلاب ہدایت کو ماننا اور آپ ہی کے کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ میں نجات منحصر جاننا، باعث فلاح و ایمان ہے۔ کفار قریش ان باتوں کے منکر تھے۔ وہ کہتے تھے "محمدؐ کی اولاد نہیں اس کا دین نہیں چلے گا۔ یہ تبلیغ و ہدایت چند روزہ ہے دین کفر اسی طرح رہے گا۔ (اسی کے جواب میں سورت کوثر اتری)۔ محمدؐ کے پیرو کار سُفہا (بیوقوف) اور گمراہ ہیں یہ دنیا میں کیا انقلاب لاسکیں گے۔ مگر قرآن و تاریخ شاہد ہے کہ کفار خود مٹ گئے یا اس انقلاب و ہدایت کا خود شکار ہو گئے۔ کلمہ توحید و رسالت دنیا کے چپے چپے میں پھیل کر رہا اور ایک ارب مسلمان آج محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھتے ہیں لیکن ستم پر ستم تو یہ ہے کہ اصحابؓ محمدؐ کا دشمن طبقہ ایسا بھی پیدا ہوا جس نے کفار و قریش کے تمام دعاوی کو (قرآن و سنتہ جھٹلا کر) اعتقاداً و عملاً سچ کر دکھایا۔ برملا وہ کہتے ہیں "محمد کا دین اسلام اتنے لوگوں نے بھی تسلیم نہ کیا کہ گنتی کے لیے دو ہاتھ کی انگلیوں کی ضرورت پڑے۔ (سرکار نقوی کا مضمون ملحقہ رسالہ ذکاء الافہام۔ مولفہ عبدالکریم مشتاق) بعد از وفات نبوی یہ چند حقیقی مسلمان بھی دین محمدؐ کی تبلیغ سے خاموش اور چادر تقیہ میں روپوش ہو گئے۔ دین پر کفر و نفاق غالب ہوا اور تا ظہور مہدی رہے گا۔ محمدؐ کے اصحاب معاذ اللہ واقعی (مرتد) بزدل تھے۔ دنیا میں کوئی انقلاب ہدایت وہ برپا نہ کر سکے۔ وہ تو خود گمراہ و منافق تھے (معاذ اللہ) اگر کوئی ہدایت کی کرن ہے تو وہ علم لدنی کے تاجدار نبی کے غیر محتاج در تعلیم اسلام حضرت علیؓ اور ان کی نسل میں ہے کہ وہ پیدائشی عالم مسلم حافظ قرآن تھے۔ خاص ۱۲ بارہ صحیفوں سے اور منجانب اللہ احکام ہدایت پائے

تھے اور اپنے شیعوں کو پڑھاتے تھے اصلی قرآن بھی انہیں کے پاس ہے۔ الخ

محترم من! ان عقائد و نظریات سے آپ کو اور تمام موجودہ شیعوں کو پورا اتفاق ہے انصاف سے خدا لگتی کہیے۔ انکار رسالت محمدیؐ میں کیا کسر باقی رہ گئی ہے۔ یہی نا کہ مفادات کی خاطر کلمہ پڑھ لیا اور خسر علیؓ ہونے کی وجہ سے حضور علیہ السلام کا جبراً نام لے لیا کیا یہ آیت قرآنی ان پر صادق نہ آئے گی

اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ

جب منافق آپ کے پاس آتے ہیں تو گواہی اور قسم کھا کر کہتے ہیں کہ آپ اللہ کے پیغمبر ہیں اللہ بھی آپ کے رسول ہونے کی گواہی دیتا ہے مگر خدا یہ گواہی بھی دیتا ہے کہ منافق جھوٹے ہیں۔

اس سے بڑا جھوٹ کیا ہوگا کہ ۲۳ سال میں جو لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ حضور خاتم المعصومین نے پڑھایا۔ اس میں ذرہ تاثیر ہدایت نہیں آج ایک ارب یہ کلمہ پڑھنے والے مسلمان مومن ہدایت یافتہ اور جنتی بالکل نہیں بلکہ معاذ اللہ گمراہ منافق اور جہنمی ہیں (ہر شیعہ آج اس عقیدہ پر فخر کرتا ہے)

۴۔ ۲۰ سال سے شیعت کی مزہر مطالعہ کرنے والا راقم آثم اگر یہ دعوی کرے تو کر سکتا ہے کہ انسانی حقوق کی حفاظت کے لئے گو بین الاقوامی کانفرنسیں ہوتی رہیں مگر از لکھنؤ تا نجف کوئی شیعہ عالم مصنف مجتہد امام الانبیا سرور کائنات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (کہ سب دنیا و ما فیہا کی عزت ان کے مرتبے کے سامنے ہیچ ہے) کو رسول کی حیثیت سے تو کجا (خاکم بدہن) عام محترم انسانی حقوق بھی نہیں دیتے جن کے لئے وہ خود لڑتے مرتے ہیں۔ اگر ایسا ہوتا تو رسول پاک کی امت اصحاب تلامذہ اقارب اعمام اخوال ازواج مطہراتؓ، بنات طاہرات کو اور یار ان احباب کو سب و شتم اور لعنت و غیبت کا نشانہ نہ بنایا جاتا ہے اسپر رسائل نہ لکھے جاتے روضہ اقدس

ـه۱ املا غلط ہے

میں حضور رحمتہ العالمین کو درود و سلام کے بجائے گالیوں اور لعنتوں کے تحفے نہ بھیجے جاتے کاش اس بدبخت ملک میں ملعون فرقہ بندی کے معاشرے میں صدر مملکت اور گورنر سے لے کر عام چپڑاسی اور چوڑے چمار تک کی بیٹیوں کی بیویوں کی احباب و بہی خواہوں کی تو عزت کا تحفظ ہے۔ قوانین میں جذبات کی رعایت ہے۔ مگر علت کائنات رحمت رب ذوالجلال کی بیویوں اور بیٹیوں کی عزت جن پر تمام عالم قربان کیا جا سکتا ہے محفوظ نہیں ہے۔ نہیں ہے۔ نہیں ہے۔ ان حالات میں نجات شیعہ کا دعویٰ مذاق سے بھی تمسخر ہے ـه۱۔ اہر جوا امت سبعت بنیا۔ شفاعت نبیھا یوم الحساب۔

۵۔ رہا قرآن پر شیعہ کا ایمان تو اسکی حقیقت (سراب) دھوکہ ہی ہے۔ بقیہ چار علماء کے سوا قدیم و جدید تمام شیعہ علماء قرآن کو محرف بدلا ہوا مانتے ہیں۔ اصول کافی طبع ایران ص ۱۱۱ تا ص ۴۳۶ مستقل تحریف وکمی کا باب موجود ہے۔ ترجمہ مقبول کے حاشیہ پر بھی سینکڑوں آیات کی لفظی تحریف کی نشاندہی کی گئی ہے۔ آپ کو تو قرآن مظلوم پر خاص نظر کرم ہے کہ سنیہ سے سو سوال میں لگاتار نو سوال صرف قرآن کو بے اعتبار اور بے حجت ظاہر کرنے کیلئے دھڑلے سے بناتے ہیں۔ گو بندوق اہل سنت کے کندھوں پر رکھ کر چلاتی ہے مگر اپنا عقیدہ تو خوب ظاہر کر دیا ہے ـه۲۔ گزشتہ خط میں صاف طور پر آپ نے لکھا ہے "امام مہدی کے پاس وہ قرآن ہے جو خود حضور نے تحریر کروایا تھا۔ اور اس کے علاوہ باقی تمام قرآن کے نسخے نقل ہیں"۔ اب قرآن کو نقلی (جعلی)

ـه۱ شکر ہے کہ ہماری یہ آہ و زاری اللہ نے سن لی کہ شیعہ کے اسلام آباد میں اشتعال انگیز مظاہرہ کے رد عمل میں صدر ضیاء الحق صاحب نے خلفائے راشدین، امہات المومنین اور صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کرام کی گستاخی پر تعزیر نافذ کر دی۔ اب غیور سنیوں کا فرض ہے کہ وہ بیدار رہ کر مجرموں کو سزائیں دلوائیں۔ ـه۲ جسطرح علیؓ اولاد علیؓ کے بغض کی بندوق آپ نے خوارج کے کندھوں پر رکھکر چلائی ہے فافہم ۱۲

بتانے والا اور ایک اور اصلی قرآن کا قائل اس قرآن پر کیسے ایمان و عمل کی بنیاد
رکھ سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حفظ قرآن پر محنت کرنا تو کجا حافظوں قاریوں اور
قرآن کا ترجمہ سنانے پڑھانے والے عالموں کو ترچھی نگاہوں سے دیکھا جاتا ہے۔
اور اس کی وجہ یہ ظاہر ہے کہ یہ قرآن تو اصحاب نبی نے لکھ کر یاد کر کے آئندہ امت
تک پہنچایا جب وہی معاذ اللہ منافق اور غیر معتبر بے حجت بنا دیئے گئے تو ان کا
نوشتہ اور وہ قرآن کیسے حجت و معتبر رہا جیسے حضرت جبریل امین اور رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتبار کئے بغیر قرآن پر ایمان مکمل نہیں اسی طرح صحابہ کرام رض
خصوصاً ابوبکر رض و عمر رض و عثمان رض و علی رض و معاویہ رضی اللہ عنہم کو معتبر مومن اور ہادی مانے بغیر
قرآن پر ایمان ممکن ہی نہیں۔

جن آیات کو شیعہ اصلی اور غیر محرف بھی جانیں تب بھی ان سے استدلال کے
وہ قائل نہیں۔ شیعہ کے شہید ثالث نور اللہ شوستری نے کیا صاف لکھا ہے۔
وازینجا معلوم مے شود کہ قرآنی حجت نتواند بود مگر بضمے بیان مقاصد آں۔ بروجھے
نماید کہ احدے را در آں مجال شبہ و احتمال نماند
(مجالس المومنین ج ۱ ص ۲۸۶) اس تقریر سے معلوم ہو جاتا ہے کہ قرآن حجت نہیں ہو سکتا
مگر امام کی زبان سے کہ اس کا مقصد اس طور پر بیان کر دے کہ کسی کو اس میں شک
و شبہ کا موقع نہ رہے۔

محترم! بھائی مشتاق صاحب۔ اب کہیے کہ شیعہ جب قرآن کو معتبر نہ مانیں
نہ ہدایت پا سکیں امام بھی موجود نہ ہو تو وہ ہدایت یافتہ یا ناجی کیسے ہوئے۔ ایں
خیال است و محال است و جنون۔ آپ ذرا گریبان میں منہ ڈال کر سوچیں سے
از کہ بریدی و با کہ پیوستی مجھے تو آپ کی حالت زار پر بار بار رحم آتا ہے۔ خدا
آپ پر رحم فرمائے اور اس شیعت کے جال قرآن و نبی ﷺ سے کھلی دشمنی و محرومی سے

نجات عطا فرمائے۔ غالباً موجودہ قرآن پر ایمان و محبت نہ ہونے کی یہ وجہ ہے
کہ حالیہ محرم میں ڈیرہ غازی خان میں سنی و شیعہ فساد کا آغاز جو شیعہ سے ہوا تو شیعہ ہی
نے مسجد پر حملہ کر کے امام و نمازیوں کو زد و کوب کیا پھر مسجد کی بے حرمتی کرتے ہوئے
مینار تک گراتے اور الماریوں سے قرآن نکال کر جلاتے

۶۔ قرآن و سنت پر ایمان نہ ہونے کا عملی ثبوت ایک یہ بھی ہے کہ عام مسلمان
سب سے پہلے قرآن پھر سنت نبوی پھر جماعت صحابہ و اجماع امت اور پھر قرآن
و سنت میں غیر مذکور و غیر صریح مسائل میں اپنے مجتہد امام و فقیہ پر اعتماد کر کے دین
پر عمل کرتے ہیں۔ مگر شیعہ کا ہر فرد اپنی ذات پر یا اپنے قریبی بڑے پر ہی اعتماد اور اپنے
یا اس کے خلاف سب سے بڑی حجت کی بات نہیں مانتا۔ مثلاً عامی شیعہ اپنی رائے
یا عقیدہ، ذاکر و مجتہد کے قول و فعل کے خلاف آئمہ اہل بیت کی صریح احادیث بھی نہیں
مانتا چہ جائیکہ صریح قرآن و سنت مانے۔ جیسے امور عزاداری اور فضائل صحابہ کے باب
یہ اظہر من الشمس بات ہے۔ ایک شیعہ عالم و مجتہد اپنے اماموں کے خلاف قرآن و سنت
کی کوئی بات نہیں مانتا جیسا کہ تجربہ شاہد ہے رہے وہ آئمہ معصومین جو وجود کو حلال و حرام میں
مختار اور مطاع مطلق سمجھتے ہیں۔ وہ ہر بات میں قرآن و سنت سے استدلال کرنے کے
مامور اور محتاج نہیں اور ہر شیعہ بھی انکی بات کو مستقل حجت سمجھتا ہے اگرچہ وہ
قرآن و سنت کے حوالے سے نہ کہیں۔ بتلائیے قرآن و سنت سے یہ استہزا ہوا یا نہیں؟
ایسا فرقہ کیسے ناجی ہوگا؟

۷۔ قرآن و سنت سے اعراض یا شیعہ کی ان سے بے احتیاطی کے بعد عقیدہ امامت
بلا فصل ہی کو لیجیے۔ یہ ختم نبوت کا درپردہ ٹھوس انکار ہے۔ اور قرآن و سنت نبوی
کی ابدیت کا خاتمہ ہے۔ غور کیجیے کہ جب نبی کی وفات سے عہد نبوت ختم اور نبی کی
طرح خدا کی طرف سے مبعوث و منصوص حلال و حرام میں مختار نسخ کر سکنے والے

بنام شیعہ اپنی الگ امت اور ملت بنانے والے مفترض اطاعت کرانے
والے صاحبان وحی وصحائف معصوم بارہ امام ماننے جاتیں جن سے قرآن
وسنت پر اعتماد کرتے ہوتے اختلاف کفر ہو تو قرآن و رسول کے پاس کیا رہا؟

۸. ذرا یوں بھی سوچیے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور انکے شاگرد حواریوں کے
بعد اللہ نے چھ صدیوں تک کوئی امام منصوص نہ بھیجا۔ سب لوگ شریعت
عیسوی کے پابند بتاتے گئے۔ مگر خاتم المرسلین والنبیین کی وفات کی گھڑی
میں ہی اللہ نے ایک امام مبعوث کر دیا جو ہر بات میں رسول کی سی شان اور
لیاقت رکھتا تھا۔ اور اس نے دعویٰ بھی کر دیا کہ میں صاحب کلمہ مفترض الطاعت
امام بلافصل ہوں۔ مجھے نہ ماننے والا پکا کافر اور جہنمی ہے۔ پھر یہ منصب نبوت
پر ڈاکہ ۲۵ برس تک رہا۔ بارہویں امام اصلی قرآن اور آثار نبوت لے کر ایسے
غائب ہوتے کہ تاہنوز بارہ سو برس تک ان کا نام ونشان نہ مل سکا اور امامت
وقرآن کی محتاج اربوں کروڑوں دنیا گمراہی پر وفات پا رہی ہے۔ سوچیے بھلا اس
سے بڑھ کر عقل ونقل کے خلاف کسی قوم کا ایمان واعتقاد ہو سکتا ہے پھر یہ
کیسے مدار نجات ہو سکتا ہے؟

۹. چلیے ہم نے مان لیا کہ ایسے بارہ ہادی ومعصوم اللہ نے بھیجے مگر وہ
کتنے کتنے نفوس ہدایت یافتہ اور جنتی بنا سکے۔ شیعہ لٹریچر پڑھ کر مکمل مایوسی
ہوتی ہے۔ کہ وہ چند صد بھی نہ ہوتے آپ کے ذکاء الافہام کے ضمیمہ سرکاری
نقوی کے مضمون میں عہد مرتضوی کے بھی حقیقی مسلمان انگلیوں پر گنے جاتے
تھے۔ حقیقی مسلمان صرف حضرت امام حسین رضی کے بہتر ساتھی تھے۔ باقی آئمہ
اور انکے پیروکاروں کا حقیقی مسلمان ہونا وہ بھی نہیں بتاتے۔ گویا حقیقی اسلام حادثہ
کربلا میں ختم ہوگیا۔ حضرت زین العابدین کے ساتھ بھی کوئی مومن شیعہ نہ تھا۔

ورنہ وہ یزید کی غلامی اور بیعت کا طوق گردن میں نہ ڈالتے (روضہ کافی ص۲۳۵)
امام پنجم حضرت باقر کے بھی کوئی ہدایت یافتہ شیعہ نہ تھے ورنہ وہ اوصاف شیعہ
میں یوں نہ فرماتے نیھم التمییز وفیھم التبدیل وفیھم التمحیص تاتی علیھم سنون تفنیھم
وطاعون یقتلھم یہ جدا جدا ہوں گے ان کے مذہب بدلیں ان کو چھانا جائے
گا ان کو قحط سالیاں فنا کریں گے اور طاعون کی وبا قتل کرے گی۔ (اصول کافی باب
المومن وعلاماتہ)

حضرت جعفر صادق کے بھی تین شیعہ مومن نہ تھے کہ وہ تقیہ حلال اور فرض
جانتے تھے اور احادیث چھپاتے تھے (کافی باب قلۃ عدد المومنین) امام ہفتم نہم دہم
یازدہم کے بھی کوئی مومن شیعہ نہ تھے ورنہ ان کے خیر وشر کا کچھ شیعہ لٹریچر سے پتہ
چلتا۔ امام ہشتم علی رضا کے بھی کوئی مخلص شیعہ نہ تھے ورنہ وہ اپنے شیعوں کے رزلٹ
کا یوں اعلان نہ فرماتے اگر آپ میرے شیعہ کا جائزہ لیں تو سب کو فیل پائیں گے اگر
پرکھیں تو سب کو مرتد پائیں اور اگر ان کی چھانٹی کریں تو فی ہزار ایک بھی نہ نکلے اگر
ان کو چھاننی سے چھانیں تو کوئی بھی نہ بچے بجز اس کے جو میرا ہو۔ یہ مدت سے تکیہ
پر ٹیک لگائے بیٹھے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم شیعہ علی ہیں حالانکہ شیعہ علی تو وہ ہے جو اپنے
قول وفعل کو سچ کر دکھائے (روضہ کافی ص۲۲۸)

۱۰۔ اب رہے حضرت امام العصر مہدی غائب شدہ ۲۵۵ھ کے شیعہ تو ہنوز علی
اختلاف روایات ۲۔ ۳۔ ۳۰۔ ۳۱۳ مومنین شیعہ بھی بیک وقت نہیں ہوئے ورنہ امام (اپنے
وعدہ کے مطابق) باہر نکل کر ظلم وکفر کا خاتمہ اور عدل وتوحید کا ڈنکا بجا دیتے۔ اصول
کافی باب التمحیص والامتحان ج ا ص۳۷۰ میں ہے کہ امام صادق سے سوال ہوا قائم کے ساتھ

کتنے لوگ ہوں گے فرمایا نفو بسیرو (چند آدمی ہونگے) (نفر ۳ سے لے کر ۹ عدد تک بولا جاتا ہے) تو راوی نے کہا شیعہ لوگوں میں مہدی کی حمایت کا دعوی کرنے والے تو بہت ہیں۔ فرمایا یقینی بات ہے کہ (شیعہ) لوگوں کو پرکھا چھانٹا اور چھانا جائے گا، اور بہت سی مخلوق چھاننی سے نکل جائے گی۔

محترم مشتاق صاحب! بارہ آئمہ کے ہاتھ پر ایمان و ہدایت پانیوالے شیعہ یا حقیقی مسلمانوں کی تعداد آپ کے سامنے ہے کیا صرف یہی کامیاب اور ناجی ہیں اور خلفاء ثلاثہ رضی کو ماننے والی کروڑوں اربوں کی تعداد میں امت محمدیہ شیعہ کے اعتقاد میں غیر ناجی اور جہنم میں جائے گی تو پھر اصول کافی کی اس صحیح حدیث کا مفہوم کیا ہوگا "قیامت کے دن سب لوگوں کی ایک لاکھ بیس ہزار صفیں صرف امت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ہونگی اور چالیس ہزار باقی سب امتوں کی (کتاب فضل القرآن ص ۵۹۶)

ایک شبہہ کا ازالہ

ممکن ہے آپ کہیں یہ قلت شیعہ آئمہ کے زمانے میں تھی جبکہ ہم تقیہ کرتے تھے اور تحریک عزا کے ذریعے دین شیعہ کی تبلیغ نہ کرتے تھے اب ہم قدیم تقیہ کی تعلیم چھوڑ کر عزاداری کے ذریعے ترقی میں ہیں۔ ہند و پاک ایران و عراق میں ہم ۵ کروڑ کی تعداد میں بستے ہیں اور ہر مخالف طاقت کا مقابلہ کر سکتے ہیں گذارش یہ ہے کہ تقیہ کی وجوبی تعلیم اور عزاداری کی حرمت صریحہ اب بھی بدستور قائم ہے کوئی نیا امام اور پیغمبر تو نہیں آیا جس نے سابق شریعت بدل دی ہو۔ کافی میں باب تقیہ باب کتمان باب تعزی باب الصبر والاسترجاع اور بحار الانوار سے کتاب التقیہ نکلوا کر اپنے علماء سے پڑھوائیں اور سنیں۔ انصاف اور فکر آخرت سے خدا لگتی کہیں کہ شیعہ حسن اعمال اور شور و شر سے مذہب کو رواج دے رہے ہیں اور ایران کی طرح یہاں بھی ملکی سلامتی اور امن و امان کا خطرہ پیدا کر رہے ہیں کیا از روئے تعلیم آئمہ درست ہیں اگر یہ درست نہیں تو مان لیں کہ آئمہ ہی سچے تھے اور آج شیعہ لوگ صریح غلطی اور گمراہی پر ہیں۔ امام صادق کا تو یہ ارشاد ہے "جوں

غلطی ہے

جوں امام مہدی کے نکلنے کا وقت قریب آئے گا تقیہ اور شدت سے کرنا ہوگا۔ (الکافی) مگر اب تو معاملہ برعکس ہو چکا ہے۔ یہ معلوم ہوا کہ آپ لوگ شیعہ امام عصر اور ہدایت یافتہ نہیں خواہ کتنے بڑے تعزیے بنا کر پوجیں یا عزاخانوں ماتمی مجالس اور متعہ کا نظام شہر بہ شہر قائم کر دیں۔ بلاشبہ آج شیعہ اپنے خود ساختہ مذہب تحریک عزا قومی اور شیعی تعصب اور ذاکروں پیشواؤں اور انکے فرمودہ دین کیلئے لڑنے مرنے کا جذبہ اور ایمان رکھتے ہیں مگر پھر آپ شیعہ ان ہی لوگوں کے ہوئے۔ اہل بیت رض کو آپکے وجود سے کیا فائدہ ہے یا انکے مذہب توحید و عبادت الٰہی نماز قرآن اور اتباع محمدی کو کیا فائدہ ملا جبکہ آپ کا شیعہ طبقہ اکثر نسلی مسلی مراثی جرائم پیشہ افراد، نسل پرست سادات اور متعہ و بادہ نوشی میں مست امرا، مادرزاد ملنگ علی پنجتن کے نام پر بھکاری تارک شریعت قلندر اور نشہ باز اوباش لوگوں پر مشتمل ہوتا ہے اور وہ مجالس عزا میں بے دین ذاکروں سے فرضی جنت کا ٹکٹ حاصل کر کے بدعملی کی سند لے لیتے ہیں الا ماشاءاللہ۔ چونکہ قرب قیامت ہے بدأ الاسلام غریباً و سیعود غریباً کے مصداق میں حقیقی اور محمدی اسلام کی عسر ہے کمیونسٹ قادیانی یہودی، عیسائی اور جرائم پیشہ طبقے دن بدن ترقی میں ہیں اسلام کی گرفت ڈھیلی ہو گئی ہے۔ برٹش اور بے دین حکمرانوں کے دور سے تبلیغی نظام بگڑا ہوا ہے۔ فرقہ بندی عروج پر ہے۔ ان حالات میں اگر مذکورہ بالا طبقات پر مشتمل شیعہ مذہب کے حضرت علی المرتضیٰ رض اور حسین رض کے پیارے نام کے دھوکہ سے پھیلنے کا پرچار کیا جائے تو اسکی صداقت کی دلیل نہیں ہو سکتی۔ اگر یہ مذہب سچا ہوتا تو عہد رسالت اور آئمہ کے دور میں پھیلتا پھر ۳۱۳ کی تعداد ہونے پر امام العصر غار سے باہر تشریف لے آتے

آخری گذارش

میرے محترم بھائی! میں نے قیمتی وقت صرف کر کے آپکو یہ کڑوی حقیقت سنائی گویا میرے سامنے آج آپ درد اضطراب میں ہیں بحمداللہ ہر بات ٹھوس تجربہ شدہ اور اپنے مطالعہ کے حوالے سے سپرد قلم کی ہے۔ آپ سے یہ خط تین دفعہ پڑھنے اور غور و فکر کی درخواست ہے۔ مذہب بدلنے کی نہیں مگر مومن کو چاہیے کہ وہ قرآن و سنت اور تعلیمات آئمہ اہل بیت کے آگے سر خم کر دے ہٹ دھرمی گروہ بندی اور عقیدہ و مسلک کی تبدیلی سے متوقع مفادات و خطرات کو نظرانداز کر دے۔ آپ جیسے حسین نوجوان جیسے آپکی کلین شیو اپٹوڈیٹ تصویر بتاتی ہے، کا میں اپنی طرح دوزخ میں جانا پسند نہیں کرتا۔ دعا بھی کی ہے اور

نصیحت بھی ہدایت اللہ کے قبضے میں ہے۔ شاید آپ شرائط مذکورہ کے تحت نجات شیعہ پر دلائل نہ لکھیں تو میرا یہ آخری خط ہو اسلئے ہر قسم کی تلخ گوئی شوخ بیانی اور خلاف مزاج تحریر سے معذرت کرتے ہوئے حضرت رسول مقبولؐ آل رسولؐ جماعت رسولؐ اور امت محمدیہ کیلئے صلوۃ وسلام اور دعا پر اختتام کرتا ہوں وصلی اللہ علی حبیبہ محمد وآلہ واصحابہ وجمیع امتہ اجمعین۔

آپ کا مخلص .... بشیر الابراہیمی امام مسجد قاری صاحب والی محلہ نور باد اگوجرانوالہ

چوتھے خط کا شیعی جواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

گرامی قدر بشیر الابراہیمی صاحب۔

السلام علیکم۔ طالب خیریت باعافیت ہے اور دعاگو ہے کہ رب کریم آپ کی نیک توفیقات میں اضافہ کرے۔ آپکا نوازش نامہ بصد شکریہ وصول پایا۔ ایک ہی دفعہ مطالعہ کرنے کی سعادت حاصل ہوئی اور حسب الحکم دو مرتبہ مزید پڑھنا باقی ہے۔ انشاءاللہ تعالیٰ جلد ہی اپنے تاثرات ارسال کر دوں گا۔

اس خط کا مقصد محض اطلاع رسید ہے چونکہ جناب کا مکتوب خاصہ طویل ہے اس لئے اس کے نکات پر غور کرنے کے لئے کچھ وقت صرف ہوگا۔ تاہم میری انتہائی کوشش یہی ہے کہ جس قدر جلد ممکن ہو سکے اپنی رائے کا اظہار کر دوں میں آپ کا تہ دل سے ممنون ہوں کہ آپ پوری لگن اور خالص جذبہ کے ساتھ حقیر کی بہتری کیلئے کوشاں ہیں۔ دعاگو ہوں کہ رب العالمین ہماری راہنمائی فرما کر صحیح نتائج عطا فرمائے۔ آمین۔ والسلام

مخلص۔ عبدالکریم مشتاق عفی عنہ ناظم آباد کراچی نمبر 18

چوتھے خط اور اس کے جواب پر وضاحتی گذارش

قارئین کرام نے میرے تینوں خطوط اور سنی سائل کے مکتوبات ملاحظہ فرمائے ہیں۔ میں نے جس انکساری، ممکن رواداری اور شائستگی سے فاضل سائل کو جوابات لکھے۔ وہ سب کی نگاہوں کے سامنے ہیں۔ اپنے منہ میاں مٹھو بننے کی ضرورت نہیں ہے۔ چوتھے خط کا آغاز ہی محرر خط کے غیض و غضب کی غمازی کرتا ہے موصوف نے چند سہو کتابت کو طنز کے بھونڈے طریقے سے نشان کروایا۔ ہم نے اسے قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہوئے جواباً اظہار تشکر کیا۔ مگر انسان کی فطرت کو یاد کرواتے ہوئے محض اشارۃً لکھا کہ انسان خطا کا پتلا ہے۔ غیر معصوم سے غلطی کا سرزد ہونا ممکن ہے میری غلطیاں بلاشبہ میری کم علمی کے باعث ہیں۔ اور میرا بار بار اعتراف کرنا اس بات کا ثبوت ہے کہ میں خود کو عالم کہلوانے کی اہلیت نہیں رکھتا۔ مگر محترم سنی بھائی نے میرے اس منکسرانہ اعتراف کو بھی اپنے نام نہاد علمی تکبر کے بھینٹ چڑھانے سے دریغ نہیں کیا۔ بلکہ اپنی اغلاط کو بھی میرے "علم و فہم کا قصور ٹھہرایا۔ بلکہ ان پر ضد کی۔ صاحبان علم اس بات سے واقف ہیں کہ ہمارے ہاں "شیعہ صحاح اربعہ" کی کوئی اصطلاح رائج نہیں ہے جس طرح سنیوں میں "صحاح ستہ کی اصطلاح" مروج ہے ہم چار کتابوں کو معتبر و مستند ضرور سمجھتے ہیں لیکن ہمارا یہ دعویٰ ہرگز نہیں ہے کہ ان کتابوں میں تمام مندرجات صحیح ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان چاروں کتابوں میں کسی ایک بھی کتاب کے ساتھ ہم لفظ صحیح استعمال نہیں کرتے ہیں جب کہ اہل سنت حضرات اپنی چھ کتابوں کے ساتھ صحیح کی صفت لگاتے ہیں۔ اور اس کی جمع "صحاح" کو اصطلاحاً استعمال کرتے ہیں۔ لہٰذا میرا یہ کہنا کہ "صحاح اربعہ" خود ساختہ اصطلاح ہے شیعہ

نقطۂ نظر سے بجا اور درست ہے ۔ اسی طرح ”فی لا یحضرہ الفقیہ“ نامی کوئی کتاب ہمارے ہاں نہیں ہے ۔ بلکہ جو کتاب فاضل سائل تحریر کرنا چاہتے تھے اس کا نام ”من لا یحضرہ الفقیہ“ ہے ۔ جیسے خود انہوں نے بعد والے خط میں لکھا ہے مگر نخوت و تکبر کا یہ عالم ہے کہ غلطی مانتے ہوئے اہانت محسوس کرتے ہیں اسی طرح خط میں ”تقفص“ کی لفظ سہواً لکھی گئی ہے ۔ حالانکہ اسے ”نقفص“ ہونا چاہئے تھا مگر کتابت میں ایسا سہو ہو گیا بس موصوف نے اس کو بھی میرے ہی سر منڈھ کر اپنی قابلیت کا رعب جھاڑا ہے ۔ اب میں ایسے ضدی شخص کو کیا کہہ سکتا ہوں جو اپنے قصور بھی میرے سر تھوپے ایسی جاہلانہ باتوں کا بہتر جواب خاموشی ہوا کرتا ہے ۔

موصوف پر خیالی فتوحات کا نشہ اس قدر سوار ہے کہ بات چھیڑنے سے پہلے ہی دوسرے فریق کو عاجز قرار دے دیتے ہیں ۔ اور دوسرے کو زبان کھولنے کی بھی اجازت نہیں دیتے ۔ اگر وہ اس جارحانہ طریقہ واردات پر احتجاج کرتے ہوئے یہ آواز بلند کر دے کہ ”آپ کا حقیقی مقصد اپنی کہنا ہے میری سننا نہیں“ ۔ تو وہ اس استغاثہ کو بھی اعتراف شکست میں شمار کر کے اپنی فتح مندی کا ثبوت سمجھتے ہیں ۔

دوسرے خط کا شیعی جواب آپ کی نظر سے گزر چکا ہے اور سنی سائل کا تیسرا خط بھی آپ پڑھ چکے ہیں میں نے دوسرے خط میں سائل کے مطالبہ کو پورا کرنے کی خاطر ان کے سوالات کا مفصل جواب دیا جو بالکل بمطابق سوالات ہے مگر میری صفائی سائل کی بے جا کدورت کو صاف نہ کر سکی ۔ انہوں نے اس کا برا منایا ۔ میں نے اپنی کتابیں پڑھنے کی درخواست کی مگر سائل نے فرمایا کہ :۔

”سفید نقاب سیاہ چہرے“ اور ”وہی مجرم وہی مصنف“ جیسی ناول و افسانہ نما کتابیں خالص مذہبی و علمی موضوع پر آپ نے لکھ دی ہیں گویا ناول و افسانہ خوار قسم کے اوباش طبقے میں شیعت کی تبلیغ کرنا اور اہل سنت کے خلاف زہر بھرنا آپ کو

خوب آتا ہے“

قطع نظر اس بات کے کہ اوباش طبقہ ہی میں تبلیغ کرنا اشد ضروری ہوتا ہے مگر اس خوبی کو بھی موصوف حقارت آمیز لہجے میں ٹھکرا گئے اس عبارت سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہماری معروضات سائل کے نزدیک نہر میں جسے چھو کر وہ ہلاکت میں پڑنا خیال کرتے ہیں احقر الزمن اس بات کو بھی اپنے مشن کی کامیابی سمجھتا ہے ۔ افسانے و ناول کے شوقین بھی مذہبی مضامین میں دلچسپی لینے لگے ہیں ۔

سائل صاحب مزید لکھتے ہیں کہ ” آپ کا ہر شیعہ دوست بھی خوب ہوشیار نکلا کہ اس نے اہل سنتہ پر تنقید اور تجسس عیوب کیلئے صحاح ستہ کا مطالعہ آپ سے کروا ڈالا اور اپنے زعم کے مطابق اہل سنتہ کے عیوب دکھائے ہیں ۔ آپ نے مذہبی و اخلاقی قدروں کو پامال کر ڈالا“

یعنی فاضل سنی نے اقرار کیا کہ صحاح ستہ میں عیوب ہیں ۔ میرے محض مطالعہ کر لینے یا اقتباسات کی نقل کرنے سے ہی مذہبی و اخلاقی اقدار کی پامالی ہو گئی لیکن اپنی کوئی خبر نہیں ۔ پھر لکھتے ہیں کہ ”میں دیانتہً کہتا ہوں کہ آپ کے کہنے پر آپ کی چند کتب کا مطالعہ کر کے آپ کی شخصیت اور بارعب نام سے بدظن ہو گیا ہوں ۔ کہ مغالطے وہی بار بار تکرار اور حوالہ جات میں کذب بیانی اور جذباتیت کا مظاہرہ دکھلانے کے سوا کچھ نہیں اس لئے آپ مجھے مجبور نہ کریں کہ آپ کی مؤلفات کا مطالعہ کروں“

کیا یہ بیان اس بات کا بیّن ثبوت نہیں ہے کہ ”میں آپ کی بات سننے کے لئے تیار نہیں ہوں آپ کو صرف میری سننا ہوگی“ حالانکہ احقر سے موصوف بدظن“ بھی ہیں ۔

پھر نام نہاد مناظرہ کی شرائط میں پہلی شرط یہ ہے ۔

”گفتگو میں تہذیب و شرافت انتہائی لابدی ہے ۔ اور مجھے قدیم و جدید شیعہ احباب و مؤلفین سے شکایت ہے کہ وہ اہل سنتہ کے اکابر کو سب و شتم صراحتہً یا کنایتہً سے گریز نہیں کرتے ۔ آپ نے بو لہب سے پتھر کے بتوں

سے تشبیہہ دی۔ ان کو موذی رسول اور جنازہ چھوڑنے والا جن پر اللہ کا غضب ہوا بتایا معاذ اللہ۔ ہر بات کا تحقیقی و لفظی جواب دیا جاسکتا ہے مگر اشتعال میں اگر اصول شکنی نہیں کرتا۔ نہ در گفتگو بند کرتا ہوں۔ براہ کرم آئندہ زبان و قلم کو محتاط رکھئے۔

لیکن اسی خط میں حضرت علی علیہ السلام کو سامری و قارون سے تشبیہ دیکر جس طرح اپنی وضع کردہ شرط کے بخئے ادھیڑے ہیں۔ تہذیب و شرافت اس پر ماتم کناں ہیں۔

ہم نے صبر و تحمل کے دامن کو نہ چھوڑا صرف اتنی گذارش کی کہ جب آپ ہم سے بدظن ہیں۔ تو اس عالم بدظنی میں سعی تبلیغ خاطر خواہ نتائج برآمد نہ کرسکے گی لیکن محترم سنی سائل نے اس پر چوتھے خط میں مزید گرہ باندھی کہ "میں آپ سے بلاوجہ بدظن نہیں ہوں نہ نیک خیالی اور پرخلوص نیت کی کمی ہے یہ جناب کا "ظن فاسد" مجھے تکلیف دہ ثابت ہوا"

ایسی بدظنی کی فضا میں افہام و تفہیم کا معتدل رہنا ممکن نظر نہیں آتا جب یہ کہہ کر خاموش کر دیا جائے کہ "جس کا جواب دے کر تشفی کرنا تو کجا ہم (سنی) سننا بھی گوارہ نہیں کرتے"

ایسے ناگوار حالات میں عموماً گفت و شنید کی راہیں بند ہو جاتی ہیں مگر ہم نے ہر جارحانہ قدم کا کھلے ہاتھوں استقبال کیا۔ ضبط و تحمل سے کام لیتے ہوئے نہ ہی جذبات سے مغلوب ہوتے اور نہ ہی مشتعل ہوتے۔ بلکہ گالیاں کھا کر دھمکیاں سہہ کر اور مطاعن برداشت کر کے دعا کی ہماری باتیں نہ سننے والے کی باتیں ہم نے حسب ہدایت تین تین بار پڑھیں۔ ہر منفی انداز کو مثبت پہلو سے جانچا پرکھا۔ کوئی کلمہ ناگوار نہ کہا۔ مگر ہماری رواداری کو داد تحسین دینے کے بجائے جارح

نے اپنی فتح قرار دے کر مروت، انصاف، اور انسانیت کی ایسی توہین کی کہ اس کی مثال ملنا مشکل ہے۔

حوادثات زمانہ اور گردش ایام سب کے ساتھ جاری رہتے ہیں۔ اتفاق ہے کہ ماہ جنوری ۸۰ء سے ماہ نومبر ۸۰ء تک کا عرصہ میرے لئے سخت پریشان کن رہا۔ معاشی الجھنیں، خانگی مسائل، خرابی صحت اور دنیاداری کے جھنجھٹوں نے اس قدر گھیرے رکھا کہ تصنیف و تالیف کا سلسلہ معطل ہو کر رہ گیا۔ ایسے ناسازگار حالات میں تمام تبلیغی و مذہبی گرمیاں سرد پڑی رہیں اور مجھے سائل کے چوتھے خاصے طویل خط کا جواب لکھنے میں دیر ہوئی۔ میں یہ سوچ بھی نہ سکا کہ ایسا نام نہاد تہجد گذار، عابد زاہد، پابند صوم و صلواۃ تعلیم یافتہ مسلمان ایسے اوچھے پن کا بھی مظاہرہ کرسکتا ہے کہ چند کوڑیوں کے بدلے میں اجر و ثواب کا سودا کرنے سے کبھی باز نہ رہے گا۔ میرا خیال تھا یہ صاحب ذوق و مخلص، و نیک نیت انسان محض اخروی نجات اور عاقبت اندیشی کے پیش نظر تبادلہ خیالات کر کے صراط مستقیم کی تلاش میں ہے کیونکہ مجھے ایسا یقین دلایا گیا تھا۔

"میں مناظرہ بازی یا علمیت جتانے کے لئے یہ کاوش نہیں کر رہا۔ بلکہ ثواب اور آپ کی ہدایت مطلوب ہے۔ آج تہجد کے بعد بھی یہی دعا کی ہے" ضرر۲

لیکن عملاً اس پر قائم نہ رہا جاسکا۔ مناظرہ بازی اور اظہار علمیت تو رہیں ایک طرف موصوف نے افسانوی فتوحات کا پروپیگنڈا شروع کر دیا اور ہم جیسے طفل مکتب کو شیعوں کا بہت بڑا عالم مشہور کر کے اپنے فرضی غلبے کی تشہیر کر کے اپنے پیٹ کے الو کو سیدھا کرنے کی مذموم کوشش کی اس میں ان کو کہاں تک کامیابی ہوئی وہی بہتر جانتے ہیں۔ بہر حال اتنا فائدہ ہمیں بھی پہنچا کہ ہمارا حلقہ شہرت اور وسیع ہو گیا اب ہم سنی سائل کے چوتھے خط کا مفصل جواب دیتے ہیں۔

سنّی سائل کے چوتھے خط کا مفصل جواب

محترم بشیر پاپھر صاحب ۔ ھداکم اللّٰہ

سلام مسنون ۔ چوتھا نوازش نامہ ملنے کی رسید پہلے ہی رقم کر چکا ہوں اور جواب میں تاخیر کی وجوہات سے بھی آگاہ کر دیا تھا ۔ اب حالات میں بہتری ہے ۔ لہذا تین بار مطالعہ کرنے کے بعد اپنے تاثرات سپرد قلم کرتا ہوں "صحاح اربعہ" "فی بحضرۃ الفقیہ" اور "نقض" پر آپ کے غیر عالمانہ ارشادات کا جواب اس خط سے قبل تمہیدی بیان میں لکھ چکا ہوں ۔ جس کا تکرار اس مقام پر ضروری نہیں رہا ۔

برادرم ! آپ نے شرائط میں مجھے مساوی حقوق دے کر بہت کرم فرمائی کی ہے ۔ مگر یہ سات لاکھ روپے کے دہ بنگلے ہیں جن کو دیکھا جا سکتا ہے ۔ ان میں رہائش نہیں کی جا سکتی ۔ آپ نے کوئی دلیل نہیں دی تو میں نے ہرگز آپ کو ایسا کرنے کی درخواست نہیں کی حقیقت یہ ہے کہ آپ کے پاس دلیل نام کی کوئی شے ہے ہی نہیں ۔ آپ کا انداز تحریر دیکھ کر میں کنی تو نہیں کترا گیا ۔ البتہ جیب کترانے کا خدشہ ضرور محسوس کرنے لگا ہوں ۔ "نجات شیعہ" میرا شروع کردہ موضوع تو نہیں ہے کیونکہ آغاز آپ کی جانب سے ہوا ہے ۔ تاہم میں اس موضوع کو مایہ ناز ضرور سمجھتا ہوں اسی لئے آپ سے "نجات سنی" کو پیر کھنے کی خاطر اہل سنت کا ثبوت قرآن و حدیث سے دریافت کیا ہے کیونکہ قرآن و حدیث کا نجات سے اٹوٹ رشتہ ہے ۔ اس میں میاں صاحب ! میرے مذہب کا بطلان اور اعتراف شکست کس طرح تسلیم شدہ ہو گیا ۔ اور پھر فتح و شکست کا اس سے کیا واسطہ ہے ۔ ایک طرف آپ "الدین النصیحۃ" کے طور پر یہ کاوش فرما رہے ہیں تو دوسری طرف دنیا کی وضعدارانہ فتح و شکست کی باتیں کر رہے ہیں ۔ یہ تضاد بیانی

آپ کے عزائم کو مشکوک بنا رہی ہے ۔ آپ گناہ گار کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھتے ہیں یہ ذرہ نوازی ہے ۔ باقی آپ کا یہ اندازہ صحیح نہیں ہے کہ میں آپ کے دلائل پر غور کرنے اور آپ کے ارشادات کو نظر انداز کر دیتا ہوں نیز براہ نوازش مجھے اپنی بدظنی کے سبب سے بھی آگاہ فرما دیجئے ۔ اگر میں یہ اعتراف کرتا کہ اہل سنۃ لعنۃً اور محبت اہل بیت میں شیعہ سے کم نہیں تو برادرِ گرامی قدر مجھے "سفید نقاب سیاہ چہرے" لکھنے کی کیا ضرورت تھی ۔ ؟ کہ آپ جیسے اس کا نام بھی پسند نہیں فرماتے ۔ یہ مفروضہ آپ کے زعم پر مبنی ہے ۔ رہی بات مطاعن اور بغض کی تو ہمارا عقیدہ سب پر واضح ہے کہ ہم ہر مخالف اہل بیت ع سے بیزار ہیں ۔ اور یہی بیزاری عقلی و فطری لحاظ سے مذہب شیعہ کو اس کے مخالف سے ممتاز و معقول قرار دیتی ہے ۔ صحابہ کرام سے ہماری عقیدت مخالفانہ پروپیگنڈے سے محرف نہیں ہو سکتی ۔ میری کتاب "چار یار" اسی موضوع پر محیط ہے ہمیں جن لوگوں سے شکوے یا شکایات ہیں ان کیلئے ہم اس مقدس لقب کا استعمال ہی نہیں کرتے ہیں ۔ محبت و حق و باطل کا فیصلہ تو اسی بات پر کیا جا سکتا ہے کہ شیعہ محمد و آل محمد علیہم السلام سے اسقدر محبت کرتے ہیں کہ اگر انکو کسی پر شبہ یا گمان بھی ہو جائے کہ وہ ان ہستیوں کا مخلص دوست نہ تھا اسے چھوڑ دیتے ہیں جبکہ غیر شیعہ موذیوں کی اذیت رساں کاروائیوں کو بھی اپنی خود ساختہ تاویلوں سے چھپاتے ہیں اور دشمنوں کو بھی دوست سمجھنے پر مجبور کرتے ہیں ۔ رسول ص و اہلبیت رسول ص پر اتہام باندھتے ہیں انکے کرداروں کو مسخ کرتے ہیں ۔ انکی بلند شانی سے حسد کر کے انکی مرتبت کو کم کرنے کی کوشش کرتے ہیں ۔ علی ع کو قارون و سامری سے تشبیہ دیتے ہیں ۔ حسن پر کثرت ازواج کا الزام لگا کر شہوت ران بیان کرتے ہیں ۔ حسین ع کو باغی قرار دیتے ہیں ۔ فاطمہ ع کو حریص ٹھہراتے ہیں ۔ نعرہ رسالت کو پسند نہیں کرتے ۔ مگر ان کے مخالفین معاویہ و یزید کو ناجی و مغفور اور راشد خلیفے مانتے ہیں ۔ شمر سے روایات قبول کر لیتے ہیں ۔ تاج سلطانی اور تخت شاہی کی تکریم کرتے ہیں مگر ولایت و امامت کے منکر ہیں ۔ لہذا حق و باطل کا فیصلہ تو ہو گیا رسول برحق نے فرمایا کہ علی ع حق کیساتھ ہے اور حق علی ع کیساتھ

ہے۔ یا اللہ پھیر دے حق کو ادھر جدھر علیؑ پھر جائے پس حق شیعہ علیؑ ہوا اور اسکا مخالف باطل۔

مطاعن کے جواب پر معروضات آپ نے جن ضخیم کتابوں کا تذکرہ کیا کم علم نے انکا مطالعہ کرنے کی سعادت حاصل کی ہے ان سب کا منبع تحفہ اثنا عشریہ ہے اور حقیر پر تقصیر اس کا جواب شاہ عبدالعزیز دہلوی صاحب کی زبان ہی میں عرض کر رہا ہے جو عنقریب "جھوٹ کا سرپنجا" کے نام سے منظر عام پر آرہا ہے اگر اخلاص و حق پرستی کی بات کیجائے تو ایمان سے اللہ کو حاضر و ناظر جان کر علانیہ کہتا ہوں کہ خدا نخواستہ اسلام سے اہل بیتؑ رسولؐ کو جدا کر لیا جائے تو پھر باطل کی سب راہیں اسلام سے بہتر ہیں۔ اہلبیتؑ نبوی کے سوا فی الحقیقت اسلام کے دامن میں کچھ نہیں ہے۔

وہ جیسے بھی تھے آپ نے تین باتوں کو ذہن نشین رکھنے کی سفارش کی ہے پہلی یہ کہ ا۔ وہ جیسے بھی تھے بہر حال جماعت رسول تھے۔ رسول خدا نے ان تلامذہ کی تعلیم و تربیت کی تھی۔ و یزکیھم و ان کانوا[1] من قبل لفی ضلال مبین کے تحت ان کا تزکیہ رسول پاکؐ نے کیا اور انکی ضلالت کو ہدایت سے بدل دیا پھر اللہ نے سینکڑوں آیات میں رضا جنات النعیم دین و دنیا میں کامیابی کی بشارات کے علاوہ سیرت و کردار کی صفائی کی اطلاع بھی یوں دی

ولکن اللہ حبب الیکم الایمان وزینہ فی قلوبکم وکرہ الیکم الکفر والفسوق والعصیان اولئک ھم الراشدون۔

اے جماعت رسولؐ، لیکن اللہ نے تمہیں ایمان محبوب بنا دیا اور اسے تمہارے دلوں میں سجا دیا۔ اور کفر و فسق اور نافرمانی کی نفرت تمہارے دلوں میں ڈال دی یہی لوگ تو ہدایت یافتہ ہیں۔

علام الغیوب نے انکے ما فی الضمیر ایمان اور اخلاص کی گواہی بھی یوں دی۔

---

[1] "کانوا" ہونا چاہئے۔ نقل آیت میں سہو سرزد ہوا ہے۔

یبتغون فضلا من اللہ ورضوانا۔ وہ اپنے رب ہی کا فضل اور رضا چاہتے ہیں۔۔۔۔ الخ (صلہ رحمی بھی محبت کا قوی سبب ہے تک)

پہلی بات کا جواب محترم! آپ نے جو تین باتیں ذہن میں رکھنے کی نصیحت کی ہے ان میں پہلی بات ہی ذہن کو اپیل نہ کر سکی اس لئے کہ اسلام کے عادلانہ نظام میں نہ ہی پیغمبرؐ اسلام سے رشتہ داری معیار فضیلت ہے اور نہ صحبت نبوی شرط افضلیت و شرافت ہے اگر ایسا ہوتا تو عرب و عجم اور گورے کالے کا فرق اسلام میں موجود رہتا۔ ہم نے یہ سبق اس زمانہ میں پڑھا ہے جب کہ ہم شیعہ مذہب سے باہر تھے۔ کہ ہمارے استاد قاری محمد یوسف صاحب نے درس میں حدیث رسولؐ کے حوالے سے یہ بتایا تھا کہ اگر فاطمہؑ بنت محمدؐ بھی معاذ اللہ ہو تو ہاتھ کٹوانے سے بچ نہیں سکتی ہیں۔ اس واقعہ کی روشنی میں ہر صاحب فہم سمجھ سکتا ہے کہ جب دختر پیغمبرؐ سے بھی کوئی رعایت نہیں ہو سکتی تو پھر محض صحابی ہونا کیونکر ناجائز رعایت کا حقدار ہونے کا سبب ہو سکتا ہے۔ پھر جماعت اصحابؓ میں منافقین بھی ملے جلے تھے۔ اور جن آیات بابرکت کا آپ نے حوالہ دیا ہے۔ ہم بسر و چشم ان پر ایمان لاتے ہوتے ہیں۔ اور ان اصحاب مخلصین سے دلی عقیدت رکھتے جن کی شان میں اللہ تعالی نے یہ گراں قدر اسناد نازل فرمائی ہیں۔ میں نے اس موضوع پر اپنی کتاب "جلاء الاذہان المعروف "ہزار تمہاری دس ہماری" میں سیر حاصل گفتگو کرتے ہوتے اپنا نظریہ واضح کیا ہے کہ شمع رسالت کے باعظمت پروانوں کی تعظیم و تکریم کرنا ہمارا خاص شیوہ ہے۔ ہم سے شکایت اگر ہو سکتی ہے تو صرف یہ کہ کچھ افراد کو ہم ان اعزازات سے محروم سمجھتے ہیں۔ اور اس کی وجوہات کو آپ مطاعن کہکر ہمیں گستاخ صحابہ مشہور کرتے ہیں۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ ہمارے ہاں معیار صحابیت یہ ہے کہ وہ محمدؐ و آل محمد علیہم السلام کا سچا دوست ہو۔ آپ کے سرچ

اور ہمارے نظریے میں یہ فرق ظاہر ہوتا ہے کہ آپ ہر اس شخص کو خواہ وہ کیسا ہی کیوں نہ ہو۔ بہر حال جماعت رسول سمجھ کر پاکباز خیال کرتے ہیں۔ جب کہ ہم اس معاملے میں قدرے محتاط ہیں۔ اور راشد و ضال میں امتیاز کرتے ہیں۔ اور کسی بھی غیر معصوم کو تنقید سے بالا نہیں سمجھتے۔ ہمارا یہ مختار دراصل قرآن و حدیث پر مدار رکھتا ہے قرآن مجید میں سینکڑوں آیات ان لوگوں کی مذمت میں وارد ہیں۔ جو بظاہر اپنے کو مسلمان کہلواتے تھے۔ اور جماعت مسلمین میں داخل ہو گئے تھے۔ اسی طرح احادیث میں بھی ان لوگوں کا الٹے پیروں پھر جانا اور ان کے اعمال کا محبوط ہو جانا حتی کہ جہنم میں جانا مرقوم ہے۔ لہذا ہم تصویر کے دونوں رخ دیکھتے ہیں۔ سچائی کی طرف جھکتے ہیں اور جھوٹ کو خود جھکانے کی کوشش کرتے ہیں۔ زیادتی کرنے والوں کا ساتھ چھوڑ دیتے ہیں اور مظلوم کی حمایت کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے عدلیہ کہلواتے ہیں ہم سخت مجبور ہیں کہ برے کو اچھا نہیں سمجھ سکتے۔

جب کسی کو طعن کیا جاتا ہے تو پھر اس کے اسباب و علل و قوعات اور گواہ بھی پیش کئے جاتے ہیں۔ بلا وجہ کسی پر الزام تراشی کو ہم گناہ سمجھتے ہیں۔ اگر ہماری اس تحقیق و جستجو کو ناپسند کیا جائے تو اس میں ہم بے قصور ہیں۔ ہم عقیدت کے لئے بھی عقل سلیم سے صلاح لیتے ہیں اور اندھی تقلید کے قائل نہیں ہیں۔

افسوس ہے کہ آپ قرآن و سنت کے خلاف احقر سے بدظن ہیں۔ لیکن دوسروں کو بدظنی، طعن تراشی، غیبت کرنے کا طعنہ دینے، بد لقب رکھنے، نام بگاڑنے اور گذشتہ عیب کا الزام دینے سنانے کی اجازت نہ دینے کی بات کو تعلیم قرآنی و سنت نبوی قرار دیتے ہیں لیکن خود اس پر عمل نہیں کرتے دور کیوں جایا جائے مجھ غریب سے بدظن ہیں۔ طعن تراشی میں بھی کوئی کسر باقی نہ رہی، غیبت بھی کی طعنے بھی دیئے۔ بد لقب (رافضی) بھی رکھا، نام بھی بگاڑا۔ ڈرایا بھی دھمکایا بھی۔ خیر یہ تو میرا ذاتی معاملہ ہے۔

اصل مقصد یہ ہے کہ مذہب شیعہ میں یہ سب باتیں ناپسندیدہ اور ممنوع ہیں۔ مگر دنیا کے کسی ضابطہ حیات میں یہ بات ناجائز و ممنوع نہیں ہے کہ گذشتہ واقعات کو دہرانا ان سے سبق و عبرت حاصل کرنا۔ ان کو بطور نظیر و مثال پیش کر کے اپنے موقف کی وضاحت کرنا۔ گذرے ہوتے مشاہیر کی خامیوں یا خوبیوں کا تجزیہ کر کے ان کی روشنی میں مستقبل کے لئے لائحہ عمل تیار کرنا وغیرہ۔

مگر صرف آپ کا مسلک ایسا اچنبہ ہے کہ وہ اس بین الاقوامی مسلمہ طریق و روش کی بھی مخالفت کرتا ہے۔ اور اس غیر معقول پابندی پر سختی سے کاربند ہے کہ قصص سابقین کو بھلا دیا جائے۔ یعنی ماضی سے کوئی سبق نہ لیا جائے۔

آپ نے خط میں تحریر کیا ہے کہ اللہ نے ان کے لئے دعائے مغفرت کرنے اور کینہ و کدورت دل سے نکال پھینکنے کو ہی شرط ایمان اور اسلام قرار دیا ہے اور سورہ حشر کی آیت کا حوالہ دیا ہے۔ میں اس بارے میں یہ عرض کروں گا کہ مہاجرین و انصار سے محبت و عقیدت کا ہم انکار کب کرتے ہیں۔ مگر آپ کا یہ لکھنا کہ "تمام افراد مہاجرین اور انصار سے عقیدت و محبت واجب ہے" محتاج ثبوت ہے اگر یہ الفاظ آپ سورہ حشر میں دکھا دیں تو آپ کو منہ مانگا انعام دیا جائے گا۔ سورہ حشر کی یہ آٹھویں آیت ہے اور مولوی اشرف علی تھانوی نے اس کا ترجمہ اس طرح کیا ہے۔

اور ان حاجت مند مہاجرین کا (بالخصوص) حق ہے جو اپنے گھروں سے اور اپنے مالوں سے (جبراً و ظلماً) جدا کر دیئے گئے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے فضل (یعنی جنت) اور رضامندی کے طالب ہیں۔ اور وہ اللہ اور اس کے رسول (کے دین) کی مدد کرتے ہیں۔ (اور) یہی لوگ (ایمان) کے سچے ہیں۔

باقی اس آیت پر مفصل گفتگو "دو ہزار تمہاری دس ہماری" کے اعتراض نمبر ۳۴ کے جواب میں ملاحظہ کی جا سکتی ہے کہ ہم جن مہاجرین یا انصاروں سے عقیدت

نہیں رکھتے ان کا اس آیات سے دور کا واسطہ بھی نہیں ہے الف لام کے استغراق کا جواب بھی اس کتاب میں موجود ہے۔ نیز مال فے سے متعلق آیت کے بارے میں ہماری معروضات بھی ذکا-الاذہان۔ میں مطالعہ فرمائی جا سکتی ہیں۔ یہاں ان کو دھرانا تضیع اوقات ہوگا

دوسری بات

جس کا لحاظ رکھنے کی تلقین ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ اکابر اہل بیت بھی ان آیات پر عامل تھے۔ اس نصیحت کی ضرورت ت محسوس ہونا چاہئے اگر ہم شیعہ ان آیتوں کو جھٹلاتے ہوں ہم تو بار بار کہہ رہے ہیں۔ وہ اصحاب النبی جنہوں نے اہلبیتؑ کا حق ادا کیا وہ ہمارے سروں کے تاج ہیں۔ ہم ان کے وسیلوں سے دعائیں کرتے ہیں، صحیفہ کاملہ میں ہمارے امام سید الساجدینؑ کی ادعیہ موجود ہیں، جو اس بات کا شافی ثبوت ہیں کہ ہم حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم سے گہری عقیدت و محبت رکھتے ہیں۔ لیکن ان لوگوں سے جنہوں نے پیغمبرؐ کی حیات ظاہری میں بھی ان سے فریب کیا اور بعد میں ان کی اولاد سے کینہ رکھا اور اس کو دکھ دیا صلہ رحمی کو قطع کیا رشتہ داریوں کا لحاظ نہ رکھا ایمان کی پرواہ نہ کی ہجرت کا پاس نہ کیا۔ سب کچھ بھلا کر دین کے بدلے دنیا کو خرید لیا ہم انکو مراعات و نوازشات کے لائق نہیں سمجھتے کیونکہ ایسے سنگین الزامات کی موجودگی میں ان کی حمایت کرنا باطل کی پشت پناہی اور حق سے چشم پوشی کرنا ہے۔

تیسری بات

تیسری بات آپ نے یہ فرمائی ہے کہ قرآن کریم نے ان کی غلطیوں سے سکوت کیا ہے۔ حالانکہ یہ سراسر غلط ہے قرآن میں جگہ جگہ صاف الفاظ میں ان کی کارستانیاں بیان ہوئی ہیں۔ کہیں جہاد سے فراریاں بیان ہوتی ہیں کہیں خفیہ سازش کا تذکرہ ہے۔ کہیں رسول سے آواز بلند کرنے کی سرزنش ہے کہیں شدت جہالت، نفاق و کفر کو ظاہر کیا گیا ہے الغرض سینکڑوں مقامات پر غلطیوں کی نشاندہی ملتی ہے قرآن

مجید میں کسی ایسے آدمی کی وکالت و صفائی موجود نہیں ہے جس سے شیعہ بیزار ہو۔

منافقوں کا انجام اور میری گذارش

محترم ہم آپ کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ آپ نے تسلیم کیا کہ منافق اصحاب رسول میں ملے جلے تھے اور آپ بھی منافقوں کے دشمن ہیں ان کو بدترین جہنمی سمجھتے ہیں آپ نے یہ بھی مطالبہ کیا ہے کہ "قرآن و سنت اور سنی و شیعہ کم از کم دو دو معتبر محدثین و مفسرین سیرت نگاروں کی شہادت سے آپ یا آپ کے ہم مشرب علماء ناموں کے تعین بتائے جائیں میں دستخط کرتا جاؤں گا اور بہت خوش ہونگا شکریہ میں انعام تک پیش کر دونگا کہ یہ صحیح خدمت دین ہوگی"

میرے بھائی آپ کا یہ مطالبہ پورا کرنا بہت ہی آسان ہے کیونکہ سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منافق کی ایسی سہل پہچان تعلیم دی ہے کہ اصحاب رسول جھٹ پٹ ان مردودوں کو شناخت کر لیتے تھے اور اگر آج بھی سنت رسولؐ کا کوئی حقیقی اہل ہے تو اس کے لئے منافق کو تلاش کر لینا تنکا توڑنے کے برابر ہے طریقہ میں دہرا دیتا ہوں اس کی مدد سے ناموں کی فہرست خود فرمالیجئے۔ اور دستخط ثبت کر دیجئے۔ کسی محدث و مفسر کو زحمت دینے کی ضرورت نہیں کہ خود ہادی عالمین نے اس گھتی کو سلجھا دیا ہے اب اگر صداقت رسولؐ پر ایمان ہوگا اور دین سے سچی محبت ہو تو پیغمبرؐ کے یہ الفاظ یاد رکھئے

"(اے علی) تجھے نہیں دوست رکھے گا مگر مومن اور نہیں دشمن رکھے گا۔ مگر منافق"۔ (نسائی)

اور ترمذی نے ابی سعید سے روایت کیا ہے کہ ہم انصار منافقوں کو بغض علیؑ کے ساتھ شناخت کر لیا کرتے تھے۔

پس آپ کی الجھن سلجھا دی گئی۔ ہم تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی اسی بتائی ترکیب کو آزماتے ہیں جہاں شبہ ہوتا ہے علیؑ علیؑ علیؑ علیؑ علیؑ کر کے چہروں

سے بھانپ لیتے ہیں۔ ممکن ہے حیدرآباد اسٹیشن پر کبھی یہی امتحان کیا گیا ہو۔

یہ محض بے بنیاد الزام ہے کہ ہم چند تلامذہ علیؑ کے سوا دیگر لوگوں کو ایمان سے محروم سمجھتے ہیں۔ ایسا ہرگز نہیں بلکہ ہم اس شخص کو محروم ایمان سمجھتے ہیں جو مخالف علیؑ ہو۔ اور از روئے حدیث پیغمبر بغض علیؑ ایسی برائی ہے کہ نیک اعمال کو بھی اسطرح کھا جاتی ہے جس طرح لکڑی کو آگ۔ یہ بات ہم پہلے ہی رد کر چکے ہیں۔ کہ طالب علم کی نالائقی معلم کے لئے باعث تحقیر ہوتی ہے۔ اگر ایسا ہے تو پھر تمام انبیاء کی طویل کوششیں اور اس کے عوض قلیل صالحین سب کچھ معاذاللہ آپ کے خود ساختہ مفروضہ کی نذر ہو جاتے گا۔ حضرت نوحؑ کا ہزار برس کے قریب تبلیغ کر کے چند اشخاص کو ہمنوا بنانا بنی اسرائیل موسیٰ علیہ السلام اور ہارون کو محنت کا پھل۔ حضرت عیسیٰؑ کے اپنے شاگرد کا ان کو پکڑوا دینا کیا یہ سب معاذاللہ ان کی تربیت کی خامیوں سے ہوا؟ ہرگز نہیں بلکہ معلم کا فرض منصبی محض یہ ہے کہ وہ تعلیم دے آگے طلباء کی استعداد ظرف پر منحصر ہوتا ہے۔ عقلی اعتبار سے یہ مفروضہ بالکل بے اساس ہے اور تجربہ و مشاہدہ سے یہ بات پوری طرح ثابت ہے کہ استاد کتنا ہی قابل کیوں نہ ہو اگر شاگرد میں شوق و صلاحیت کا فقدان ہے تو اس کے دماغ میں کوٹ کر کچھ نہیں بھرا جا سکتا ہے۔

الغرض مطاعن کے سلسلہ میں جو آپ نے کوشش فرمائی وہ بارآور ثابت نہ ہو سکی کیونکہ اس سے محض یہی اختراع کیا جا سکتا ہے کہ وہ جیسے بھی تھے بہرحال جماعت رسول تھے یعنی قصوروار ضرور تھے مگر اب درگذر کرنے کے علاوہ چارہ نہیں ہے۔

چوکور سیب ہم مانتے ہیں کہ ماشاءاللہ آپ ہر بات کا الٹ پلٹ جواب دے سکتے ہیں۔ کیونکہ آپ کا سرخ کاغذی سیب قدرتی تو نہیں ہو سکتا البتہ مصنوعی بنایا جا سکتا ہے اور اگر کاغذ کے پھولوں سے خوشبو آ سکتی ہے۔ تو اس سے بھی ضرور آتی ہوگی۔ اندر کے داغ تو نظر نہیں آتے۔ چلئے آپ کے کہنے پر بے داغ مان لیتے ہیں۔ ہم نے اسے کونسا کھانا ہے جو کلٹنے کی نوبت آتے۔

میری گذارش تو یہ تھی کہ آپ مجھے اپنے مذہب " اہل سنت والجماعۃ" کا نام قرآن مجید میں دکھائیں۔ آپ نے مجھے " چوکور سیب" دکھانے کی کوشش کی۔ حالانکہ جس طرح آپ " چوکور سیب " حقیقی نہیں دکھا سکتے اسی طرح " اہل سنت والجماعۃ" کا نام قرآن سے ثابت نہیں کر سکتے۔ کیونکہ ہے ہی نہیں۔ ادھر ادھر کی تاویلات سے میرا مطالبہ پورا نہیں ہو سکتا ہے۔ آپ نے اللہ کی سنت اور رسول کی سنت کا حکم تو قرآن میں سے نکال لیا مگر اپنا نام نہ نکال سکے۔ میں کہتا ہوں کہ " شیعہ " نام اللہ اور اس کے رسول کی سنت ہے۔ اس لئے کہ ابراہیمؑ کو شیعہ کہا گیا ہے۔ موسیٰ کے شیعہ کا ذکر بھی ہے۔ لہذا قطعی ثبوت جو آپ نے اپنے حق میں تلاش کیا وہ تو الٹا شیعہ کے لئے مفید ہوا کہ اللہ کی سنت بدل نہیں سکتی۔ اگر نوحؑ و ابراہیمؑ و موسیٰؑ کے شیعہ ہوئے تو پھر محمدؐ کے شیعہ ہونے میں سنت خدا کی خلاف ورزی کیونکر ہوئی۔ یہ نام تو عین مطابق سنت اللہ قرار پایا۔

بہرکیف میرا سوال اپنی جگہ محتاج جواب ہے اور ہم سنی کیوں ہیں ــــــ؟ کی بات اپنے مقام پر چلے گی۔

اخلاقی تصویر یہ جان کر سخت تعجب و افسوس ہوا کہ آپ مجھ سے اور میرے

بھائیوں سے بہت گالی گلوچ سن چکے ہیں۔ لیکن قبل اس کے میں وہ خطوط ظاہر کرنے کی خواہش کا اظہار کروں جس سے آپ کو شیعہ اخلاق و تہذیب کا ماتم (جسے آپ حرام کہتے ہیں) کرنا پڑے میں ماتمی گنہگار کیوں نہ آپ کی کذب پر زنجیر زنی کروں۔ جو آپ مجھ پر تہمت باندھ رہے ہیں کہ میں نے آپ کو گالی گلوچ کیا۔ اگر آپ مجھے ایک بھی ایسا جملہ دکھا دیں جس میں آپ کی شان میں سب وشتم ہو تو میں غیر مشروط معافی طلب کروں گا۔ اور اگر یہ جھوٹا الزام ہے تو مجھے افسوس نہیں لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ بھی پڑھوں گا تو آپ اس تلاوت قران کو گالی قرار دیں گے۔

نہج البلاغہ (۱)

آپ نے نہج البلاغۃ سے جو اعتراض تلاش کئے ہیں ان کا تعلق تاریخ سے ہے جو کسی سے رعایت نہیں کیا کرتی۔ باقی چونکہ متعلقہ عبارت کی نشاندہی نہیں کی گئی اور محض اپنے اخلاقی تصویر دکھائی گئی ہے۔ لہذا اس کا جواب دینا بھی ضروری نہیں۔

امام حسنؑ کا دورہ ۲

معلوم نہیں اس میں کونسی بد اخلاقی والی بات ہے۔ وظیفہ لیتے تھے تو ان کا حق تھا اور اگر جلی کٹی کہتے تھے تو برمحل کہتے تھے کہ امام وقت تھے۔

سنی جنازہ ۳

امام حسینؑ لوگوں سے محبت کرتے تھے تو اس میں کیا قباحت ہے۔ رہی سنی جنازہ پر بددعا کرنے کی بات تو یہ آپ کی شرارت ہے۔

سخت بد اخلاقی کا مظاہرہ ہے۔ مگر آپ مجبور ہیں کہ آپ کے مذہب میں اسی کو اخلاق کہتے ہیں کہ جھوٹ و فریب سے فساد برپا کر دو قتل و غارت کو جہاد بنا دو۔ اگر آپ کافی میں یہ روایت دکھا دیں کہ سنی کا جنازہ پڑھا تو یہ بددعا کی کہ اے اللہ اس کی قبر کو آگ سے بھر دے تو منہ مانگا انعام دوں گا۔ دشمن اہل بیت اور نجس ہے۔

حضرت زینب کا گرنا

۴۔ یہ واقعہ بلا حوالہ لکھا ہے تاہم اس میں بھی کوئی بد اخلاقی کا پہلو نہیں نکلتا ہے۔ اگر دفات پیغمبرؐ پر تلوار نکال لینا اور سر اڑا دینے کی دھمکی دینا قابل اعتراض نہیں تو پھر امام زین العابدینؑ پر اعتراض کیوں؟

امت

۵۔ اگر خدا نمازیوں کے لئے "ویل" کہہ سکتا ہے اور دعویداران ایمان کو منافق قرار دے سکتا ہے تو پھر امام اپنے علم کی روشنی میں امت کو ملعون وغیرہ کیوں نہیں کہہ سکتا ہے۔

اولاد البغایا

۶۔ آپ نے جس طرح تہذیب و شرافت اور تمیز و اخلاق کے جنازے نکال کر شیعوں کے کندھوں پر رکھنے کی ناکام کوشش کی ہے اس سے آپ کی حقیقی صورت سامنے آجاتی ہے۔ میں اب کیا کہوں؟ اللہ ہی آپ کو اس کا بدلہ عطا کرے۔

آپ نے روضہ کافی سے لکھا "یا ابا حمزۃ واللہ ان الناس کلھم اولاد البغایا ما خلا شیعتنا" اللہ کی قسم ہمارے شیعوں کے سوا دنیا کے سب لوگ کنجریوں کی اولاد ہیں۔

کیا یہی آپ کے مذہبی اخلاق اور دینی دیانت کا مظاہرہ ہے؟ آپ نے "اولاد البغایا" کا ترجمہ "کنجریوں کی اولاد" کیا ہے۔ حالانکہ اس کے معنی ظلم اور زیادتی کرنے والے، حد سے بڑھنے والے، جھوٹ کہنے والے، بہت تلاش کرنے والے، ظلم کرنے والے اور نافرمانی کرنے والے ہوتے ہیں۔ لونڈی اور نا کارہ عورت پر عربی میں لفظ "بغی" استعمال

ہو جاتا ہے۔ مگر اس محل پر یہ مطلب اخذ نہیں ہوتا ہے جب یَتَحَیَّا (ج) مستعمل ہو تو عموماً اس کے معنی بہت ڈھونڈنے والے کے ہوتے ہیں یا حق سے پھر جانے والے مراد ہوتی ہے۔ الغرض صحیح مطلب اس ارشاد کا یہ ہے کہ شیعان اہلبیتؑ رسولؐ کے علاوہ تمام لوگ (مخالفین اہلبیتؑ) حق سے جدا ہیں۔

۳۱۳ مومن

۷۔ اس میں آپ نے رجعت کے مسئلہ کو چھیڑا ہے۔ اگر میں اس آوارہ لڑکی کی مثال لکھ دوں تو صحیح صادق آتی ہے کہ جو خود لڑکوں کو کہتی ہے کہ "اجی آپ تو ہم کو چھیڑیں گے" ایسے نازک مسائل کو ہوا دے کر آپ کیوں ہمارا منہ کھلواتے ہیں۔ پھر جب ہم تنگ آمد بجنگ آمد گوئی بر سر بر کریں گے تو آپ گالی گلوچ کیا تیغ و تفنگ تان لینے کا الزام وضع کریں گے۔ لہٰذا بہتری اسی میں ہے کہ مثبت رنگ میں بات کریں یہ مسائل دور کے ہیں۔ البتہ ۳۱۳ مومنین کی بیعت نہ صرف شیعہ کے ہاں بلکہ سنیوں کے ہاں بھی مشہور بات ہے اس میں بد اخلاقی کی کوئی بات نہیں ہے

اہل شام و رومی

۸۔ اصول کافی سے جو قول حضرت صادقؑ کا آپ نے نقل کیا ہے۔ وہ متعدد وجوہات کی بنا پر مطابق واقعہ ہے۔ اور اگر حقائق دھرانے کو آپ گالیاں کہتے ہیں تو پھر ساری تاریخ اور تمام قصص و روایات گالیوں کا پلندہ ہیں۔ سب کو چھوڑ کر اپنی نئی گلیاں بنا لیجئے۔ کہ یہ بھی ایک جدید تقاضا ہے

آپ نے خواص سے آٹھ مثالیں درج کی ہیں لیکن کسی ایک مثال میں بھی ہمیں کوئی گالی لکھی ہوئی نہیں ملی ہے۔ سوائے نمبر ۶ میں کہ وہ خود آپ نے ترجمہ میں خیانت کر کے بھیڑ کا بچہ کھانے کے لئے بھیڑئے کے نقش قدم کی پیروی کی ہے۔ صبر و تحمل تو واقعی آپ کا قابل داد ہے کہ ماضی کی یاد تازہ کرانا بھی دشنام طرازی خیال کرتے ہیں۔ اگر بچے یا علیؑ مدد یا علیؑ مدد کا نعرہ لگا دیں جیسے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو عبادت فرمائیں۔ آپ اسے گالی سمجھیں یہی سنت کی پیروی ہے کیا؟ اور جس طرح آپ کو چھ صفحات کا خط ملا ہے اس

میں بھی بد دعائیں تحریر ہیں۔ گالیاں نہیں۔ جبکہ احقر کو آپ کے بھائیوں کی طرف سے سینکڑوں سب ناما موصول ہوئے ہیں۔ مگر بندہ گالیاں کھا کر ہرگز بے مزا نہیں ہوا۔ عام لوگوں کو تو چھوڑیے۔ آپ جیسے دارائے شرافت کی جانب سے گالیاں تو کجا ہلاکت کی دھمکیاں موصول ہوئی ہیں۔

میرے معظم دوست! کیا ایسا مذہب سچا ہو سکتا ہے یا اس میں نجات مل سکتی ہے جس میں رسولؐ کے دشمنوں کو تو چار چاند لگائے جائیں اور ان کی اولاد و کنبہ کے ذکر کو بھی واعظ پر حرام قرار دیا جائے۔ شاگردوں پر بھروسہ کر لیا جائے مگر گھر والوں پر اعتبار نہ کیا جائے۔ خسروں داماددوں کا احترام ہو مگر محسن چچا اور جانثار بھائی کو کافر و قارون سمجھا جائے۔ بیویوں ربیبہ بیٹیوں کی تعظیم ہو مگر دختر حقیقی اور نواسیوں کو کچہریوں میں بلایا جائے۔ رسولؐ کے حلال کو امتی حرام قرار دے۔ جھوٹے اور سچے میں تمیز روا نہ ہو۔ نیک و بدکار سب برابر ہوں بد اعمال کی بد عملی کا تذکرہ ممنوع ہو۔ جبر و تشدد و جارحیت کا شمار خوبیوں میں ہو۔ بلا شبہ کسی کو گالی دینا اخلاقی جرم ہے۔ مگر بد دعا کرنا کسی دوست نما دشمن سے بیزار ہو جانا کسی بھی اخلاقی ضابطے کی خلاف ورزی نہیں ہے۔ حضرت نبی و اصحاب و آل نبی پر صلوٰۃ و سلام والا دین چھوڑ کر اسلئے لعنت کرنے والوں کے گروہ میں آملا کہ میں نے صحاح میں پڑھا تھا کہ رسولؐ کچھ لوگوں کے نام لے کر نماز میں ان کے لئے لعنت طلب کیا کرتے تھے۔ پھر بعض ایسے ہیں جن پر قرآن میں لعنت آئی ہے اور فرشتے صبح و شام یہ عبادت کرتے ہیں۔ پس اس ثواب کے حصول کی خاطر ادھر آنا پڑا کیونکہ صلوٰۃ و سلام کے ساتھ اگر ضالین و مغضوبین پر لعن طعن بھی ہو جائے تو ایک پنتھ دو کاج ہو جاتے ہیں۔

معاف فرمایئے اگر آپ کے نزدیک لعنت گالی ہے اور اسے آپ "اخلاقی جرم" "کمینہ پن" "تیرے مذہب میں قابل نفرین" اور "حرام" سمجھتے ہیں تو پھر "لعنیوں کے گروہ" کے الفاظ پر غور کر کے ذرا اپنے گریبان میں جھانکیے۔ شاید آپ خود کو "اخلاقی مجرم" ۔ ۔ ۔ اور "مرتکب حرام"

محسوس کرلیں۔ بصورت دیگر ڈھیٹ کا کوئی علاج نہیں ۔ اگر یہ گالی ہے تو آپ کی نقالی میں ہے "غضب اللہ علی من سبی" کہہ سکتا ہوں۔ اور اگر یہ گالی نہیں (اور یقیناً نہیں ورنہ قرآن میں ایسی گالیاں کیوں نازل ہوتیں) تو خواہ مخواہ کا ہنگامہ کیسا؟

میرے ہمدرد! میں نے جو کچھ لکھا اس کا جوابدہ بھی ہوں۔ جب محمدؐ کے دربار میں پیش ہوں گا تو انشا اللہ سرخرو ہوں گا۔ اور شیعہ بنا ہی اس مقصد کے لئے ہوں ۔ ماشا اللہ ، ماشا اللہ ، ماشا اللہ

"شیعہ مذہب حق ہے" میں بتا چکا ہوں کہ مجھے اس بارے میں قطعی خوف نہیں ہے محمدؐ کے گھرانہ کی دوستی رکھتا ہوں اور ان کے دشمنوں سے عداوت ۔ بس کوئی کچھ بھی کہے پرواہ نہیں عاقبت فاطمہؑ کے لال کے صدقہ میں سنوری ہوئی ہے اگر بیوی، بیٹیوں مذہبی دوستوں اور رشتہ داروں کو موضوع سخن بنانا معیوب اور موجب بھڑک اٹھنے کے ہے تو پھر للہ یہ بتائیے آپ بار بار حضور علیہ السلام کے یاروں ، خسروں ، دامادوں ، بیویوں ، بیٹیوں اور بعض اولاد کو موضوع سخن کیوں بناتے ہیں اگر آپ کی لب کشائی پر نہ ہی اللہ ناراض ہوتا ہے نہ رسولؐ تو پھر دوسرے پر کیوں ناراض ہو گا کہ اگر لوطؑ کی بیوی کی مذمت سے متعلق قصہ قرآن کو دھرانے سے حضرت لوطؑ یا اللہ تعالیٰ ناراض ہو سکتے ہیں یا رب ذوالجلال کو غیرت آسکتی ہے تو پھر اس کی تلاوت کیوں کی جاتی ہے۔ کہ جذبات مجروح ہو سکتے ہیں جب صحاح کی احادیث سے ازواج پیغمبرؐ کی آنحضرت سے محافل خلوت کے واقعات دہرائے جاتے ہیں تو پھر اخلاق کی گردن کیوں نہیں جھکتی۔ معلم غیرت کی عزت کی پاسداری کو ملحوظ کیوں نہیں رکھا جاتا۔ مگر داستان ظلم سننا گوارہ نہیں۔ حق سے کان لپٹنا۔ سچ سے نظر چرانا، حقیقت سے دامن چھڑانا، صداقت سے کنی کترانا اور انصاف سے منہ موڑنا ہی آپ کے نام نہاد اخلاق کے محرک ہیں۔

آپ نے یہ بالکل صحیح لکھا ہے کہ کفار قریش نے آنحضرتؐ کو شرم و غیرت کے لحاظ

سے روحانی اذیت نہیں پہنچائی ۔ آپ کی بیٹیوں اور حرم خانہ کو بری نگاہوں سے نہیں دیکھا یا بد زبانی اور لعنت کا نشانہ نہیں بنایا۔

مجھے اعتراف ہے وہ کافر ضرور تھے ۔ مگر تھے غیرت والے ۔ افسوس ہے کہ مسلمانوں نے بعد از وفات پیغمبرؐ یہ سب کچھ کیا۔ تاریخ میں یہ دلسوز کہانیاں محفوظ ہیں۔ جن کو بیان کرنا باعث طوالت ہو گا۔ یہی رونا شیعہ چودہ سو سال سے رو رہے ہیں کہ ان کافروں سے بدتر مسلمانوں کی مذمت کرو جنہوں نے خاندان پیغمبرؐ کی ہتک کی۔ "فعل" کو مذموم آپ بھی مانتے ہیں۔ نزاع فاعلوں پر ہے ۔ اگر عقیدت سے ہٹ کر غیر جانب داری سے دیکھو تو خود بخود نقابیں الٹ جائیں گی۔ اگر نقاب پر نقاب چڑھاتے جاؤ گے تو معاملہ اور پیچیدہ ہوتا چلا جائے گا۔

ہم نے اہل سنت کی دل آزاری کیلئے ہرگز نہیں لکھا بلکہ لوگوں میں افہام و تفہیم کا جذبہ بیدار کرنے کی کوشش کی ہے ۔ ایک سائل کی حیثیت سے تحصیل علم کی خاطر پوچھا ہے۔ شکوک و تنازعات کو سامنے لائے ہیں تاکہ ایک دوسرے کے نظریات کھل کر سامنے آجائیں۔ اگر منفی پہلوؤں کی کرید اور تحقیق کرنا دل آزاری ہے تو پھر منافقانہ رواداری مکاری ہے۔ میں نے جو کچھ لکھا ہے اس سے میرا مقصود محض وضاحت طلبی ہے۔ اس پر مجھے سنی بھائیوں کی طرف سے جس طرح کے خطوط موصول ہوئے ہیں وہ میں ہی بہتر جانتا ہوں کو جس تن لاگے سو تن جائے۔

کتنے ظلم کی بات ہے کہ آپ خود کیلئے تو یہ حق محفوظ رکھتے ہیں بلا استعمال رکھتے ہوں کہ کسی برسر اقتدار آنے والے مسلمان حکمران کے بارے میں اپنے یہ ریمارکس سپرد قلم کریں کہ

"وہ لوگ جو اہل بیت کی آڑ میں عوام کو دھوکہ دے کر برسر اقتدار آئے اور لاکھوں بے گناہ مسلمانوں کے خون سے دریا بہائے" اور آگے ابن زیاد سے لے کر جناب بھٹو تک اور آقائے خمینی سمیت ان پر نکتہ چینی کریں۔

مگر کیا وجہ ہے یہ حق آپ شیعوں کے لئے شجر ممنوعہ سمجھتے ہیں۔ اور اگر میں یہ لکھ دوں کہ بعد از رسولؐ حاکم اوّل نے مسئلۂ زکواۃ کو آڑ بنا کر ہزاروں بے گناہ مسلمانوں کو تہہ تیغ کر دیا۔ یہ بات آپ کے نزدیک گالی بلکہ گالیاں ہو جائے گی۔

آپ کی تاریخ دانی کا یہ حال ہے کہ آپ نے ابن زیاد جیسے دشمن اہلبیت کو اہل بیت کی آڑ میں عوام کو دھوکہ دے کر برسر اقتدار آنے والوں میں شمار کیا ہے۔

سکندر مرزا، یحییٰ خان، جناب بھٹو وغیرہ کا اہل بیت کی آڑ میں عوام کو دھوکہ دے کر برسر اقتدار آنا بھی نئی بات ہے پہلی مرتبہ سنی ہے۔ بہر حال ان باتوں کا تعلق سیاسیات سے ہے۔ لہذا ان کو نظر انداز کرنا بہتر ہوگا۔ سنی حکومتوں کے شیعہ عوام پر مظالم تاریخ میں لال حروف سے مرقوم ہیں ان کو دھرانے سے پرانے زخم ہرے ہو جاتے ہیں۔ اصل مدعا بیان یہ ہے کہ ظالم کے ظلم کی داستان بیان کرنا ظلم کیخلاف صدائے احتجاج ہوتا ہے اور ظالم ادنٰی ہو یا اعلیٰ بہر حال ظالم ہے۔ پس ہمدرد اور سچا ہمدرد انسانیت مذہب وہی ہو سکتا ہے جو ظالم سے نفرین کرے اور مظلوم سے محبت کرے شیعہ مذہب میں یہ خوبی بدرجہ اتم موجود ہے جبکہ آپ کے ہاں اس معاملہ میں سنگین پابندیاں موجود ہیں جو خلاف عقل و دانش ہیں

مذہب شیعہ ضامن نجات ہے

میرے محترم! آپ کی طویل تمہید کا جواب حتی المقدور پورا کرنے کی کوشش کی گئی۔ آپ نے اپنی وضع کردہ بارہ شرائط کے خلاف جو شیعی عقائد پر تبصرہ کیا اور اس کے غیر ناجی ہونے پر لاغر دلیلیں تحریر کی ہیں۔ ان پر حقیر کا واپسی تبصرہ مندرجہ ذیل ہے۔ آپ نے مجھے فرار ہونے کا طعنہ دیا ہے حالانکہ آپ کی بارہ شرائط کے مقابلے میں بندہ نے صرف ایک

شرط و مطالبہ عرض کیا تھا جس کو آپ پورا نہ کر سکے۔ میں نے فرار ہونے والوں کو چھوڑ کر کرار اور غیر فرار امامؑ کی غلامی کو قبول کیا ہے اور علیؑ کا ملنگ صبح و شام فرار ہونے والوں سے اظہار بے زاری کرتا ہے۔

بزرگوار عصر حاضر میں مروّجہ تمام مذاہب میں صرف مذہب شیعہ اثنا عشری ایسا معقول و معتدل مذہب ہے جو نجات کا ضامن ہے۔ اس کی توحید خالص، عقیدہ رسالتؐ باعصمت، ثقلین (قرآن و اہلبیتؑ) اس کے ہادی ہیں۔

توحید

آپ نے اسلامی توحید کو اس طرح محدود کیا ہے کہ۔ اللہ کے بغیر کوئی الٰہ نہیں ہے۔ الٰہ کے معنی یہ ہیں کہ جو بارش برسائے فصل اگائے، زمین برقرار رکھے، دریا بہائے، پہاڑ ٹکائے، دکھی عوام کی فوق الاسباب فریاد سنے اور سب مصائب ٹالے، زمین میں ایک دوسرے کا جانشین بنائے۔ خشکی اور سمندر میں گمشدگان کو راہ دکھائے۔ ہوائیں بھیج کر باران رحمت برسائے مخلوق کو ابتدا یا انتہا پیدا کرے، عالم الغیب ہو ءالہ مع اللہ۔ کیا اللہ کے ساتھ کوئی ایسی صفات والا اور بھی ہے؟

آپ جناب کی یہ تشریح میرے نزدیک خدائے لم یزال کی ذات لامحدود کو محدود ظاہر کرتی ہے لیکن شیعہ توحید یہ ہے کہ یہ صفات خدا نے اپنی مخلوق میں بھی پیدا کی ہیں۔ آج زمانہ سائنس کا ہے اگر خدا کا تصور آپ کی توضیح پر قائم کر لیا جائے تو اس وقت انسان نے ترقی کے ایسے مدارج طے کر لئے ہیں کہ وہ مصنوعی بادل برسا سکتا ہے، فصل اگا سکتا ہے۔ آسمانی ہواؤں کا رخ موڑ سکتا ہے۔ الغرض مذکورہ بالا سب باتیں کر سکتا ہے۔ کیا ان کی اس تسخیر و کامیابی پر ان کو بھی اللہ سمجھا جائے گا۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ کام وہ ذات باری اپنی مخلوق سے لے سکتی ہے ہم خداوند تعالیٰ کو ایسا احد مانتے ہیں کہ وہ قادر مطلق ہے۔ تمام قادروں کا قادر ہے۔ احسن الخالقین ہے، خیر الرازقین ہے،

اس کے یہ صفاتی نام اس بات کا ثبوت ہیں کہ تمام خالقوں سے احسن خالق اس کی ذات ہے۔ یعنی اس کے علاوہ کسی تخلیق کرنے والے کو خالق کہنا یا سمجھنا معارض توحید الٰہی نہیں ہے کیونکہ وہ خالق بہر حال اپنے احسن کی مخلوق ہے جبکہ خدا کسی کا مخلوق نہیں۔ میں نے اپنی کتاب "علی ولی اللہ" میں ایسی محدود توحید جو آپ نے بیان کی ہے کو غیر معقول ثابت کرتے ہوئے ابلیسی نظریہ توحید سے ملتا جلتا قرار دیا ہے۔

کرہ ارض کا کوئی بھی شیعہ حضرت علی علیہ السلام کو خدا یا اس کا شریک یا معبود اعتقاد نہیں کرتا۔ بلکہ ان کو خدا کا بندہ، رسول کا وصی اور امام مانتا ہے ان کی کرامات کو خدا کی عطا کردہ قوت کا محتاج مانتا ہے اور ان کو مخلوق سمجھتا ہے۔ اللہ کا ولی تسلیم کرتا ہے اور ولی کے معنی صاحب اختیار ہوتے ہیں لہٰذا ہمارا حضرت علی علیہ السلام کو قادر ماننا عین توحید ہے۔ کہ خود صاحب توحید خالق مطلق نے اپنی اس مخلوق ہستی کو اپنی مرضیوں کا خریدار و مالک قرار دیا ہے "ایاک نستعین" کا مذاق آپ حضرات اڑاتے ہیں کہ اللہ کو تنگ دست و بخیل سمجھتے ہیں۔ ورنہ اس کا مطلب تو واضح ہے کہ "ہم تجھی سے مدد طلب کرتے ہیں" اب چاہے خود کر یا اپنے کسی کارندہ کے ذریعے سے کروا۔ تو مالک ہے جو چاہے سو کرے۔ اس دعا سے حضرت علیؑ سے مدد مانگنے کی مذمت نہیں بلکہ اجازت ثابت ہوتی ہے۔ پھر یہ اعانت بھی خاص ہے کہ آگے صراط مستقیم کا مطالبہ کیا جاتا ہے اور صاحب معالم التنزیل نے اپنی اس تفسیر میں لکھا ہے کہ "مسلم بن حیان نے کہا کہ میں نے ابو بریدہ رضی اللہ عنہ کو کہتے سنا کہ صراط مستقیم سے مراد محمد و آل محمد کا طریقہ ہے" (ثعلبی)

الغرض پھر پھرا کر بات اپنے مرکز پر آجاتی ہے کہ قرآنی توحید صرف تعلیمات محمدؐ و آل محمدؐ سے سمجھی جا سکتی ہے۔ جو یہ ہے وہ خدا کی معرفت اس طرح بتاتی ہیں کہ جو امور آپ اپنے خدا کے لئے اس کے الٰہ ہونے کے ثبوت میں پیش کرتے ہیں یہ سب شیعہ کے اعتقاد کردہ خدا کی مخلوق کے ہاتھوں ظاہر ہو جاتے ہیں لہذا نتیجہ یہ نکلا کہ سنی نظریہ

سے اللہ شیعہ نظریہ کے مخلوق کے برابر ہے اور شیعہ اپنے اللہ تعالیٰ کو ایسا عظیم ترین خالق مانتے ہیں کہ اس کی مخلوق یہ سب کام کر سکتی ہے کہ خالق نے ان کو اس کی قوت بخشی ہے۔ پس شیعہ توحید سنی توحید سے قوی ترین ہے۔

آپ نے اپنے پیرہ نمبر ۲ میں یہ سوال پوچھا ہے کہ کوئی شیعہ ایک گھنٹہ بھر کبھی موضوع توحید پر تقریر کرتا ہے۔ تو میں کہتا ہوں کہ توحید پر تقریر کی ضرورت تب محسوس ہوتی ہے جب کوئی منکر توحید ہو۔ ہمیں ایسا کوئی خدشہ نہیں۔ بحمد اللہ ہم خالص موحد ہیں۔ آپ چونکہ اپنے ہاں شرک کا خطرہ محسوس کرتے رہتے ہیں لہذا دس گھنٹے بھی وعظ فرمائیں تو کم ہوگا کہ شرک کی چال چیونٹی کی چال سے خفیف ہوتی ہے۔

۳۔ شیعہ اپنے رسولؐ کی با عصمت حیثیت کا بٹوارہ نہیں کرتے۔ وہ ان سے خطا و سہو تجویز نہیں کرتے۔ ان کی اتباع کو دراصل اتباع خدا سمجھتے ہیں۔ ان کے اصحاب اخیار کی دل و جان سے عزت و تکریم کرتے ہیں۔ ان کے مشن کو کامیاب سمجھتے ہیں۔ دنیا میں اکثریت کی فی الواقعہ گمراہی کو ان کی ناکامی کی دلیل قرار نہیں دیتے۔ بلکہ امت کی نافرمانی کو اس کے زوال کا سبب سمجھتے ہیں۔

۴۔ اور یہ آپ کا مفسدانہ انداز کہ ہم کسی کی بے عزتی کرتے ہیں۔ ایک شاطرانہ چال ہے۔ گذشتہ صفحات میں اس پر سیر حاصل گفتگو کر چکے ہیں

۔ شیعہ قرآن پر ایمان رکھتے ہیں۔ ثقل اول سمجھتے ہیں۔ اور عنقریب "حقیقت تحریف قرآن" میں ہم ثابت کریں گے کہ اہل سنت تحریف کے قائل ہیں اور اپنا پھندا ہمارے گلے میں لٹکاتے ہیں۔ پوری شیعہ برادری ایمان بالقرآن پر عملاً متفق ہے۔ نیز یہ کہ شیعہ کے نزدیک فقہ کے چار ماخذ ہیں قرآن مجید، سنت رسول و آئمہ طاہرینؑ اجماع علماء (بشرطیکہ خلاف قرآن و سنت نہ ہو) اور عقل سلیم۔ جبکہ غیر شیعہ فقہوں میں قیاس کو ماخذ مانا گیا ہے۔ پس فقہ شیعہ معقول ہے اور دیگر قیاسی ہیں۔ یہی فرق شیعہ مذہب کو عقلی لحاظ

سے دیگر مذاہب پر فوقیت دینے کے لئے کافی ہے۔

۷۔ شیعہ کا عقیدہ امامت دراصل ختم نبوت کی مہر ہے کہ سلسلہ نبوت کے خاتمہ کے بعد امامت کا سلسلہ شروع ہوتا ہے۔ اور امام نائب یا خلیفہ رسولؐ ہے۔ اس سے ختم نبوت کو تقویت پہنچی ہے اور جھوٹے نبیوں کے دعوے مسدود ہو جاتے ہیں۔ تاریخ سے ثابت ہے کہ جن لوگوں نے عقیدہ امامت کا انکار کیا ان ہی میں کے لوگ دعویدار نبوت بن کر ابھرے جبکہ کسی شیعہ نے آج تک ایسا دعویٰ نہیں کیا۔ ہماری احتیاط کا یہ عالم ہے کہ ہم ہر سنت کو زندہ رکھتے ہیں اور کسی بھی غیر معصوم کا کوئی حکم سنت کے خلاف قبول نہیں کرتے۔ چاہے الصلوٰۃ خیر من النوم یا تراویح ممانعت متعہ ہو یا کوئی اور۔ اگر بارہ۱۲ اماموں کو امام و مفترض الطاعت مانتے ہیں تو یہ ایمان بھی رکھتے ہیں کہ ان کا کوئی حکم قرآن و سنت کے خلاف نہیں ہے۔ یہ امام محافظ شریعت ہیں۔ ان کی کوئی اپنی نئی شریعت ہرگز نہیں ہے۔ اور یہ مختار بھی اتباع حکم رسولؐ ہے کہ خود رسولؐ نے امت کو ایک ہی مرکز ہدایت پر جمع ہونے کا حکم دیا اور قرآن و اہلبیتؑ کے حوالے کیا جس قوم و ملت کی مرکزیت ایک نہ ہو وہ ہمیشہ کمزور اور گمراہ ہوا کرتی ہے۔ لہٰذا ہم ان حقیقی پیشواؤں کی پیروی کر کے تمام گمراہیوں سے نجات حاصل کرنے کی بہترین راہ پر گامزن ہیں۔ ہم کتاب اللہ کو خاموش کتاب اور آئمہؑ اطہار کو ناطق کتاب مان کر کتاب و معلم کتاب دونوں سے فیض حاصل کرتے ہیں۔ کیونکہ تعلیمات معلم کے بغیر مفید نہیں ہوا کرتی ہیں۔

۸۔ یہ بات محتاج دلیل ہے کہ اللہ نے حضرت عیسیٰؑ اور ان کے شاگرد حواریوں کے بعد چھ صدیوں میں کوئی امام منصوص نہ بھیجا۔ کیونکہ متفق بین الفریقین ہے کہ زمین کبھی حجت خدا سے خالی نہیں رہی یہی بات بعد از خاتم المرسلینؐ کے زمانہ کے لئے آپ کے سوال کا جواب ہے کہ ۱۴۰۰ برس بعد آج بھی یہ دنیا وجود امامؑ کی بدولت قائم ہے۔ سورہ

قدر میں تنزل الملائکۃ والروح فیہا باذن ربہم من کل امر سلام ھی حتیٰ مطلع الفجر سے ثابت ہے کہ قدر کی رات میں فرشتے اور جبرئیل اللہ کے حکم کے ساتھ "کل امر" لے کر ایک ہستی کے پاس آتے ہیں۔

پس عقل و نقل کا یہی فیصلہ ہے کہ "اولی الامر" کا وجود ہے اور وہ پردہ غیبت میں اپنے فرائض منصبی پورے طور پر بجا لا رہا ہے۔ اس کی مخالفت اور اس عقیدے سے انحراف عقل و نقل کے خلاف ہے۔ لہٰذا نجات کا ضامن وہی مذہب ہے جو ہر زمانہ میں اپنا رہبر و ہادی لوگوں کی ہدایت کے لئے قائم رکھے۔ اور دین و شریعت کو لاوارث قرار دینے والا مذہب ہرگز یہ اہلیت نہیں رکھتا ہے کہ کسی کی نجات کا ضامن بن سکے۔

۹۔ آپ کو اپنی کثرت تعداد پر بڑا ناز ہے کہ حالانکہ از روئے قرآن و حدیث اور سروے آبادی کرہ ارض سے ثابت ہے اکثریت گمراہ رہی ہے۔ لہٰذا تعداد پر اترانا بے جا ناز ہے۔ اگر ابراہیم علیہ السلام جیسے اولوالعزم پیغمبر کو تنہا امت کہا جا سکتا ہے تو پھر قلت نفری شیعہ کے لئے باعث عار نہیں ہے۔ ایک ہو مگر نیک ہو۔ ہم تھوڑے ہیں یا زیادہ اس سے حق و باطل کا فیصلہ نہیں ہو سکتا۔ حق و باطل کے لئے تعلیمات معیار ہوتی ہیں۔ اسلام اگر کامیاب مذہب ہے تو اس کی دلیل مسلمانوں کی تعداد کو ہرگز نہیں بنایا جا سکتا ورنہ غیر مسلم مسلمانوں سے کہیں زیادہ ہیں۔ اسلام کی کامیابی سے مراد اس کی فطری و معقول تعلیمات ہیں۔ خواہ ان کو دنیا کا دو فیصد طبقہ مانے یا سو فیصد۔

اگر اماموں کے اقوال کی روشنی میں آپ شیعوں کو فیل قرار دینے کا خود ساختہ کلیہ لے کر سامنے آتے ہیں تو پھر میں اماموں کے خدا کا قول پیش کرتا ہوں کہ اس نے قرآن میں قسم کھا کر فرمایا۔ "والعصر ان الانسان لفی خسر"۔ زمانے کی قسم انسان خسارے میں ہے۔

لیکن آگے تخصیص فرمائی کہ ان لوگوں کے سوا جو ایمان لائے ۔ الخ

اسی طرح آئمہؑ نے لوگوں کو وعظ و نصیحت فرماتے ہوئے محض سرزنش کے طور پر تعلیمی مصلحتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے ایسے ارشادات فرمائے ۔ ان سے یہ ہرگز ماخوذ نہیں ہوتا کہ معاذ اللہ شیعہ غیر ناجی ہیں ۔ اگر آپ ایسے ارشادات مع سیاق و سباق ملاحظہ کریں تو اطمینان ہو جائے کی امید کرتا ہوں ۔ اور آپ کے اعتراف کے مطابق "شیعہ علی وہ ہے جو اپنے قول و فعل کو سچ کر دکھائے"۔ بس یہی شیعہ کی تعریف ہے اور وہ ناجی ہے ۔ ورنہ آپ اس کے خلاف دلائل دیجیے ۔

۱۰ ۔ علامات قیامت میں فریقین کی کتابوں سے یہ بات ثابت ہے ۔ ایسی پیش گوئیاں تواترات جیسی شہرت رکھتی ہیں کہ زمانہ آخر میں زمین فسق و فجور سے بھرپور ہوگی ۔ حتیٰ کہ امام مہدیؑ کے زمانہ حکومت ظاہری میں عدل و انصاف سے بھر جائے گی ۔ تو یہ سچی پیشگوئیاں آہستہ آہستہ پوری ہو رہی ہیں اور ابھی تک ۳۱۳ معیاری مومنین پورے نہیں ہوئے ۔

اس بات میں شیعہ کے ناجی و غیر ناجی ہونے کا کوئی پہلو نمودار نہیں ہوتا ہے محض اتنا معلوم ہوتا ہے کہ موجودہ شیعہ مطلوبہ معیار شیعہ پر پورے اترتے دکھائی نہیں دیتے ہیں ۔ اور اس میں مصلحت خداوندی کا ہاتھ ہے ۔ بحث "مذہب شیعہ" سے ہے "افراد شیعہ" سے نہیں ۔ اسی طرح میرا دعویٰ فی الحال شیعہ کے ناجی ہونے تک محدود ہے اور اس سے مجھے ابھی تک کوئی بحث نہیں کہ غیر شیعہ ناجی ہیں یا نہیں ۔ میرا زور اسی پر ہے کہ شیعہ ضرور ناجی ہے ۔

ازالہ شبہ کا جواب

محترم جب ہم قلت و کثرت کو دلیل حقانیت ہی قرار نہیں دیتے تو پھر اس طرح کے مفروضے قائم کرنے کی ہمیں کیا ضرورت ہے ۔ البتہ آپ کے یہ بات موافق واقعہ ہے کہ عزاداری نے ہماری مذہبی تبلیغ میں ترقی کی راہیں کھلی کی ہیں اور یہی وجہ ہے کہ مخالفین کو "عزاداری"

سے بخار آنے لگا ہے ۔ گو کہ تقیہ کی حالت بھی مانع تبلیغ نہیں ہے اور تبلیغ رازداری سے بھی کی جا سکتی ہے ۔ لیکن نزاکت حالات کی مطابقت سے ہی ہم ہوا کا رخ دیکھ کر اپنا لائحہ عمل مقرر کرتے ہیں ۔ یہ بھی ایک خوبی ہے ۔ اور مذہب شیعہ کے حق و سچ ہونے کی دلیل ہے وہ ہر حالات میں راہنمائی کے اصول سکھاتا ہے ۔

آپ نے اپنے خط میں تہذیب و اخلاق گفتگو کو نظر انداز فرماتے ہوئے طنز کیا ہے کہ "شیعہ طبقہ اکثر نسلی مسلی مراثی جرائم پیشہ افراد ، نسل پرست سادات اور متعہ و بادہ نوشی میں مست مادر زاد ملنگ علی پنجتن کے نام پر بھکاری تارک شریعت قلندر اور نشہ باز اوباش لوگوں پر مشتمل ہوتا ہے"

اس طعنہ کا جواب اگر منفی انداز میں دیا جائے تو آپ کو سخت ناگوار ہوگا ۔ حالانکہ نیکوکار اور بدکار ہر قوم میں ہوتے ہیں ۔ لیکن ہم آپ کے اس طعنہ کو اپنے مذہب کے سچا ہونے کی دلیل قرار دیتے ہیں ۔ کہ گنہگار ترین طبقہ بھی اس مذہب کو ضامن نجات سمجھتا ہے ۔ باوجود پستی کردار کے وہ مذہب حقہ شیعہ میں ایسی کشش محسوس کرتا ہے کہ اعمال کی گٹھری بوجھل ہونے کے باوجود وہ پر امید ہوتا ہے کہ میں لاکھ گنہگار صحیح لیکن میرا مذہب جس کے پیشوا جنت کے سردار بالآخر نجات دلوا دیگا ۔ سب طرف سے مایوس ہو کر گنہگار کو اگر کسی جگہ قرار و امید کی کرن نظر آتی ہے تو وہ یہی مذہب ہے ۔ تبھی تو لاکھ برائیوں کا مرتکب جب دربار آل محمدؐ میں حاضر ہوتا ہے تو اس یقین کے ساتھ آتا ہے میری جائے بخشش صرف اور صرف یہی ہے ۔

الغرض اصولاً مذہبی تعلیمات پر بحث ہوتی ہے نہ کہ افراد مذہب پر اگر داعیان مذہب اپنے مذہب کی تعلیم کی خلاف ورزی کرتے ہیں تو اس سے مذہب پر انگشت اعتراض نہیں اٹھائی جا سکتی ہے ۔ جس طرح کہ کسی قانون شکنی کو قدح قانون کی دلیل نہیں بنایا جا سکتا ۔

میری اس گفتگو سے یہ اخذ نہ کیا جائے کہ میں قوم میں بدکرداری کی حوصلہ افزائی کر رہا
ہوں۔ بلکہ میرا مدعا صرف یہ ہے کہ مذہب شیعہ سایہ عافیت اور گوشۂ عاقبت
اندیشی ہے کہ گنہگار کو اس پرسکون مقام کے علاوہ کوئی دوسری جگہ ایسی روشن نظر نہیں
آتی کہ جہاں اس کی روسیاہی نورانیت میں چھپ جائے۔ شیعہ مذہب میں آتے ہی
یقین واعتماد پیدا ہو جاتا ہے اور خود بخود یقینی نجات ذہن بس جاتی ہے یہی وجہ
ہے کہ خلیل خدا حضرت ابراہیمؑ جیسے نفوس مطمئنہ رسولوں کو شیعہ لقب سے ملقب کیا گیا۔
عہد رسالتؐ میں خود پیغمبر اسلام نے صرف شیعہ کا ناجی ہونا فرمایا۔ جو اس بات کا ثبوت
ہے کہ زمانہ نبوی میں شیعہ موجود تھے۔ چنانچہ علامہ حافظ جلال الدین سیوطی تحریر کرتے
ہیں کہ

"جابر بن عبداللہؓ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ والہ وسلم
کے حضور میں بیٹھے تھے کہ حضرت علیؑ آئے۔ آنحضرتؐ نے ہم سے ارشاد فرمایا کہ تم
لوگوں کے پاس میرا بھائی آرہا ہے۔ پھر آپ کعبہ کی طرف متوجہ ہوئے اس پر ہاتھ
مارا اور فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے میں اور
یہ (علی) اور اسکے شیعہ قیامت کے روز بس یہی (لوگ) جنت تک پہنچنے والے ہیں پھر آپؐ
نے فرمایا بتحقیق یہ تم سب سے پہلے مجھ پر ایمان لانے والا ہے۔ اور تم سب سے
زیادہ اللہ کے عہد کو پورا کرتے والا ہے۔" (تفسیر در منثور)

محمدؐ کے شیعہ

محترمی آپ عہد رسالت میں شیعوں کا وجود اور مذہب شیعہ کا پھیلاؤ دیکھ کر بھی چشم
پوشی کر رہے ہیں۔ حالانکہ آپ کی کتب میں بیشتر اخبار اس مضمون کے ملتے ہیں کہ حضورؐ

نے شیعوں کا قطعی جنتی ہونا فرما کر ان کے نجات یافتہ ہونے کی ضمانت دی۔ ملاحظہ
فرمائیں

ابورافع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بتحقیق رسالت مآب صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے حضرت امیرالمومنین علی علیہ السلام سے فرمایا کہ جو چار شخص سب سے پہلے
جنت میں داخل ہونگے وہ ہیں (محمدؐ) اور تو (علیؑ) حسنؑ اور حسینؑ ہیں۔ اور ہماری اولاد
ہمارے پیچھے اور ہمارے ازواج ان کے بعد اور ہمارے شیعہ ہمارے داہنے
بائیں ہوں گے۔ طبرانی فی اطعم الکبیر۔

اب ذرا ٹھنڈے دل سے غور کریں اگر شیعہ ناجی نہیں ہیں تو پھر کون ہے؟
اسی نجات کو دیکھ کر ہی تو شیعہ دشمنوں کے منہ میں پانی بھر آیا۔ اور آپ کے علماءُ
نے مجبوراً یہ کہہ کر دل کو بہلایا کہ ایسی احادیث جن میں شیعہ گروہ کا ذکر آیا ہے رافضیوں
نے یہ دعوی کیا ہے کہ جس گروہ کے فضائل (فضائل شیعہ) کے متعلق یہ حدیثیں
وارد ہوئی ہیں وہ ہمارا گروہ اکناف عالم میں اس نام سے پکارا جاتا ہے۔ مگر یہ
صحیح نہیں ہے بلکہ شیعہ اولیٰ ہم اہل سنت والجماعت ہیں چنانچہ آپ کے امام
علامہ ابن حجر مکی نے تو یہاں تک لکھا ہے کہ اہل سنت والجماعت ہی شیعہ اہلبیت ہیں
کیونکہ یہی لوگ خدا اور اس کے رسولؐ کے موافق اہل بیت سے محبت رکھتے ہیں اور
اہل سنت کے سوا دوسرے لوگ فی الحقیقت اہل بیت کے دشمن ہیں (صواعق محرقہ)

یہ معمہ ہم حل نہ کر سکے کہ ایک طرف تو آپ شیعہ نام سے بیر رکھتے ہیں
اور دوسری طرف خود ہی شیعہ ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں؟ ایسی صورت حال
میں ہم تو آپ کو یہی کہہ سکتے ہیں کہ یہ انگور آپ کے لئے بہت
ہی کھٹے ہیں۔

آخری گذارش پر غور

برادر گرامی قدر بے شک آپ نے اپنا قیمتی وقت صرف کر کے اپنی کھٹی و ترش باتیں ہمیں سنائیں۔ ہم نے پورے غور و تدبر اور غیر جانب داری سے تین مرتبہ اس مکتوب کو پڑھا۔ لیکن آپ کا ٹھوس تجربہ اور وسیع مطالعہ تلخ گوئی شوخ بیانی اور بدزبانی کی نذر ہو کر رہ گیا۔ تعصب و عناد سے بھرپور یہ خط تاثیر سے بالکل محروم رہا۔ تاہم آپ کا بہت بہت شکریہ کہ آپ میرا دوزخ میں جانا پسند نہیں کرتے اور میرے حق میں دعا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کا اجر عطا کرے

نجات شیعہ پر دلائل لکھنے کی اندریں حالات ضرورت تو نہیں ہے۔ کیونکہ اہل سنۃ کا شیعہ دشمن ہونے کے باوجود "شیعہ اولیٰ" ہونے کا خود دعویدار ہونا "شیعہ" کے ناجی ہونے کی لاکھ پر بھاری دلیل ہے۔ اب ہم خدا، رسول خلفاؓ راشدین صحابہؓ کرام اور ازواجؓ النبی کا واسطہ دے کر آپ سے یہ پوچھتے ہیں کہ کیا مذہب اہلسنت کی رو سے ایسا شخص ناجی ہے یا غیر ناجی کہ جو صدق یقین سے ایمان لائے اور خلوص نیت سے اس کے عقائد یہ ہوں۔

۱۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اللہ کے برحق آخری رسول و نبی ہیں۔ علی علیہ السلام اللہ کے ولی ہیں اور اسکے رسولؐ کے نائب و جانشین ہیں۔

۲۔ اللہ و رسولؐ اللہ کے دشمن اور آل رسولؐ کے موذی لائق بے زاری ہیں اور بندگان خدا مخلصین اصحاب النبی قابل تعظیم و تولا ہیں تمام نیک بزرگان دین عزت کے قابل ہیں۔

۳۔ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، جہاد عبادات ہیں نیکی باعث برکت و ثواب ہے اور برائی مذموم و ممنوع ہے۔

۴۔ اسلام عالمگیر ضابطہ حیات ہے اور قرآن مجید اللہ کی نازل کردہ کتاب کلام برحق ہے۔ جو اس وقت مسلمانوں کے لئے حجت ہے۔ اسمیں تحریف کی گنجائش نہیں ہے۔

۵۔ دین اسلام آنحضرتؐ ہی کے دور مبارک میں مکمل ہوا اور اب اس کے بعد شریعت میں کسی قسم کا تغیر و تبدل روا و جائز نہیں ہے کہ مخالفت رسولؐ ہے۔ اگر ایسا مسلمان ناجی ہے تو پھر کوئی وجہ ایسی معقول نظر نہیں آئی کہ شیعہ کی نجات پر شبہ کیا جا سکے۔

آپ نے اپنے خط میں "اہل سنت والجماعۃ" کا قرآن میں سے ثبوت فراہم کرنے کی کوشش تو ضرور کی مگر ایک آیت بھی ایسی نہ دکھا سکے جس میں "اہل سنۃ والجماعۃ" یا "سنی" کی اصطلاح موجود ہو۔ جب کہ "شیعہ" کا ثبوت قرآن میں موجود ہے۔

لہذا میرے جوابی خط ۳ میں دریافت کردہ سوالے تادم تحریر محتاج و منتظر جواب ہیں کہ۔

"کسی شے سے واقفیت حاصل کرنے کے لئے پہلے اس کا نام معلوم کر لیا جاتا ہے۔ آپ کے مذہب کا نام "اہل سنۃ والجماعۃ" ہے اپنے ہی اصول کے مطابق اہل سنۃ والجماعۃ کا نام قرآن مجید یا اپنی صحاح اربعہ (بخاری، مسلم، ابو داؤد، ترمذی) سے کوئی ثبوت پیش کریں۔ جس سے یہ نام قرآنی یا حدیثی ثابت ہو"

جب تک آپ کا مذہبی نام و نشان قرآن و حدیث (صحاح اربعہ) میں نہیں مل جاتا ہیں یہ سمجھنے میں حق بجانب ہوں کہ جس مذہب کا نام و نشان قرآن و حدیث میں موجود نہیں رکھتا وہ مصنوعی مسلک ہے۔

واضح ہو کہ شیعہ کا نام قرآن میں بھی ہے اور احادیث میں بھی شیعوں کا ناجی ہونا متعدد روایات میں ملتا ہے۔

میں نے اپنے ظرف فہم کے مطابق اپنی رائے کا اظہار پیش خدمت کیا ہے
اگر آپ کسی مقام پر کوئی ناروا انداز محسوس کریں تو اسے میری بے بضاعتی
سمجھ کر گوارا فرمائیں۔ کیونکہ ایسے مباحثوں میں عموماً جذبات کا غلبہ ہو جاتا ہے۔
اگر آپ یہ سلسلہ خط و کتابت سے بڑھا کر تصنیف و تالیف تک نہ
لے جاتے تو بھی تاثرات بذریعہ خط آپ کو ارسال کئے جاتے۔ مگر
آپ نے اچھا کیا کہ عوام الناس بھی دونوں بھائیوں کے نظریات
ملاحظہ کرلیں اور اپنی صوابدید کے مطابق فیصلہ کریں۔

مجھے امید ہے کہ آپ میری معروضات پر صمیم قلب سے غور
فرمائیں گے اور دین فہمی میں اپنی انا کا ایثار کرنے میں دریغ نہ کریں گے۔
ہمارا اور آپ کا نہ ہی کوئی ذاتی اختلاف ہے اور نہ ہی کوئی پرانا
جھگڑا۔ نزاع صرف "نجات" کے موضوع پر ہے۔ اب آپ ہی فیصلہ کریں
کہ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شیعہ کو ناجی فرمائیں تو پھر ان کا ادنیٰ امتی ہونے
کی صورت میں میں اپنے رسولؐ کی صداقت پر کس طرح شبہ کر سکتا ہوں یہی وجہ
ہے کہ میں شیعہ کو ناجی مانتا ہوں۔ والسلام

خیر خواہ
مشتاق

سنی سائل کا پانچواں خط

(شیعہ مؤلف کی کتاب پر تبصرہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یا اللہ مدد

جناب مشتاق صاحب!

سلام مسنون، امید ہے آپ خیریت سے ہوں گے۔ راقم

بھی بفضل اللہ دعو نہ تا حال خیریت سے ہے۔ اللہ تعالیٰ دونوں
کو حق پرستی کی توفیق دے اور دارین میں خیریت عطا فرمائے۔
آپ سے خط و کتابت میں میرے نمبر ۴ کے جواب میں مفصل خط ۲۷ جنوری
۱۹۸۰ء کو آپ کا کارڈ ملا تھا کہ رجسٹری وصول پائی۔ ایک دفعہ پڑھ
لیا ہے۔ مزید دو دفعہ پڑھ کر جلد ہی اپنے تاثرات ارسال
کردوں گا۔ چنانچہ پانچ ماہ ہونے کو ہیں آپ نے راقم کو
جواب سے نہیں نوازا۔ مذہب شیعہ کی حقانیت کے دلائل
کی جستجو میں رہا حتیٰ کہ مجھے پتہ چلا کہ شیعہ مذہب حق ہے
ایک ضخیم کتاب آپ نے چھاپی ہے میں نے خوشی سے ایک
دوست سے منگوائی۔ مگر پڑھ کر جو مایوسی کی کیفیت طاری
ہوئی وہ بیان سے باہر ہے۔ یہ کتاب آپ کے دس
ہزار روپے کے انعامی دس سوالات کے جواب میں
مولانا قاضی مظہر حسین اعلی اللہ مقامہ کے تحریر کردہ
رسالہ "سنی مذہب حق ہے" کے جواب میں آپ
نے لکھی ہے۔ میں بصد معذرت سچی زبان سے اپنے
تاثرات آپ کو سناتا ہوں۔ آپ کو ناراض نہ ہونا
چاہیئے۔ معلوم ہوتا ہے قاضی صاحب کا جواب بڑا معقول
اور دل کی گہرائی میں اثر نے والا ہے۔ وار مظہر آپ کے
جگر میں کارگر ہوا تبھی تو آپ نے آپے سے باہر ہو کر بداخلاقی اور بدزبانی
کا کوئی جملہ نہیں چھوڑا اور اس ضخیم کتاب کو سفوات کا پلندہ بنا کر مذہب اہلبیتؑ
کی (معاذ اللہ) ترجمانی کی ہے۔ مثلاً متعاتی جوڑے کے حق میں کہا "میاں بیوی

راضی کیا کرے گا قاضی"، عقل مند کافر بیوقوف قاضی بازار حسن چمک اٹھے۔ چچا چور بھتیجا قاضی، بخاری اور بدکاری، قاضی بیٹھا بغلیں جھانکیں جیسے فحش عنوانات فہرست کے گیارہ صفحات کو حاوی[۱] ہیں۔ کیا یہی امام صادق کی سچی تعلیم ہے حالانکہ آپ نے تو یہ فرمایا ہے "اے میرے تابعدارو ایسا عمل نہ کرنا جس سے تم ہم کو بدنام کرو۔ بری اولاد ہی باپ کو بدنام کیا کرتی ہے۔ تم ہمارے لئے زینت بنو۔ بدنامی کا داغ نہ بنو۔ اہل سنت کے پیچھے نمازیں پڑھو۔ ان کے جنازے پڑھو۔ ان کے مریضوں کی عیادت کرو اجتماعی کاموں میں شرکت کرو وہ تم سے کسی[۲] اچھی بات میں آگے نہ بڑھنے پائیں" (الکافی ص ۲۲۰) مگر آپ ہیں کہ صادق کی تعلیم کو جھٹلا کر تقیہ کو طلاق مغلظہ دے کر اہل سنت اور انکے اکابر اصحاب رسول ازواج رسول اقربا رسول خلفاء رسول پر خوب کیچڑ اچھالتے اور دلیل کی بجائے گالیوں الزام تراشیوں سے تواضع کرتے ہیں۔ حالانکہ آپ کا حق یہ تھا کہ سنی و شیعہ علماء کا ایک بورڈ تشکیل کر کے کتاب ان کے حوالے کر دیتے کہ آیا یہ جوابات مکمل اور قابل انعام ہیں یا نہیں۔ پھر کلی یا جزوی ان کے فیصلے پر آپ عمل کرتے

اے بندہ خدا قاضی صاحب نے اس ۱۲۸ صفحہ[۱] کے رسالہ میں ایک جملہ بھی آپ کے خلاف شان نہیں لکھا بلکہ باادب[۲] مولوی عبدالکریم مشتاق "بار بار لکھا ہے۔ حالانکہ آپ داڑھی مونچھ صاف فیشن دار ظاہر الفسق[۳] متکبر نوجوان ہیں۔ نامعلوم پانچوں ٹائم نماز بھی پڑھتے ہیں یا نہیں۔ اور علم یا جہالت کا یہ عالم ہے۔ کہ اردو املا ہی غلط۔ ہوس کو حوس اور بے قاعدہ کو بے قائدہ وغیرہ لکھا ہے۔ جگہ جگہ کلمہ طیبہ بھی غلط کہ محمد الرسول اللہ[۴] یعنی مضاف

---

[۱] ۱۲۸ جمع ہیں واحد نہیں۔
[۲] بے ادبی کی کسر آپ نے پوری کر دی۔
[۳] اپنے گریبان میں جھانکئے۔ اپنا دوسرا خط ملاحظہ کیجئے

پر بھی الف لام ڈالا ہے۔ سبحان اللہ مگر ایک ـــ ۷ سالہ عالم ـــ کو سو قیانہ زبان میں جگہ جگہ خطاب کیا ہے۔ آپ کی یہ کتاب اپنی تردید خود کرے گی۔ ہمیں ضرورت نہیں بلاشک اس کو خوب پھیلائیں تین ماہ بعد اس کا رزلٹ[۱] آپ کو مل ہی جاتے گا۔ توحید رسالت قرآن تمسک باہل بیت اسلام کے ہر عقیدے کی اس کتاب میں آپ نے مٹی پلید کی ہے۔ مثلاً توحید و رسالت کے کلمے سے آپ نے یہ دشمنی کی ہے۔

"سنی کلمہ پر اعتبار نہیں ہے۔ میں نے خدا کی عطا کردہ عقلی صلاحیتوں کو کام میں لاتے ہوئے بغور فیصلہ کر لیا کہ جب سنیوں کا کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول پڑھ لینا دلیل ایمان نہیں بلکہ اس کے اقرار پر بھی خدا نے صحابہ کو (معاذ اللہ) منافق قرار دے دیا اور دور حاضر میں احمدی اس کلمہ گوئی کے باوجود کافر ہیں۔ لہذا سمجھ لیا جائے کہ اس کلمے کا کوئی اعتبار نہیں کلمہ حق وہی ہے جو مقبول و مقبول ہو شیعہ مذہب حق ہے ص ۳۲۴" کسقدر غضب کی بات ہے کہ

۱۔ خدا تو یہی کلمہ قرآن میں اتارے پڑھائے ولا الہ اللہ محمد رسول اللہ[۲] پ ۲۶، ع ۱۲، ۶

۲۔ سب سے پہلے قلم پیدا فرما کر اسے عرش پر یہی کلمہ لکھنے کا حکم دیا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ (حیات القلوب ج ۲ ص ۸ جلاء العیون ص ۱۴

۳۔ اپنے پیغمبر[۳] کو اسی کلمے کی تعلیم و تبلیغ کا حکم کرے۔ (حیات القلوب ج ۲ ص ۳)

۴۔ حضور علیہ السلام کی بشارت دینے والے دس ہزار فرشتوں کی قندیلوں پر یہی کلمے لکھواتے۔ (حیات القلوب ج ۲ ص ۵)

۵۔ حضور کی مہر نبوت پر دو سطروں میں یہ کلمہ کندہ کر دے۔ (جلاء العیون و حیات القلوب ج ۲ ص ۳۶)

---

[۱] انداز دھمکی ملاحظہ ہو
[۲] کلمہ غلط ہے۔ [۳] غلطی

۶ - آپ کی بعثت سے قبل تمام پرندے اور فرشتے اور درخت یہی کلمہ پڑھیں گے لاالٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ (حیات القلوب ص۱۰)

۷ - حضرت علیؓ اذان واقامت میں اسی کلمہ کا اعلان کریں۔ (جلاء العیون ص۱۷۹)

۸ - اُمّ فاطمہؓ وجدہ حسنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا یہی کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوں۔

۹ - اور قریش کو اسی کلمہ پر ایمان لانے کی حضور علیہ السلام دعوت دیں۔ (حیات القلوب ج۲ ص۲۶۳)

۱۰ - شب معراج میں عرش پر جاکر آپ یہی کلمہ خدا کو سنائیں۔ (حیات ص۲۸۱)

۱۱ - ۸ھ فتح مکہ پر بھی آپ یہی کلمہ شہادتین ابو سفیانؓ وغیرہ کو پڑھائیں۔ اَشْہَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ (حیات القلوب ص۵۶۱)

۱۲ - سید الشہدا حضرت حمزہؓ یہی کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوتے ہوں (حیات ص۶۵۷)۔

۱۳ - حضرت سلمانؓ فارسی نے مرتے وقت بھی کلمہ شہادتین ہی پڑھا ہو (حیات ص۶۵۵)

۱۴ - آپ کے امام العصر مہدی کی مشرکہ مجوسیہ ماں خواب میں حضرت فاطمہ الزہراؓ سے یہی کلمہ سیکھے اور پڑھے۔ (جلاء العیون ص۵۸۲)

۱۵ - خود امام العصر پیدا ہو کر یہی کلمہ پڑھ کر اپنی سنی مسلمانی کا اقرار کریں (جلاء العیون ص۵۸۷)

مگر ایک نام نہاد مومن حب دار اہل بیت بت پرستوں کی طرح تعزیوں کے آگے جھکنے اور نجف وکربلا کی مٹی کے بنے ہوتے ایک گونہ بتوں پر جبین ٹیکنے کی وجہ سے اس کلمہ توحید ورسالت کو ایمان کے لئے معتبر نہ مانے۔ بے اعتبار کہے۔ خدا رسول ازواج اصحاب اور اقربا رسول کو یہ کلمہ پڑھنے کی وجہ سے مومن معتبر نہ مانے استغفر اللہ۔ کیا اس سے بڑھ کر بھی کفر ہو سکتا ہے۔ قادیانیوں نے ایک ملعون کو نبی مان کر اس کا کلمہ پڑھنے پڑھانے کی جرأت نہیں کی مگر شیعہ ان سے بڑھ گئے۔ بلکہ منافقوں کے بھی پیشوا ثابت ہوئے کہ وہ کلمہ توحید ورسالت کو نجات وایمان میں

غیر معتبر مان کر لنگڑا بونے ٹھہرے مگر شیعوں نے ایک اور متوازی کلمہ بنا کر شہادتین کو غیر معتبر کہہ کر توحید ورسالت سے اپنے اندرونی بغض کا مظاہرہ کیا۔ منافقوں اور شیطان کے دم چھلوں کو اپنا مرید کر دکھایا۔ تفو بر تو اے چرخ دوران تفو۔ آپ نے ص۲۷۷ سے ص۳۲۶ تک کلمہ کی بحث کی ہے۔ اور آخر میں لکھا ہے کہ ہیں تے توحید و رسالت کے ساتھ اقرار ولایت کو ضروری سمجھا اور کہا۔

لاالٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی ولی اللہ وصی رسول اللہ و خلیفتہ بلافصل۔ مگر یہ پچاس صفحات آپ نے آئیں بائیں شائیں سے ٹرخاتے۔ قرآن وحدیث نبوی سے تو کجا اپنی کتب سے بھی یہ پورا سہ جزوی کلمہ کسی حوالے سے نہیں دکھا سکے ص۳۰۳ پر شیعہ کتب میں کلمہ ولایت کے اثبات۔ ایک پر فریب دعوی کیا ہے کسی بھی حوالہ میں آپ کا اقراری کلمہ بلفظہ نہیں ہے۔ میں چیلنج دے کر کہتا ہوں کہ آپ نہج البلاغہ اور کتب اربعہ معتبرہ سے اپنا پورا کلمہ بایں طور پہ دکھا دیں کہ بارہ میں سے کوئی امام پڑھتا رہا ہو۔ کسی کافر کو مسلمان بناتے وقت پڑھاتا رہا ہو یا شیعوں کو یہ کہا ہو کہ تم یہ کلمہ پڑھ کر مسلمان ومومن بنو۔ پورے کلمے (۵ فقرے) کی شہادت واقرار کا ایک حوالہ دکھا دو اور بذریعہ عدالت منہ مانگا انعام حاصل کرو۔ رہا یہ کہ آپ کی کسی روایت میں علی ولی اللہ کا لفظ ملتا ہے تو یہ آپ کی فضیلت والقاب کی بات ہے۔ جیسے امیر المومنین اسد اللہ وغیرہ القاب ہیں۔ آخر حضرت علیؑ اللہ کے دوست تھے۔ دشمن تو نہ تھے۔ اگر آپ ولی بمعنی حاکم لیتے ہیں تو علی اللہ کے حاکم، یہ کلمہ کفر ہو گا۔ اگر آپ بمعنی خدا کا بنایا ہوا امام لیتے ہیں تو علی امام اللہ کہا کریں اور پھر یہ بتلائیں کہ باقی گیارہ آئمہ ولی اللہ یا امام اللہ نہیں؟ پھر ان کا کلمہ کیوں نہیں۔ اگر وقت کے رسول کے ساتھ وقت کے امام ولی اللہ کا اقرار جزو کلمہ بنانا لازمی ہے تو آپ کو علی ولی اللہ کے بجائے

ص۱ غلطی ص۲ اردو گرامر سیکھیے

الامام المہدی ولی اللہ پڑھنا چاہیے۔ آپ سے تو وہ ایرانی شیعہ اچھے رہے جنہوں نے وقت کے امام خمینی کا کلمہ پڑھا اور جو اخبار جنگ کراچی میں چھپا تھا۔ لا الہ الا اللہ امام اللہ الخمینی[1] (معاذ اللہ) ذرا مکمل کلمہ با حوالہ بتانے کے بعد یہ ضرور وضاحت کریں کہ باقی آئمہ کا کلمہ کیوں نہیں۔ پھر وقت کے امام کا کیوں نہیں۔ اگر علی ولی کے اقرار سے ضمناً بارہ اماموں کا اقرار مانا جائے تو محمد رسول اللہ کے پڑھنے سے حضرت علی کا ولی خدا ہونا اور ماننا ضمناً کیوں معتبر نہ ہو گا؟

جناب! اگر آپ کو کلمہ توحید و رسالت پر اعتماد نہیں تو آپ کے معصوم امام کو بھی کلمہ ولایت پر اعتماد نہیں تو آپ منافق کے منافق ہی رہے۔

عَنْ اَبِی الْحَسَنِ علیہ السلام یَقُوْلُ لَیْسَ مَنْ قَالَ بِوَلَایَتِنَا مُؤْمِنًا وَلٰکِنْ جُعِلُوْا اُنْسًا لِلْمُؤْمِنِیْنَ (کافی ج ۲ ص ۲۴۳)

امام ابو الحسن آٹھویں امام (رضا) فرماتے ہیں۔ جو شخص بھی علی ولی اللہ کہے وہ مومن نہیں ہوتا۔ البتہ مومنوں سے انس رکھتا ہے۔

مولانا اشرف علی تھانوی کا ناقص پر خیانت حوالہ دے کر مفت کا شور مچایا حالانکہ وہ ان کے مرید کا حالت اضطراب میں خواب کا واقعہ آپ نے اس کی تعبیر یں فرمایا۔ بحمد اللہ تم نے جس کا نام خواب میں لیا وہ متبع رسول ہے۔ جب وہ متبع رسول کہلائیں تم خواہ مخواہ ان کو رسول اللہ مشہور کرو کتنی بد دیانتی کا افسوس ناک مظاہرہ ہے جبکہ خواب اصل سے کافی مختلف ہوتا ہے۔

---

[1] یہ کلمہ نہیں بلکہ نعرہ ہے جس طرح پاکستان کا مطلب کیا لا الہ الا اللہ۔ پھر یہ کہ "الامام الخمینی" ہے۔ [2] اس کی عربی دکھا کر منہ مانگا انعام لیں ۔ اصل بات تو قرآن کے موافق ہے

قرآن پاک سے آپ کی دشمنی یہ ہے کہ اس کو نقلی ناپاک ہاتھوں والا اور ادھورا کہہ کر ماننے سے انکار کر دیا۔ ص ۱۱۵-۱۱۶ پر قرآن دشمنی کے نشہ میں آپ لکھتے ہیں۔ ہمارا ایمان اس قرآن پر ہے جس کے متعلق صاحب القرآن رسول نے فرمایا کہ علیؑ قرآن کے ساتھ ہے اور ارشاد کیا کہ قرآن علیؑ کے ساتھ ہے۔ نہ قرآن علیؑ سے جدا نہ علیؑ قرآن سے علیحدہ ہو سکتے ہیں[1]۔ مگر آپ کے بزرگوں نے نہ ہی علی کو مانا اور نہ ان کے ساتھی قرآن کو۔ آپ بھی اسی راہ پر گامزن ہیں کہ علیؑ کو فرضی امام کہتے ہیں اور ان کے مرتبہ قرآن کو فرضی و ناپید کہتے ہیں۔ اپنے لکھے ہوئے کو خدا کا لکھا ہوا کہہ کر اتراتے ہیں۔ اب فیصلہ خود کرو کہ خدا کے قرآن پر ہمارا ایمان محکم ہے یا تمہارا۔

کسی شے کا اوجھل ہونا اس کے ناپید ہونے کی دلیل نہیں ہو سکتا ہمارا اس اصلی قرآن پر ایمان ہے جو اپنے ساتھی کے ساتھ اس دنیا میں موجود ہے۔ جسے غیر مطہرین چھو تک نہیں سکتے جبکہ تمہارا ایمان صرف نقلی قرآن پر ہے جسے ناپاک چھو سکتا ہے۔ وہ اکیلا ہے بے یار و مددگار ہے۔ جب ہمارا قرآن امام طاہر کا دائمی ساتھی ہے۔ تمہارے قرآن کا کثیر حصہ اذہاب ہو چکا ہے یعنی ضائع ہو چکا (نسخ پر طعن ہے) تب ہی تو آپ کے خلیفہ دوم کے صاحبزادے حضرت عبد اللہ بن عمر نے قرآن کو پورا کہنے پر پابندی لگا دی۔ جبکہ ہمارا اعتقاد کردہ قرآن وہ ہے جس میں سب خشک و تر موجود ہے وہ مکمل و جامع ہے اور اپنے مفسر و وارث کی حفاظت میں ہے۔ ایمان کا تعلق ہمیشہ اصل سے ہوتا ہے۔ نقل پر نہیں۔ پس ہمارا قرآن اصل ہے (جواب بقول مشتاق حضرت علیؓ م ۱

---

[1] سفید جھوٹ ہے

ساتھ قبر میں ہے) اور تمہارا نقلی بھی ادھورا ہے۔ ص ۱۱۶ توبہ توبہ نقل کفر کفر نہ باشد جب آپ کا تیس پارے قرآن پر ایمان ہی نہیں تو آپ اس کے مطابق نماز روزہ حج زکوٰۃ امور دین کیسے بجا لا سکتے ہیں خبردار اگر آپ نے یا کسی شیعہ نے اپنے کسی مسئلے پر قرآن سے استدلال کیا تو وہ پکا ظالم اور منافق ہوگا کیونکہ ملک غیر میں تصرف کر رہا ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ یہ لاریب فیہ ھدی للناس کتاب خدا نے جبریل کے ذریعے اپنے پیغمبر پر اس لئے اتاری تھی کہ علیؓ کے ساتھ قبر میں یا غار میں چلی جائے اور کوئی شخص نہ زیارت کر سکے نہ ہدایت پا سکے پھر اس کا لوح محفوظ پر او جھل ہونا نا پید ہونے کی دلیل تو نہ تھا۔ وہیں اصلی بنا رہتا نقلی بن کر نیچے کیوں اترا؟ اب جبکہ علیؓ و قرآن دونوں غائب ہیں۔ آپ کے پاس کیا ذریعہ ہدایت ہے پھر آپ شیعہ بنانے کے لئے کونسا گھونگرو در در بجاتے پھرتے ہیں۔ میں آپ کو ناصحانہ مشورہ دے رہا ہوں کہ صاحب اقرآن کے متعلق اس یاوہ گوئی اور ارتداد سے توبہ کر لیں اور معافی نامہ شائع کریں ورنہ ابھی سنی محافظ قرآن مسلمان زندہ ہے۔ ہو سکتا ہے مسلمان مشتعل ہو جائیں اور کوئی غازی علم دین پھر اٹھ کھڑا ہو۔ آپ کو اپنے ممدوح پیشوا راجپال تک پہنچا دے یا پھر ہائیکورٹ کا فیصلہ آپ کو سزائے ارتداد میں الٹا لٹکا دے۔ ذرا ہوش کے ناخن لیں۔ اور توحید و رسالت ازواج و خلفاء رسول سے دشمنی کے بعد قرآن سے یہ دشمنی نہ کریں۔ آپ کو خلفائے راشدین کی فتوحات اور مجاہدانہ قربانیاں یہود و نصاریٰ کی طرح ناپسند ہیں۔ آپ ان سے بڑھ کر خلفاء ثلاثہ پر غضبناک ہیں لیکن یہ نہ سوچا کہ قیصر و قصریٰ کی فتوحات

اور زمین کی انتہاء تک اسلام کا پھیلاؤ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت پر دلیل تھیں۔ ان کی پیش گوئی آپ کی ولادت کے وقت ہوئی آپ کی والدہ نے شام کے محلات دیکھے۔ غزوہ خندق وغیرہ کے موقع پر آپ نے پیش گوئی کی جس کا ذکر حیات القلوب میں متعدد جگہ منتہی الاٰمال اصول کافی وغیرہ میں متواتر ہے۔ حدیث صخرہ کو آپ کے علماء نے شرح کافی میں متواتر کہا ہے۔ آپ کا اس پر چلنا کڑھنا کیا۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و سطوت اور دین کی اشاعت پر جلنا سڑنا نہیں ہے؟ کیا اب بھی مومن بالرسول کہلائیں گے۔ اگر وہ فتوحات نہ ہوتیں تو ایران پر آپ کی حکومت اور عجم و عراق میں آپ کا وجود کیسے ہوتا۔ آپ شما سب آتش پرست و بت پرست ہوتے[1]۔ شہر بانو شہزادی کیسے حضرت حسینؓ کے نکاح میں آکر تمام سادات کی ماں بنتی۔ کیا آپ ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ کی فتوحات اور تلوار زنی پر حملہ کر کے سادات و اہل بیت کے نسب پر حملہ کرتے ہیں پھر آپ کے دشمن شیعہ ہونے میں کیا شک ہے؟ دوسرے شیعوں کو آپ کی حرکات پر نظر رکھنی چاہئے حقیقت یہ ہے کہ آپ کا قرآن متلو پر نہ ایمان ہے اور نہ ہو سکتا ہے۔ کیونکہ یہ خلفاء راشدین کے مبارک ہاتھوں سے دنیا میں اشاعت پذیر ہوا انکار خلفاء کا منحوس عقیدہ ایمان بالقرآن کو لے ڈوبا بلکہ بالنبوت کو بھی کہ آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک ہاتھ پر دس آدمی بھی مومن ہدایت یافتہ ناجی نہیں مانتے" جیسے سو سنار کی ایک لوہار کی" کے آخر میں آپ نے اور آپ کے راہنما نقوی نے فخریہ اقرار کیا ہے

---

[1] پھر صاف الفاظ میں مشن رسولؐ کو ادھورا قرار دیں اور تکمیل کا سہرا اپنے ممدوح کے سر باندھ کر نبوت کی پگڑی بھی باندھ دیجئے!

توحید الٰہی صرف ایک خدا کو ذات و صفات اور کمالات و حقوق میں وحدہ لاشریک لہٗ ماننا سے آپ کی دشمنی محتاج ثبوت نہیں آپ انشاء پرواز اور زود نویس ہیں۔ ہر بات پر رسالہ لکھ مارتے ہیں۔ میری بات سے اگر آپ کو اختلاف ہے تو میں آپ کو یہ موضاعات دیتا ہوں۔ ان پر ایک ایک رسالہ لکھ دیں میں بہت ممنون ہوں گا۔

۱۔ توحید قرآنی جو تیرہ سالہ مکہ میں آپ نے مار کھا کھا کر پھیلائی اور شرک کا رد کیا۔ وہ توحید و شرک کیا تھا۔؟ کم از کم صرف ایک سو آیات مع تشریح خاص سلیقہ سے مرتب کریں تاکہ لا الہ الا اللہ کی خدمت ہو[۱]۔

۲۔ ۲۳ سال میں سید المرسلین معلم الکائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا انقلاب ہدایت برپا کیا۔ کتنے خوش بختوں کو ہدایت ہوئی۔ صرف ایک سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مومنانہ حالات اپنے عقیدہ کے مطابق اپنی ہی کتب سے مرتب کر کے ایمان بالرسالت کا عملی ثبوت دیں[۲]۔

۳۔ قرآن کریم جو صداقت و اعجاز سے لبریز اور انقلاب آفریں کلام اللہ ہے اس نے شیعہ اعتقاد کے مطابق کتنے نفوس میں تاثیر کر کے ان کو شرک و کفر سے پاک کیا؟ یا کیا خود ہی ان کی کتابت و تلاوت میں اگر معاذ اللہ ناپاک ہو گیا[۳] صرف ایک سو عامل بالقرآن قرار مومن کی فہرست بنا دیں۔ مگر واضح رہے کہ سنی عقیدہ اور سنی روایات و تاریخ سے مدد لے کر اپنی خودداری کو مجروح نہ کریں اگر آپ ان تینوں مسئلوں پر خامہ فرسائی نہیں کر سکتے اور ہرگز نہیں کر سکتے تو اتنا تو مان لیں کہ آپ کا اساسی ایمانیات سے بھی کوئی تعلق نہیں تا بفروع اعمال چہ رسد۔ حقیقۃً آپ کی زندگی صرف ماتمی رسوم اور منفی پروپیگنڈہ سے وابستہ ہے۔ یہی کچھ آپ کے امام سیزدہم 'غاصب و سفاح اہل سنت کش' خمینی نے کہا ہے۔

---

[۱] شیعہ توحید یہی ہے۔ شرک کا کوئی خدشہ نہیں۔

[۲] چار یار ملاحظہ کریں۔

[۳] حقیقت تحریف قرآن کا انتظار کیجیے

ملاحظہ ہو ہفت روزہ رضاکار ۹ محرم ۱۴۱۲ھ اور یہی کچھ آپ نے صف پر سچا اعتراف کیا ہے۔ اب پتہ چلا کہ عزاداری کے لئے آپ کیوں اتنی قربانی دے رہے ہیں کہ یہ زندگی باقی رکھنے کا پیٹرول ہے۔ اگر پانچ سال آپ عزاداری چھوڑ دیں تو آپ کا وجود ختم ہو جائے گا آزمائش شرط ہے اور ہمیں کیوں بخار آتا ہے اس لئے کہ آپ توحید قرآن و رسالت تمام صحابہ رضی اللہ عنہم و امت کا انکار کر کے عزا کی آڑ میں خود کو مسلمان باور کراتے ہیں جب کہ مجرم کو کعبۃ اللہ میں پناہ کچھ فائدہ نہیں پہنچا سکتی اب آپ مُشتے نمونہ اپنی چند خیانتوں کو ملاحظہ فرمائیں

۱۔ ص پر من عشق و کتم و عف و مات فھو شہید" کے ترجمے میں عف کا معنی "ناکام رہے" لکھا ہے یہ کونسی لغت میں ہے؟ اردو دان طبقہ بھی جانتا ہے کہ یہ عفت سے بنا ہے جس کا معنی پاکدامنی ہے۔ اسی سے کہا جاتا ہے رجل عفیف پاکدامن مرد امرأۃ عفیفۃ۔ پاکدامن عورت۔ مطلب یہ ہے کہ محبت قلبی کسی کے اختیار میں تو نہیں جو دل دے بیٹھے مگر اس کا اظہار تک نہ کرے خوف خدا سے گناہ سے بچ کر رہے۔ اس کو پاک دامنی کے صلے میں بعد از موت شہید کا اجر ملے گا اب اس میں کوئی قباحت نہیں ہے جیسے غصہ سے انتقام لے سکنے والا صبر کرے اور معاف کر دے نادار ناداری سے راہ خدا میں خرچ کرے گناہ پر قادر گناہ سے۔ بچ نکلے تو بہت بڑا ثواب پائے گا۔

۲۔ متعہ کی بحث میں آپ نے بخاری کے حوالے سے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کی حدیث نقل کی ہے کہ آیت متعہ نازل ہوئی تو ہم نے حضور کے ہمراہ تمتع کیا قرآن نے نہیں روکا پھر ایک شخص نے اپنی مرضی سے جو چاہا کیا۔ حالانکہ یہ روایت بخاری کتاب التفسیر ص ۶۴۸ زیر آیت فمن تمتع بالعمرۃ الی الحج میں ہے یعنی تمتع حج کے بارے میں ہے آپ نے خیانت سے متعۃ النساء بنا ڈالا کیونکہ متعہ حرام قطعی ہے تمتع حج مسنون ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا فرمان وقتی بندش کے تحت تھا[۱]۔

---

[۱] اعتراف کرنا پڑا کہ امور شریعت میں دست اندازی کرتے تھے۔ غیر نبی کو ایسی بندش کا کیا اختیار ہے؟

۳۔ کافی کی حدیث انکم علی دین من کتمہ اعزہ اللہ کا ترجمہ قاضی صاحب نے شافی ترجمہ کافی ج ۲ ص ۲۲۵ ادیب اعظم سے یوں نقل کیا ہے۔ فرمایا ابو عبد اللہ (یعنی امام جعفر صادق علیہ السلام) نے اے سلیمان تم اس دین پر ہو کہ جس نے اس کو (چھپایا خدا نے اسے عزت دی اور جس نے ظاہر کیا اللہ نے اسے ذلیل کیا۔

آپ نے قاضی صاحب کو ایماندارانہ تحقیق نہ ہونے کا طعنہ دیا ہے۔ حالانکہ الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے کی مثال خود آپ پر صادق آئی۔ کہ من کتمہ کی مفعولی ضمیر جو دین کی طرف راجع ہے کا ترجمہ (انہوں نے) ظاہر کر دیا ہے۔ آپ کا خائن مترجم اسے حذف کر دے تو کیا دوسرا بھی یہ خیانت کرے؟ آپ اس کا ترجمہ از خود "راز" بتاتے ہیں۔ یہ کس لفظ کا ترجمہ ہے کیا دین کا معنی راز ہے تو آپ کا سب دین راز ہی ہوا۔ پھر اسے کیوں ظاہر کرتے پھیلاتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ کتاب الایمان والکفر کے دو باب تقیہ اور کتمان دین اسی مقصد کے واسطے ہیں۔ کہ اپنے دین و ایمان کو چھپاؤ اسے ظاہر نہ کرو نہ پھیلاؤ خصوصاً کسی بھی عنوان سے عقیدۂ امامت کو ظاہر نہ کرو۔ ظاہر وہ کرو جو تمہارے اعتقاد میں کفر ہو۔ مختصر یہ کہ پورے منافق بن کر رہو۔ مسلمانوں کے ساتھ باجماعت نمازِ جنازہ میں شرکت عیادت مریض خدا اور رسول قرآن پر ایمان کا اظہار جو عند الشیعہ کفر ہی ہے خوب کرو اور ان سے علیحدگی نہ کرو۔ مگر دل میں اسکے خلاف چھپائے رکھو (کافی کا باب تقیہ کتمان پھر پورا پڑھ لیں)

۴۔ آپ بار بار خلفاء کو طعنہ دیتے ہیں۔ ۱۔ کہ انہوں نے تلوار چلائی۔ ۲۔ ان کی فتوحات تھوڑے عرصے کے بعد کفار کے ہاتھ پھر چلی گئیں۔ ۳ مجھے ان اصحاب کی زبان سے دین کا تعارف ہی دستیاب نہ ہو سکا تو پھر کیسے مان لوں کہ انہوں نے دین کی اشاعت تا تبلیغ اسلام فرمائی (ص ۱۳۲) یہ کتنا بڑا جھوٹ ہے اور تاریخ کی تکذیب ہے کیا حدیث سیرت تفسیر قرآن فقہ و قانون عمرانیات کی کتب میں جگہ جگہ خلفاء

راشدین کے فرمودات و فتاویٰ موجود نہیں صرف نہج البلاغہ اور فقہ عمر کا موازنہ کر دیکھئے کہ مسلمان کے لئے عملی ہدایت کس میں زیادہ ہیں۔ پھر حضرت علی رضی کے سامنے حضرت ابو بکر رض و عمر رض و عثمان رض مجاہدین کو روانہ فرماتے دعوت الاسلام سب سے پہلا مقصد ہوتا۔ حضرت علی رض اسے اللہ کی مدد لشکر خدا یاری اور دین کے پھیلاؤ سے تعبیر کرتے (نہج البلاغہ) ہم تو چاروں یاران نبی ابو بکر رض و عمر رض و عثمان رض و علی رض کو سچا مانتے ہیں جن چاروں کے آپ اعلانیہ[1] منکر و دشمن ہو چکے ہیں۔

۵۔ آپ نے تحریف قرآن کے جرم عظیم کا ارتکاب کر کے ص ۲۲۷ پر یہ لکھا ہے کہ سنی مذہب حق کے خلاف ہے اور صرف شیعہ مذہب ہی حق ہے کلام پاک کی سورت کہف میں خدا نے ولایت کو حق کہا ہے کہ هُنَالِكَ الْوَلَايَةُ لِلّٰهِ الْحَقِّ الخ۔ حالانکہ اس کا ولایت علی رض سے ذرا تعلق نہیں[2]۔ آپ خائن تو ترجمہ[3] ہی نہ کر سکے آپ کے مقبول مفسر نے یہ ترجمہ کیا ہے "اس موقعہ پر حکومت خدائے برحق ہی کی ہوگی وہ ثواب[4] دینے کے لئے بھی سب سے اچھا ہے۔ اور انجام کی رو سے بھی سب سے بہتر ہے (ترجمہ قرآن ص ۳۵۷) معلوم ہوا اس سے مراد قیامت خدائے واحد کی حکومت ہے

محترم! تبصرہ لمبا ہو گیا یہ بھی راہ حق نمائی کی کوشش ہے۔ جیسے پہلے خطوط میں کر چکا ہوں۔ اب میں اللہ کے سامنے کہہ سکوں گا کہ اے خدا ایک بندہ کریم پر اتمام حجت کر دی تھی۔ تلخ گوئی سے معذرت خواہ ہوں صرف اتنا مطالبہ آپ سے

---

[1] علانیہ

[2] آیت ولایت کیوں بھول رہے ہیں۔ [4] ثواب ہوتا ہے نہ کہ ثواپ

[3] حالانکہ خود مشتاق نے "علی ولی اللہ" ص ۸۹ پر یہ ترجمہ لکھا ہے (پس ثابت ہو گیا کہ) سرپرستی و سرداری وہاں اللہ ہی کے لئے ہے جو حق ہے۔ (مہر) میرے ترجمے میں "وہاں" کا لفظ نہیں "بلکہ" خاص ہے۔ مشتاق۔

کرتا ہوں کہ شیعہ اثنا عشریہ کے برحق ہونے پر قرآن وحدیث صحاح ستہ اہل سنت یا صحاح اربعہ شیعہ سے تیسرے خط میں مذکورہ شرائط کی روشنی میں باقاعدہ دلیل صریح پیش کریں تاکہ میری معلومات میں اضافہ ہو۔ کتابی ہفوات اور محاذ آرائی کی ضرورت نہیں لوڈ ڈی پوائنٹ کام کی بات جوابی خط میں ۲۸ جون تک ضرور لکھ بھیجیں اگر ۲۹ جون تک آپ کا جواب سلیم وصول نہ ہوا تو یہ تمام خط وکتابت بغرض اشاعت بھیج دی جائے گی اور قارئین حق وباطل کا فیصلہ خود کر لیں گے۔

چشم براہ ۔۔۔۔ بشیر الابراہیمی۔ لوز باد ا، گوجرانوالہ ۱۷/۶/۸۶

پانچویں خط کا شیعی جواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وکفی باللہ وکیلا

گرامی قدر بشیر صاحب

سلام مسنون نوازش نامہ موصول ہوا۔ بندہ کریم پر آپ کی کرم نوازی لائق تشکر ہے۔ کتاب "شیعہ مذہب حق ہے" کا مطالعہ فرمانے کے بعد آپ کے جذبات کو جو ٹھیس پہنچی ہے اس پر معذرت خواہ ہوں اسے آپ میری جہالت اور اپنی علمی ذکاوت کا طبعی ٹکراؤ خیال فرما سکتے ہیں۔

محترمی گذشتہ چھ ماہ سے احقر سخت پریشانیوں سے دوچار ہے۔ ضیق معاش اور خاندانی الجھنوں نے اس قدر گھیر رکھا ہے کہ دینی مشاغل کے لئے فرصت کے چند لمحات بھی میسر نہیں۔ تحریر و تقریر کی تمام سرگرمیاں سرد پڑ چکی ہیں نہ ہی مطالعہ کا وقت ملتا ہے۔ اور نہ ہی کچھ لکھنے کا۔ یہی

وجہ ہے نشرئہ میں میری کوئی کتاب منظر عام پر نہ آسکی حالانکہ دس بارہ موضاعات ادھورے پڑے ہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ میں آپ کے خط نمبر چار کو دوسری مرتبہ پڑھنے سے بھی قاصر رہا ہوں۔ یہ کام فراغت وفرصت اور سکون و اطمینان کے ہوتے ہیں۔ مگر میں اس وقت ایسے حالات سے دوچار ہوں کہ بیان نہیں کر سکتا۔

فی الحال آپ سے ملتمس ہوں کہ دعا فرمائیں کہ رب العزت مجھے دنیوی جھمیلوں سے سرخرو کرے۔ جیسے ہی میرے حالات معمول پر آئیں گے۔ انشاء اللہ آپ سے تبادلہ خیالات کی پرخلوص سعی دوبارہ شروع کروں گا۔ آپ نے تحریر فرمایا ہے۔ کہ ۲۹ جون تک اگر میں نے جواب نہ دیا تو یہ خط وکتابت بغرض اشاعت بھیج دی جائے گی اسی لئے میں یہ نامکمل سا جواب بھیج رہا ہوں۔ ورنہ میری ذہنی کیفیت اس قابل نہیں کہ مفصل معروضات پیش خدمت کر سکوں۔

اللہ کے احسان سے آپ مخلص نیکوکار اور ہمدرد النفس ہیں۔ لہٰذا ملتجی ہوں کہ میرے حق میں خصوصی دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے موجودہ پریشانیوں سے نجات دے ممنون ہوں گا۔ تمام متعلقین کی خدمت میں درجہ بدرجہ فرداً فرداً اسلام دعا پیار قبول ہو۔ شکریہ

والسلام

خیر اندیش طالب دعا

عبدالکریم مشتاق

آخری خط آخری گذارش

جن ایام میں سنی سائل کا پانچواں خط موصول ہوا عرض گذار اس وقت انتہائی پریشانی کی حالت میں تھا۔ اور عالم اضطراب میں گرفتار ہونے کے باعث احقر کی تمام مذہبی سرگرمیاں رکی ہوئی تھیں۔ چنانچہ اس کیفیت سے میں نے سائل کو مطلع کیا اور التماس دعا کے ساتھ تحریر کیا کہ حالات کے معمول پر آنے پر آپ کو جواب دیدیا جائیگا۔ اس خط میں سائل نے جو اسلوب تحریر اختیار کیا اس سے ان کے اخلاق سوز رویہ کی پوری پوری عکاسی ہوتی ہے۔ لیکن میں نے پورے ضبط و تحمل کے ساتھ ان کی ہر ناگوار بات کو برداشت کیا اور ایک بھی حرف شکایت تحریر نہ کیا اس خط میں میری کتاب "شیعہ مذہب حق ہے" پر تنقیدی تبصرہ ہے۔ یہ کتاب قاضی مظہر حسین صاحب آف چکوال کی کتاب "سنی مذہب حق ہے" کے جواب میں تحریر کی گئی ہے۔ جو انہوں نے میرے دس سوالات شائع شدہ کتاب "ہزار تمہاری دس ہماری" کے جواب میں لکھی ہے۔ چونکہ سائل نے بھی "ہم سنی کیوں ہیں" میں ان سوالات کا جواب دینے کی کوشش کی ہے اور یہ باتیں جو اس خط میں ہیں ان کا اعادہ مذکورہ کتاب میں کیا ہے لہٰذا اس کا مفصل و مثبت جواب ہم اپنی جوابی کتاب میں اس کے مناسب محل پر ہدیہ قارئین کریں گے۔ کاتب خط نے ہم پر الزام لگایا ہے کہ ہم نے کلمہ جگہ جگہ غلط لکھا ہے۔ لیکن کسی ایک بھی جگہ کی نشاندہی نہیں کی گئی ہے۔ ہمیں افسوس ہے کہ خود سائل نے قرآن سے یہ کلمہ منسوب کیا ہے۔ "لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ" پ ۲۶ ع ۱۲۰۶ ہم نے قرآن کا چھبیسواں پارہ پورا دیکھ لیا ہے مگر یہ کلمہ کسی مقام پہ نہیں مل سکا ہے اگر سائل یہ کلمہ قرآن مجید کے چھبیسویں

پارے میں یا کسی اور جگہ بایں الفاظ ہمیں دکھادے تو ہم ان کو نہ صرف منہ مانگا انعام دیں گے بلکہ ان کا مسلک بھی بلاچوں وچرا قبول کر لیں گے۔

واضح ہو کہ اگر سائل یہ کلمہ پڑھتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ معاذاللہ خداوند تعالیٰ معبود (الٰہ) نہیں ہے۔ محمدؐ اللہ کے رسول ہیں۔ یعنی خدا اور اس کی توحید سے مکمل انکار و نفی کا اقرار ہے۔ پس جو منکر توحید ہو اس کو کسی موحد کے ساتھ مسئلۂ توحید پر بات کرنا زیب نہیں دیتا ہے۔ میں نے نقلی عبارت "محمد الرسول اللہ" مولوی جوشؔ وابرارؔ کے حوالہ سے لکھی ہوگی مگر سائل نے یہ کلمہ اپنی عبارت میں تحریر کیا ہے۔ جیسا کہ گذشتہ اوراق میں ہم بیان کر چکے ہیں[1]۔ اگر انصاف و ایمان کی صفت ہی سے فاضل سائل واقف ہیں تو اپنی لاف زنی پر ضرور شرمندہ ہونگے۔

اب چونکہ ہم "لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ" کے منکر و مخالف ہی نہیں ہیں لہٰذا محض سائل کے جھوٹے الزام سے مرعوب ہو کر ایک غلط الزام کا جواب لکھنے میں وقت ضائع نہیں کر سکتے۔ مگر جوابی کتاب میں ان کی ایک ایک بات کا جواب حسب عادت دیں گے۔

قتل و پھانسی کی دھمکی

ہمیں افسوس ہے کہ سنی سائل نے نہ صرف تقریر و تحریر کے اخلاقی ضابطوں کی خلاف ورزی کرتے ہوئے گندہ ذہنی اور سازش ذہنی کا مظاہرہ کیا ہے۔ بلکہ گالی گلوچ سے آگے بڑھ کر دنگا و فساد کو پیچھے چھوڑ کر قتل و ہلاکت کی دھمکیوں تک آ پہنچے ہیں۔ چنانچہ بندوق تان کر مجھ سے مطالبہ کیا ہے کہ "معافی نامہ شائع کریں ورنہ ابھی سنی محافظ قرآن مسلمان زندہ ہے ہو سکتا

[1] سنی سائل کا دوسرا خط دیکھئے

ہے مسلمان مشتعل ہو جائیں اور کوئی غازی علم دین پھر اٹھ کھڑا ہو۔ آپ کو اپنے ممدوح پیشوا راجپال تک پہنچا دے یا پھر ہائیکورٹ کا فیصلہ آپ کو سزائے ارتداد میں الٹا لٹکا دے"

کوئی بھی شریف النفس آدمی ایسی دھمکی کو مستحسن قرار نہیں دیتا ہے۔ لیکن میں اس اشتعال انگیزی کو بھی خاطر میں نہ لایا اور ٹھنڈے دل سے برداشت کیا ہے۔ حالانکہ یہ حرکت قابل تعزیر ہے۔ اور ارادہ قتل کے مترادف ہے جو موجودہ تعزیزاتی دفعہ متعلقہ کے مطابق سنگین جرم ہے۔

میں نے محترم سائل کو ہر مقام پر عزت کی نگاہوں سے دیکھا ہے میری ان سے نہ ہی کوئی ذاتی عداوت ہے اور نہ ہی پرانی رقابت و رنجش۔ میرا قصور اگر ہے تو صرف یہ ہے کہ میں شیعہ ہوں اس لئے کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم نے صرف شیعہ کو ناجی بتایا ہے اور کسی دوسرے فرقے کو ایسی بشارت زبان رسول سے نصیب نہیں ہوئی ہے۔

بندہ کریم نے مہر بے مہر کی دشنام طرازی کو بھی کرم نوازی سمجھ کر لائق تشکر سمجھا ہے مگر محترم نے اسے نہ صرف میری جہالت سمجھا بلکہ کمزوری تصور کیا۔ تاہم میں اب بھی صاف دلی سے کہتا ہوں کہ مجھے ان سے کوئی شکوہ یا شکایت نہیں صرف اتنا عرض کروں گا کہ ان کی قوت برداشت نہ ہونے کے برابر ہے کہ محض نعرہ حیدری یا علیؑ سے ان کے جذبات کو ٹھیس لگ جاتی ہے مگر دوسروں کو وہ قتل و پھانسی تک کی دھمکی دے کر بھی پوشاک شرافت کو داغدار نہیں دیکھتے۔

ہم نے پوری خط وکتابت اور اضافی گفتگو پیش خدمت کر دی اب قارئین بہتر طور پر فیصلہ فرما سکتے ہیں کہ کونسا مذہب سچا ہے۔ کس کی شکست ہوتی

ہے اور کون فاتح ہے۔ آخری گذارش یہ ہے کہ ہم پورے اعتماد سے یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ "شیعہ" کے سوا زبان رسولؐ سے کوئی دوسرا فرقہ ناجی ثابت نہیں ہوتا ہے۔ یہ ایک ایسی دلیل ہے کہ جب تک اس کو توڑا نہ جائے بحث کو "موضوع نجات" پر آگے بڑھانا زیادتی ہے۔ پس شیعہ مذہب سچا ہے کہ رسولؐ نے فرمایا "یا علی انت وشیعتک فی الجنۃ (مناقب صحابہ ص ۲۵۹ علامہ ترمذی)

والسلام
عبدالکریم مشتاق

آزمائے جو چاہے

"نادِ علیؑ" بزرگانِ اسلام کا وظیفہ رہا ہے۔ وہابی اور دیوبندی اسے شرک کہتے ہیں حق و باطل کا فیصلہ اسی پر کر لیجیئے۔ نادِ علیؑ کا کرشمہ عملاً ملاحظہ فرمائیں کہ اگر اسے کسی مریض پر نماز صبح و عشاء کے بعد ۷۲ مرتبہ اول آخر تین مرتبہ درود پڑھ کر دم کیا جائے تو اللہ کے حکم سے اور مشکل کشاءؑ کی مدد سے مریض ۷ دنوں میں رو بصحت ہو جاتا ہے۔ اعتقاد شرط ہے۔ اگر یہ شرک ہے تو اہل اسلام میں یہ تاثیر کیوں رکھتا ہے۔ کیا یہ علیؑ کا امداد کرنا نہیں ہے؟

"آزمائے جس کا جی چاہے" یا علیؑ مدد، میرے مولا علیؑ مدد